بعون معین مطلق و فیض توفیق خدای برحق

پدماوت اردو با تصویر

در مطبع خاص منشی درگاپرشاد لکهنوی بوقت طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ کتاب حمد و سپاس بیقیاس کا خاص بنام اوس ناظم دیوان ایجاد و تکوین کی سزاوار ہی کہ قلم صنائع نگار بدائع طراز قدرت کاملہ بالغہ صنعت جسکی ہی بند مسدس شش جہت عالم کا اوپر صفحۂ ظہور کے کس کس رنگینی سے نمودار ہی سبحان اللہ ہر فرد النساکی تین ارکان رباعی عناصر سی مرکب کر کی مطلع الانوار اپنا کیا اور خلعت اشرف المخلوقات کا اوپر قامت ایک مشت خاک کی قطع کر کی مقطع مخزن اسرار حقیقت کا بنایا آور درود نامحدود اوپر بنام مقدس مظہر نور پادشاہ کون و مکان خلیفۃ الرحمان سید سرور عالم یعنی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ براعت استہلال نسخہ لولاک لما خلقت الافلاک کی واسطے ذات پاک والاصفات واجب التعظیم والتکریم اونکی ہی اور تحفہ سلام و صلوٰۃ کا اوپر آل اطہار و اصحاب کبار کہ دوستی او محبت اونکی معنی حدیث کسفینۃ نوح او اصحابی کالنجوم کے مانند خورشید جہانتاب کے افق دلہای محبون سے ساطع و لامع ہی بعد اسکے سبب تالیف اور موجب تصنیف نسخہ بدایع کا او پر فصیحان محفل سخندانی او بلیغان شیرین بزم معانی کی مخفی نرہی کہ بندۂ سیحمدان علم سخن سنجی اور سرگردان سراپای خاکساری مقدار سید غلام علی مشہدی متخلص عشرت ساکن بریلی ابجد خوان دبستان مرزا علی لطف صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کہ ذات بابرکات اونکی وقوف یاب شعر و شاعری کی کلام کرامت نظام مرزا رفیع السودا مرحوم مغفور سی ہی بلکہ شاگرد رشید اونکی ہین چند روز سنہ بارہ سو گیارہ مین درمیان شہر رامپور کے کہ نام خاص اوس شہر بلند اور بلدۂ ارجمند کا مصطفیٰ آباد ہی بجہت الفت بعضی یاران نکتہ پرداز اور دوستان محرم راز کی وارد تہا بلکہ بیچ سرکار فیض آثار گوہر درج فتوت اختر برج مروت شوکت و شہامت پناہ حشمت و جلالت دستگاہ خانصاحب مشفق فیضرسان مظہر کرم و احسان محمد عثمان خان واحمد خانصاحب سلمہما الرحمن کہ خاندان عالیشان نواب معلی القاب فیض اللہ خان مرحوم مغفور کی سوا رشتہ خواہرزادگی کی نسبت فرزندی کی بہی رکہتی ہین سر رشتہ روزگار کہ ہر بنیاد اسکی یکسن تحویہ اسکی ضرور ہی اور ہر ایک باشندہ اس بازار کا لیل و نہار بفکر روزگار کا یوین مجبور ہی رکہتا تہا اور اونکی ہی جلیسے کہ سرداران عالی شانکو چاہی شعر فہمی و معنی رسی جود و سخا و حلم و حیا او قدردانی صاحب فن اہل شہر و غریب الوطن کی تہی چنانچہ بمقتضای اشفاق بسیار در اخلاق بیشمار اپنی کی کہ خلق و کرم مین شہرۂ آفاق ہین میری تئین بہی بیچ انیسان محفل مودت او جلیسان بزم رفاقت کے جای استقامت کی دی ہی شب و روز اونکی بندگی مین تہا او روا سطے خط طبع اونکی کے غزلیات تازہ کہتا او علاوہ دوستان انیس ہمدم موافقت او محبان جلیس محفل مودت کی رابطۂ الفت کا بیچ خدمت فیضدرجت مولوی صاحب مشفق فیضرسان مظہر کرم و احسان

مولوی قدرت الله صاحب کے زیادہ کہتا تہا اور اکثر اوقات بیچ خدمت شریف اوس سطرح تجلیات ایزد سبحانی اور رشید فضل وکمال
دینی و دنیوی کی کہ اونکو بہی ذوق شعر و شاعری سے کمال ہی بلکہ تخلص بہی اپنا شوق فرماتی ہین حاضر ہوتا اور خاص بعد
نماز جمعہ متبرکہ کی اونکی مکان جنت نشان پر مشاعرہ مین داخل ہوکر گلہای غزلیات تازہ و شعرہای بلند آوازہ شعرای شہر وغیرہ سے
دامن گوش ہوش اپنی کو بہرتا اور خذف پارہ ہای فکر ناقص اپنی کو بہی مقابل جواہر زواہر اون جوہریان بازار سخندانی کی کرتا چنانچہ یک
مجلس مشاعرہ مین کہ شعرای مین ہمین بصد آئین نگین متغول غزلخوانی کے تہی او سامعین صغیر و کبیر سراپا گوش ہمہ صرف دریافت مضامین
و معانی کی ہر ایک جوہری سخن درج دہان اپنے سے گوہر آبدار و لولوی شاہوار مضامین نمک سلک اپنی کو ظاہر کرتا اور اوس سے گوش معانی نیوش اہل
علم کی تہین در غرور صنائع و بدائع لفظی و معنوی سے بہرتا القصہ اوس روز بعد غزلخوانی کے مولوی صاحب فیض رسان سلمہ الرحمن بکمال اشفاق
مشفقانہ و بسیار اخلاق اوستادانہ طرف اس عاجز کے کہ شاگردی ونکی تلمیذان کرامت بیانکے فخر اپنا جانتا ہی متوجہ ہوکر فرمانی لگی کہ ایک
فرمایش ہماری ہی اگر تم خوشی خاطر ہمارے تکلیف اپنی باور مقدم رکہکر اقبال اوسکا کرو تو عین سلوک و احسان ہی مینی عرض کیا ہر چند کہ یہ بیچمدان
اس لایق تو نہین کہ کچہہ کام آپکا اوس سے موقوف ہو لیکن فرمایئی کہ فدوی فرمایش عالی کو موجب سعادت دارین کا جانکر بجان و دل مصروف ہووے
مولوی صاحب نے طوطی زبان شکرفشان کو بیچ گلستان بیان کی یون مترنم کیا او شاہد باطنی الضمیر محبت پذیر اپنی کو حجلہ سینہ بے کینہ سی نکال کر
باصد زیور تقریر فصاحت آمیز و با ہزاران لباس تحریر بلاغت انگیز او تحفت بر صبح کلام عشق التیام کے اس طور پر جلوہ نمایش کا دیا کہ ایک
عزیز پر تمیز جوان عنا یوسف مصر فصاحت و بلاغت ماہ کنعان زبانت و متانت بار لور علوم حی اراستہ و بالباس قابلیت و فنون پیراستہ
نخلبند گلستان مضامین نگین چاشنی افزا شکرستان الفاظ معنی شیرین اختر برج سیادت گوہر درج سعادت میر ضیاء الدین
نام تخلص عبرت متوطن شاہجہان آباد خوش باش قصبہ رامپور ہمارے آشنا تہی اوسکے علم تازہ او طبع بلند آوازہ و درس معانی فہم
رکہتی تہی گاہ گاہ مشق شعر کی بہی فرماتی علم طبابت مین بہی گوی سبقت از روی تشخیص او معالجہ ہر خستہ کے میدان نبض
شناسی مین اطبای زمانہ سے لیگئے تہی او مریضان مایوس زندگی کو نسخہ حسب الشفای آپکے سے بخوبی تمام بحالت اصلی لاتی چنانچہ دریکتا
بحر سیادت بیہمتای دریای نجابت بیچ سلک رفقای نجو خان مرحوم کی منسلک ہوکر ہر خلوت و جلوت مین انیس جلیس تہی بسبب خان والا شان کو
بہی شوق شعر خوانی او معنی رسی اور زبان دانی کا زیادہ تہا اکثر بپاس خاطر عاطر اوسکے اشعار فارسی ہندی کی کہتی علی ہذا القیاس
بفرمایش اوس خلاصہ دودمان حشمت و اجلال مسند نشین چار بالش فضل و کمال کے او نہون نے قصہ راجہ رتن سین او پدماوت
کا کہ زبان پوربی مین تصنیف مولانا ملک محمد جائسی کا ہی زبان ریختہ مین تصنیف کرنا شروع کیا او بمقدور اپنی کوئی دقیقہ
شعر و شاعری کا فوت و فروگذاشت نکیا القصہ چہارم حصہ اوس قصہ غریب کا نکات عجیب لطیف و مضامین نگین دلفریب
قلم معنی رقم اپنی سی یہان تلک تحریر و تسطیر کیا کہ راجہ رتن سین مالک چتور کا شور انگیزی عشق پدم اور شرر ریزی آتش محبت اوس
صنم کی سے بموجب اس شعر کے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد — بسا کین دولت از گفتار خیزد
در آید جلوۂ حسن از رہ گوش — ز جان آرام برباید ز دل ہوش

جوگی ہوا او صبح عیش شام غربت سی مبدل کرکے شہر اپنی سی ساتہ سولہ ہزار رفیق ہم جیالے ہمراہ
بعد قطع منازل بسیار و طی مراحل بیشمار سلطنت ادہی طوطی شیرین مقال کے سی کہ موجب اس خانہ پریشانی اور باعث حیرانی و سرگردانی
کی تہی مدت مدید و عرصہ بعید مین بہر حال افتان و خیزان نواح شہر سنگلدیپ مین داخل ہوکر ایک پرستشگاہ مین کہ قریب باغ پدم کے
تہی ڈیرہ کیا او طوطی نی خبر راجہ رتن کی کہ جسن جسن کی مع لشکر سولہ ہزار جوگی کی آیا تہا پدم کو پونہچائی او گل گلستان زیبائی
کو طرف اوس بلبل شیدا ہو طن کی بطور معشوقونکی کہ عاشق کو اپنی جمال سے خوش کرتے ہین جنت جانے کی دلوائی بس یہ
حکایت نہایت کو پونہچی کہ میر ضیاء الدین عبرت کو مرض الموت ہوا او سیاہی حسرت و غم ناتمامی اس داستان ندرت بیان کے دار الفنا
طرف دار البقا قدم رنجہ فرمایا اب عرصہ سات آٹھ برس کا گذرا کہ کوئی موزون طبع کچہ اپنی جی مین سمجہکر واسطے تمام کرنے اس کلام کے

القیام کی دست انداز ہوا اور وہ صاحب بالیش بدہ خوانین روزگار یعنی بخوخان سپہ سالار بہی بیچ کارزار فرنگسان استاد کی رفاقت نواب غلام محمد خان پسر نواب فیض اللہ خان مرحوم و مغفور ہین کہ جبتک سب پر اظہر من الشمس ہی نام آوری تمام کا لم آیا ہین کا بتا اور آرزو ہم مشتاقوں کی رہی کہ بسبب فکر تمہارے یہ قصہ عجیب غریب اتمام بیچ سلک نظم آبدار کی آب و تاب انتظام کی پاوے اور ہر ایک مشتاق سیر اس گلستان مضامین و معانی سے حظ وافر اوٹہاوے نام تمہارا او میر ضیاء الدین عبرت کا او صفحہ روزگار پر یادگار خرد و کلان کی ہی آور روح پر فتوح اوس غریق لجہ معرفت یعنی میر ضیاء الدین عبرت کی بہی پیوند ہوے اس شاخ کلام کی ہے کہ ایک مدت سے بی سر انجام ہی ثمرہ نہال خرمی کا پاوے اور واسطے سرسبزی و شادابی شاخسار سخن تمہارے بیچ جناب الہی گلستان جہان کے ہاتھ دعا کا اوٹہاوی الغرض ترغیب یہی مولوی صاحب اور بہی کرم فرمایے چنانچہ مشفق شفیق حافظ محمد حسن صاحب متخلص بشیفتہ کہ سرآمد شعراے ہندی فارسی کی ہین او خلف الرشید اونکی یعنی رحمت حافظ شیخ الاسلام ادہم و متشلی بحر شریعت و طریقت مولوی غلام جیلانی رفعت و ہمت خان و میرزا کرامت علی عنبر شاہ رحم و یعنی شگفتہ و شفیقہ و پایندہ راسخ خفی و سجاعت علی نسیم و کبیر خان سلیم و سید رفیع الدرجات عالی مرتبت نور چشم ضیاء الدین عبرت او کی آشنا مجوز اسکی ہوی کہ نظم کرنا قصہ باقیماندہ کا عین صلاح ہی او انتظام اسکا مہین سے خوب ہوگا خوشی خاطر یاروں کو او پر سب کاروبار کے مقدم کیے او اوس بستان ناتمام کو پورا جلد کیجی ای یاران محرم راز دوامی شفقان بندہ نواز سپنے پاس خاطر عاطر مولوی قدرت اللہ شوق وغیرہ سبی باقیماندہ قصہ عجیب غریب بکاوش بسیار و فکر بیشمار عرصہ یک نیم ماہ مین ساتہ اس جلدی سے کہ انصرام پانا اس کلام کا محال تہا تمام کیا او منظور خاص و عام و سپچ انام کا ہوا او مادہ تاریخ اتمام یعنی خاتمہ کلام کا سوا الفاظ تصنیف و شاعر کے بہتر نہ پایا بلکہ یہ تاریخ الہی سب اوپر سنتے ہی کہ شعرا شہر چہ صغیر و کبیر کو رشک آیا او سبی نے استقنق ہو کے فرمایا کہ یہ مادہ تاریخ کا الہام غیبی ہی

نظم

کوئی تاریخ اسکی کیسے جو منظور	پہ لکھ کر مثنوی سپنے جو کی غور
کہا دل نی اہی دیکھی جو شاعر	
بلا شک جانی تصنیف و شاعر	سن بارہ سو گیارہ ولی کم و کاست

برآئی اب تمہاری خدمت عالی مین یہ التماس ہی کہ اگر موجب اسکے کہ انسان کسب خطا و نسیان ہی سہو خطا اس کلام دررو القیام مین ہو وے قلم عفو رقم اپنی سے اصلاح دیجی فرماؤ او اگر ہمت بلند و طبع ارجمند تمہاری بمقتضائی نازک مزاجی کی متقاضی اصلاح بخشی ہو تو اوپر خطا اس عزو کی خرد و گیر ہو کر از راہ بزرگ منشی اپنی اسکے دامن عفو میں چہپاو **بیت**

القدر وسع در اصلاح کوشند	اگر اصلاح نتوانند بپوشند

بیان وحدت وجود او وحدہ ناسوت در المعرفہ کا

ہر اک صورت مین اسرو وہ جلوہ گر یا ہی	کہی سیب کہی لیلی کہی عذرا کہا تا ہی

جلاوے عشق کی کیا اب مین نیرنگ	جو دیکھا مین اوسی نیرنگ کا رنگ
گہی در کسوت لیلی فرو شد	گہی بر صورت مجنون برآمد
کیا نیرنگی سی جب نگ پیدا	ہوا نور محمد تب ہویدا
ہر اک عالم کو گوناگون بنایا	وہ بیچون چگون چون مین دکہایا
کبہی بن شکل بلبل کے وہ نالان	کبہی گل ہو دیا چاک گریبان
کوئی معشوق کوئی عاشق بنایا	کوئی مطلوب کوئی طالب کہایا
کوئی ہی کشتہ غمہای ہجران	سراپا داغ جون سرچہ افغان
کوئی ہی وصل سی جانا نکی مسرور	کوئی در د جدائی سے ہی رنجور
زلیخا کی طرح کوئی ہی نالان	کوئی یوسف نمط قیدی بہ زندان
کسی کو مثل یوسف دلبری بنایا	کسی کو جون زلیخا سے ہی پریشان
نہین اوس عشق مین ہی اپنا کام	نہین مطلوب او طالب کو کام

زدریا موج گوناگون برآمد	ز بیچونی برنگ چون برآمد
ازین دریا بدین امواج ہر دم	ہزاران گوہر مکنون برآمد
ہوئی جب شکل احمد آشکارا	ہوا آپہی خود اپنے پر پیارا
ہزاروں شان مین ہو کر وہ گذرا	کبہی وامق بنا وہ گاہ عذرا
کہین شمع شبستان وہ کہایا	کہین پروانہ ہو دلکو جلا یا
کوئی شبنم نمط ہی اشک افشان	کوئی ہر صبح مثل گل ہی خندان
کسی کے تئین سکہایا غمزہ و ناز	کسی دل پر دہ غم کر دیا باز
کوئی چنبیلی بدن کی طرح رنجور	کوئی مہپارہ سان جنتا ہی کور
کوئی ہی سی جدائی کی ہی شاہر	کوئی ہی نشہ الفت سی سرشار
کہین مثل ہیم کہلایا پہلو	رتن ہنگامہ ہوا گاہی وہ جوگی
نہ کعبہ سی غرض نہ بالا دیر	ہی مقصد اوسکو اپنی جلوہ کی سیر

سبھی مین ہی یہ ہی سب سے جدا و
کہین صورت کہین رنگینیان ہین
ہی ہر شی کو مین اوسکا ہی نظر سے
وہ گاہی یار ہی اور گاہی اغیار
اوسی اک ذات کی ہی سب یہ شان
بنکر ای طائر شوق آگ پروانہ
شعلہ عشق ہی سب جا ہی حسرت
کشش سے دل کی اپنی جا او نکلی
رگ بسمل تلک تجہ دیکھا کر
وہی ہر فرد مین ہی یکتا نمایان
ہی اک شعلہ ہی یا کی شیخ و برہمن
بقول راسخ آن شعلہ پروانہ
ہر اک سالک ہی اسکی رہ مین بیدل
جنون ایسا ہی ہر اک کا گلو گیر
نہان ہر چشم و دل کی دو بین ہی
اوسی کی طرح دیکھی چشم حیران
دل عاشق جو ہی مین رات دن بیتاب
خیال اوسکا طرف کثرت کی آیا
ہی اوسکی ہشیاری پر یہی وال
الا ای شعلہ عشق ستمگار

کہا تا ہی خدا کہ نا خدا وہ
اوسیکی ساری یہ نیرنگیان ہین
پران سب سے رتو لنسی پی یا ہم
وہی سبھی جو ہو دانا ہی اس طرح
ہی جنکا مظہر کامل انسان
نہین ہی خوب کہنا انشا کی اس راز
ہی حال اس بات پر قول حضرت
پھٹکل بسم اللہ نکلے
نکلتی ہی صدا اللہ اکبر
برنگ ذرہ مہر درخشان
چراغ کعبہ و بتخانہ روشن
نکلتے ہی کباب جیسی آواز
برنگ آئینہ حیرت ہم آغوش
رگ گردن ہی دانا شکل زنجیر
سبھ کو تو فرق اوسی مین ہی
ہی مثل جوہر آئینہ پنہان
یہ ہی روشن چراغ اوسکی ہی گو
بسان درد ہر دل مین سمایا
کہین ہی مثل وسکی جلوہ افعال
جلادی شمع سان اس دل کا رنگ

ہمہ دم عدسکی ہی مین پیرو ہوش
وہی کوی ہی سب مین جتنا ہی نظر
ہی سب کے پاس اور سب سے بری
وہ کہیں کس شان مین ہو کر ہویدا
ہر اک جا مین ہی گو اوسکی ہویدا
ہی سب طالب ہی اوسکی عشق کی [illegible]
وہ بحر عشق ہی طوفان کسکا ہی
کہ ہی آہ جسدم جان آگاہ
جہان مین جو کوئی ہی ہوش پرور
وہی ہر حرم مین جلوہ گر ہی
وہی اول ہی در آخر وہی ہی
نہ دانم کہ دل با دوست گو [illegible]
ہر اک اوسکی عشق مین ہر دم
اوسی نے گل کے سر پر کو بنایا
کہ اک عالم ہی وحدت دیکھتا ہی
نظر مین ہی [illegible] دل بتان کا
نہ کوئی خاک نہ کوئی صورت بیگانہ
ہی وحدت پر دلیل اوسکی یہ کثرت
تو ہم ہی تیری حسرت وہ ہی اک
مسلمان ہو کے دل ہی جلوہ جا

کہ کوئی شہوا مین ہی کوئی بیہوش
اوسکی عشق کا ہی ہر طرف غل
ہی سب کو کہیں دید اپنا نہی طور
وہ آپ ہی اپنی اوپر ہوی شیدا
ولی ہر آن مین ہی وہ کہاں کا
پر اس جا کہین عقل و ہوش گم
حباب آسا اوٹھی ہم ما زنگ
مگر نکلے ہی اسکی منہ سے اللہ
شکست شیشہ کی تہی آی زبان
کہ ہر اک سنگ مین اسکی شرر ہی
وہی باطن ہی اور ظاہر وہی ہی
صد آفاق ملال از ہمی باز [illegible]
ہی حیرت ہی اوسکی وصل [illegible]
تماشے کے لیے بلبل بنایا
جدا اک عالم ہی کثرت دیکھتا ہی
ہی سنگ سنج اوسکی آستان کا
وہی عاشق وہی معشوق ہی گا
ہر اک سبزہ ہی انگشت شہادت
چمن کی کہا ہی ما عرفناک
پڑہون سوز جگر سے کیا مناجات

مناجات بہ درگاہ مجیب الدعوات

الٰہی مہر دل کو رہ تو آباد
لگادی صحن دل مین باغ [illegible]
نہایت [illegible] دل ہو مین اٹھا
جنبش عشق سے کر دل مرا زم
نہو محتاج جاک اوسکا رفو کا
مرا دل عشق کی تب سے جلا دے
وہ دل دے جو کہ پردہ ہی ہو ہزار
وہ دل دے جو کہ ہو صورت [illegible]
وہ دل جو رہنمای کاروان ہو
وہ کر دل میں ہو اک شور محشر

ہر اک کونہ مین ہو اوسکی ہو فرہاد
کہ جیسی گلکدہ [illegible] گلبن آتش
نکال اس رنگ سی ہر [illegible]
رگ اشک [illegible] ہی گو کرم
برنگ گل نکلتا ہو سبو کا
برنگ لعل ہا انگارہ بنادے
انار آسا ہو فوارہ شرر بار
[illegible] حیوان کا [illegible]
[illegible]
بلا انگیز [illegible] شور حشر

جو کوئی طالب [illegible] شہید [illegible]
دل سوزندہ ہی اعلی [illegible]
نسیم [illegible] ہو آہ سوزان
[illegible] کی تیغ کا [illegible]
پہنا دل کو لباس اضطرابی
عطا کر اشک [illegible] ابر
وہ دل دی جو کہ اک [illegible]
وہ دل دے جو کہ ہو خار [illegible]
وہ داغ تاب طاقت ہی ہو آزاد
وہ [illegible] علم [illegible] تحصیل
کہون کیا یہ مجھی تو گیا کہ دو دے

حباب گہر پا مین [illegible]
برنگ جلوہ پروانہ ہی [illegible]
بجای سبزہ ہو سر چراغان
شہید آسا اوسی خون مین [illegible]
لیکن ہو وہی رنگ [illegible]
برنگ برق و باران بہار
ہوائی ساکری سیر آسمان کا
خم صہبا کی صورت سر بسر جوش
ستم پرور وہ چشم بلا [illegible]
قیامت ساز جوان [illegible]
مری [illegible]

کرم اور لطف سے اپنی جناب د
مجھے فیض یقین سے کر آزاد
کہ تا سیب خیال چشم و ابرو
ہو جاوین لا برنگ شوخ آہو
الٰہی تا کہ ہے عارض گل
اثر بخش دل پر شور بلبل

نعت سرور کائنات علیہ التسلیمات

محمد کا زبان پر نام آیا
قلم نی سر کو سجدے میں جھکایا
یہ جو کچھ ہے سامنے ارض و سماہی
سب اوسکی ذات سے پیدا ہوا ہی
ہوا قبل از ولادت کل میں غوغا
برنگ مہر قرب صبح اوسکا
سر لات و منات ایسے ہیں لوٹے
زمین پر گر پڑے جیون نعل جھڑ کر
شعاعی خط سے خورشید ایسا سکا
ہوا جاروب کش اوسکی آستان کا
ہی عیان سے ایت کو سیت
نہیں کچھ خوف شافع سی ہی پر سب
یقین پہنچا ہے سر بارگہ مین
نہ تھی حائل کوئی تھی اوسکی رہ پر
نجیری سی ہر اک ہی شکر کرتا
کہ کیونکر گنبد کی حد سی گذرا
لطیف و پاک وہ جان جہان تھا
برنگ شیشہ شفاف آسمان تھا
صفت اوسکی کہی مقدور کسکا
خدا مداح حضرت ہو وے جسکا
تو کمکر اوسپہ صلے اللہ وسلم
سب اوسکی آل و اصحابون پہ ہر دم
کرا ہی مقبول درگاہ الٰہی
ہی تیرے نام سب عالم کی شاہی
کیا حق نی تجھی ختم رسالت
سند پر ہی تری مہر نبوت
تری تابع ہین سب پیغمبر پاک
تری ہی سر پہ ہی زیبا چتر لولاک
کہ پیغمبر کی ہوا سی ہو کی ہیں ناز
کرون پامال ہر جون شعلہ جرأت
تو جھی سی بنا اسباب میرا
کہ ہو کیون آستان پاک تیرا
اوسی قدمون تلی یا چشم بینا
بسان آب ہو جاؤن خاک
الٰہی واقف اسرار تجھ سے
عطا کر عشق کی ولی کو تجلی

تعریف پیر طریقت باآب حقیقت انتساب کی

سر رہ خیل مقبولان حق کا
ہی اپنی عصر کا سید حسین شاہ
شریعت کی طریقت پر روان ہے
حقیقت کا دم اوسکا زبان ہے
جو کوئی دل سے اوسکی ساتھ آئے
وہیں وہ بہشت خاک اکسیر ہو جائے
ہجوم اوس آستان پر دیکھ کا
نہ کیونکر کہی وہ خسرو اوسکا
وہان ہر مردہ دل بھی زندہ ہوتا
عیان اوس دم سی ہی شان مسیحا
یہ سب ارض و سما ہی فرش اوسکا
کہ پایا اوسکا پایہ عرش ہی کا
لکھون اب وصف اوسکی جا بجا الخ
کہ شعر اوسکی تجلی اون جیسا کہا تا کہ
کہون ایسا عدد نوا زبان کر
قلم آسا سر اسکی وہان ہی

تھی جیون نی تو کر دل سب سے پیدا
بھرا ہوا ایک اوسمین شور تیرا
چھپا ہو وے جہ بند یا زلف گرہ گیر
نکل جاوین میں جون اواز زنجیر
محبت اپنی تو مجکو عطا کر
مرا جا ہے محمد مصطفےٰ کر
وہ حی جن جن خورشید گیسو
نبی کی نقش پا کی جا کہ جس سر کو نا یا

محمد کا جو شیرین نام لکھا
سہانی سی قلم کا ہو نہ چہرہ
نمک اوسکا نہ ہوتا اب گل میں
تو کب ایسا پھوتا شور دل میں
جہان سے کفر کی ظلمت ہو وے دور
زمین آسمان پر چہا گیا نور
محمد سرور دنیا و دین ہی
محمد رحمۃ للعالمین ہے
شفاعت کو جو لب اپنی وہ کھولے
تو رحمت دوڑ کر لبیک بولے
کہون معراجکی کیا انکی بات
ہی جیون شق القمر اعجاز کی بات
نہ نرو مذہب حکما ہی ناپاک
نہیں ہی التیام خرق افلاک
نہ تھا اوس مہر کا سایہ زمین پر
سراپا نور تھا جسم مطہر
ایسی حق سے ہوا وہ عرش سا
نظر جسطرح صنعت کبھی نکلے
کہان اوسکی صفت ہو وے کما حقہ
جو کوئی ہو وے مشتاق الٰہی
خیال اس راہ نو اپنا و کہا کر
عذاب اوسکے ہیں عرض میں جا کر
بیان ہی ایات پاک حق تعالیٰ
ترا ثانی ہی عالم میں دیا یا
تو آیا اور دین سب کی گئی دور
خطا بی مہر کب ہوتا ہی منظور
مدینے کو مرا دل نت ہی چلتا
برنگ مہر مغرب کو ہی ڈھلتا
رسائی ہیں لیکن منفعل ہون
تعلق سی ہیں شتا با یا بمحل ہونا
کرون انکھو نکا سرمہ گرد واکی
کرون مر کے لئے جاوید اوس کی
قیامت کی کہون آگے کیا بات
اوٹھونگا عاقبت نعلین کے ساتھ
جو شوق و ذوق ہو تحصیل حاصل
کرون مدح وثنا ہی پیر کامل
کرو تم لیک ... طریقت کی ...
جہان میں فیض جسکی ذات سے ہے لبریز یا کی
جہان پر نام وہ مذکور ہو وے
زبان جیون برگ گل ...
کمال اوس ذات سے ہیں اپنی ملتا
کہ جیسے جوش مار خم میں صہبا
بدل جاوے خواص زہر ناپاک
نظر اوسکی کہی افیون کو تریاک
سیادت نام ہی اوسکی مبین
جلالت شان سی اوسکی مبین
غرض اک آیت حق الیقین ہی
ہم کیفیت سی بیان یامین ہے

بیان اوصاف حمیدہ استاد معنی نگار مجمع فضیلت ارشاد

مضامین اسطرح کرتا میں یکجا
ہو وے نا گر محبت جان دل اوسکا
اصول و منطق اوسکی ہیں ناصر
ہی فن شعر اوسکا ادنیٰ جوہر

سخن کے ستم کا ہی وہ فلاطون / کہ اوسکے ہاتھ مین ہی قصر مضمون
فلک نی اوسکی پاس آ کے دیکھا / فلاطون کو وہین فہم مین پایا
دل استاد وسے لگے ہون ہر چند لال / ہین اوسکی آگی جیسون بنا ہی خیال
برنگ لغزہ جو مضمون کہا ہی / وہ اوسکے تار سطر مین چھپا ہی
ہر اک مضمون رنگین جیش کم ہے / وہ لکھتا ہی کہ گل کی قلم ہے
کری اصلاح یا اتنک سخن کو / کہ معنی آپ ہو وین آفرین گو
کری ہی شانہ سان جو ذہن وا فی / سدا زلف سخن کی موشگافی
غزل کی اوسکے مطلع کو نظر کر / خجل ہی مطلع خورشید انور
وہ پھر کر لفظ مین مضمون رنگین / کری ہی نظم جیسون عقد پروین
رباعی کی مصارع سب سرا سر / بٹھاتا ہی برنگ چار عنصر
یہانتک قطعہ کو دیتا ہی زینت / کہ ہو جاتا ہی رشک قطعہ جنت
سراپا شعر اوس عالی بیان کا / ہی گویا نسر طائر آسمان کا
دکھائی دی ہی جیسے بن مین صہبا / عیان الفاظ سی مضمون ہی اوسکا
دل بازو و چشم اوسکی ہین عبرت / سخاوت اور شجاعت اور مروت
خدا اوسکو رکھی اقبال سے شاد و دایم / بحق پنجتن پاک معظم
مجھے لازم ہی صفت صبا و ... کرون / کہ جسکی آنے آج ایلچی ... باہر

مشک بیزی خامۂ ندرت بیانکی بیچ مدح نواب فیض الله خان کے

کہان ایسا جوان ہوتا ہی پیدا / کہ کو کرے نسک جسکے زہد و تقوی
کلمون بیچ فیاض زمان کی / خدیو عصر فیض الله خان کی
نہین کوئی عمل مین اوسکی تو اک / بغیر از شمشیر خشمناک
بہ تدبیر و بہ خلق و قدر دانی / زمانی کا ہے عالمگیر ثانی
تواضع عہد مین اوسکی ہی ہر جا / قدح پر سر جھکاتا ہی کا مینا
نہین ہی عہد مین اوسکی کوئی نالان / دل عاشق سوا زنہار نالان
جو ہووے باز خون بطکی در پی / بطا اوسکا ہوش اوڑا دی [illegible]
لسبتی سی اوسکی کیا ... / جو ماہی کو جلاوی جوش دریا
طبیب اوسکی عمل مین ہین جو ہر سو / بضد کرتی ہین بیمار یکی آرزو
عوض لی بار سی وی میوہ بر / لگایا تیر مین سرخاب کا پر
ہی بند و بست سی اوسکی نمایان / کہ وان ہوتا ہی ... ہمیشہ
جسے بیماری دار الاسد ہو / کری و باہ تر یک لقمہ اوسکو
کسی کا بھی عمل یکسا ہی ایسا / کہ نت بیت دریا چلتا ہی
کیا ہی شفقت ہر ایک شی کو / لگائی ہی نہین پہوچتی زر لی
ہین اوسکی خوبیان کیا کیا بیان / غزل اک فارسی کی پڑہ و ...

غزل فارسے

چو در ہیجا بکف خنجر گرفتہ / عدو دست امان بر سر گرفتہ
چہ سان خیزد صدا از زخمی او / کہ آب تیغ حلقش در گرفتہ
ہجای شوکت او آسمان را / بسان جنبہ زیر پر گرفتہ
گدا از فیض او در کاسۂ خود / صدف آسا ہمہ گوہر گرفتہ
توان گفتن چو گرد در کیا او / کہ برق کہ وہی ... گرفتہ
برنگ آئینہ طبع صفایش / نہان در پردہ جوہر گرفتہ
بسان آفتاب عالم افروز / دلش عبرت بکف ساغر گرفتہ

سخاوت او شجاعت کا بیان جسکی کرون / کہ حاتم اور رستم زمانی کا کہا تا ہی

بیان سخاوت اور شجاعت نواب ممدوح کا

پہنچتا دور ہی دانا و ہشیار / سرا پا نکتہ دان جون چشم بیدار
رہی نو بادہ باغ جو اسکے / چمن آرا ہے سرو زندگانی
عیان تمکین سی ہی اوسکی ہوش ہیگا / کہ حرف آسا ہی جا ... پایا
برنگ قد مہرویان طنانہ / پہر جا رستی ہین ہی وہ ممتازہ
کمال اوس ذات سی یعنی ہی بین / تہ فانوس جیسے شمع روشن
چہپا اوسکے دلمین جوش معنی / وہ مثل لفظ ہی سرپوش معنی
صدف مانگو تو موتی جھیل بخشی / جو بکری مانگی اوسکو فیل بخشی
رہی کیونکر نہ اوسکا ہاتھ خالی / کہ ہی ہمراہ اوسکی بخشش ہزالی
روپی کی کیسہ کو پہلے کیا عام / کوئی توڑی ہی ہان لیتا نہین نام
نہووی خرچ کوئی خانسامان / نہین جملس کہ لی گنجینہ بان
کہ جس تیغ و شمشیر اپنی دکھاوے / ہزارون دل لکو یا دل سے لگاوے
اگر بالو آ لو اوسکے کمون ق / نہین ہمارا اس تشبیہ مین فرق
عدو کی سر ... اوسکا جو بیلا / جو کاٹا اوسکو ... نکلے اپنا پہا
جو پہر ضرب ہاتھ اوسکا بلند آ / نظر مین ... بجلی سی چکاچوند
چڑھی کیا چرخ پر تیغ جیون برق / کہ نت رہتی ہی وہ ... عرق
عدو کے دلمین ... خوش کہو / کہ سکا ... ہی جیون ...
عدو کی فوج کا گر ہو وے غوغا / وہ نکلے پھول سی جب یکہ تنہا
ہوا کیا خاک ماوی اوسکا قاتل / کہ جیون آتش ... پانی اوسکا
وہین ... اوسکی بہا گین ... / کہ جیون خورشید تابلنے سے ستار

نہیں بچ گئی عدو سے وہ بھی جاتا
وہ عاجز کو نہیں ہرگز ستاتا

کریگا قتل کا اوسکو اشارا
خدائی جس کسیکو ہووے مارا

بہادر کا نہیں ہی نام تلوار
عدو کیونکر نہ کٹتا تا ہی ہر بار

کسی نے ایسا دیکھا ہی ذوالفقار
کہا ہی رزم کو سمجھی ہے نت نرم

بڑا کیونکر نہو اوسکا ارادا
کبیر شیخ ہو وہی جسکا وادا

نبی کی حسب یہ نام اوسکا ہی ہو
کہ کہتے ہیں غلام مصطفیٰ خان

علی کا اسم ہی رب کا اورادا
ہی اوسکا کشور دل حیدر آبادا

حسن کا عشق یون اوس کی دل مین ہی چمکا
کہ جیسے لعل پر خورشید چمکا

بعد حضرت خاتون عالم
ہوئی اوسکو جو شبیر کا غم

رہائین شغل عدو سے اوسکے باچھ
علی و فاطمہ شبیر و شبر

تعریف قلم سحر کار اعجوبہ نگار

لکھوں کچھ ذکر وصف اپنی قلم کا اب تحریر
ہمت کہ مضمون کش باندھ لاتا ہے

جو کوئی بانی کیفیت بتاوے
وہ کیجے اس قلم کی پاس آوے

کہ علم کیمیا ہی اوسکا اوسکا
وہ فن شعر مین ہی سبکا اوستاد

جو آدمی ہیچ ہین وہ سحر ہوند
کری کاغذ پہ سحر اشعار پر بند

پھرا سکے ہین پھونکی تو
کہ وہ سحر کا ہی اوس سے آشنا ہی

کری مجنون کا گر احوال تحریر
بنی ہر سطر کاغذ شکل زنجیر

بناوے کہ وہ کہی ہی دل مین
ہی وہ عنبر بانکی تکلیفے کا وسعت

جو کالی ہیکی صورت لہرا سے
سو شک کے لف کا نقشہ آوتا سے

اگر یہ ہوتا باندھی نقش یہ ہم
ہر اک الفاظ مین ہو عنبر ضمیم

غرض عالی طبیعت کا عجب ہے
ہر اک کو ہی ہوش کا وہ رہتا ہی

سوال کرنا قلم سے واسطے تالیف اس قصہ لطیف

خطاب اے قلم سے ... کرتا ہو کون ہو
طراز داستان عشق کی خوشبو لاتا ہی

جو دیکھی اوسکی ہنی رای صائب
لکھا اپنی قلم سے ہو کے طالب

کہ ای سند نشین نکتہ دانی
تری یکلو مین اہل معانی

جہان مین تجسے ہی اشراق ...
فلاطون کا تو حکمت مین ہی استاد

نہایت تجہ مین ہی عقل کرامات
عجب ہی تجہ مین جنبش ... عادات

ہی سب احوال کا تجہ علوم
تو مین پوچھی کہ ہی بات معلوم

نکالی ہین تا کہ ہین ہوکر نو اسا
نکالون پردہ دل ہی اک آہ

ہر اک خاطر یاران نے کہین
لکھوں اک داستان شرح رنگین

کرون خورشید سان صبح آئینے
سیاہی کی بنا ارن روشنائی

لکھوں خط سے سیاہی شکل گردون
بیاض ... کاغذ ... گردون

بدل شنگرف کی رنگ شفق ہو
گلستان کا نمونہ ہر ورق ہو

خوش الفاظ ہون جون ... گل
معانی مین چھپا ہو شور بلبل

لکھے صفحہ پہ جو ہر فرد دل ہو
صبح خوشنما جون ... ہو

کشش ہر حرف کی ... ہو
جو ... سو نظر ہو

کہین ... جو بیٹھ آجا
ترہ کی سو ... کھلا

جو ... سطر نکی نمودار
... خوشنما ... دلدار

بہ لفظ اوسکا ہر جانب ... نشان
بیاض چشم مین ... کاجیون لیلا

غرض مثل خط ... بان عجب سا
بناؤں مین ہر کاغذ کا انشا

کری ... جون بلبل ...
نظر آوی جسے یہ خط گلزار

سنا ہی ایک مین پوچھوں تجکو
کہ کرتا ہوں بیان عشق ہندہ

کبھی ... عبرت سا سامان
ہوا ہی عشق کا فر ... سخن ...

... تجکو بتا دے
مری لیے ... تو بتا دے

جواب ... قلم کا

جواب ... معقول ... سا ... آگہا
سخن ... ہر ...

قلم بولا کہ ای سرمایہ عقل
تو جس ... کو چاہی ... نقل

کہ عشق آزاد ہی کا کفر و دین سی
نہین کچہ کام ... یقین

وہان عذرا ... عالم ... آزاد
کری ہی کفر و دین دونو ... برباد

جو ... آدمی ... مشغول
اوٹہا دیتا ... دونو کی اصول

نہین کچہ پاتا عشق ... ستمکار
کہ کیا تسبیح ہی اور کیا ہے زنار

مسلمان کافر ... سینہ ...
حقیقت شیخ صنعان کی ہی ... ہو

نہین خاطر مین لاتا عشق ... کیش
کہین کیا خاک آب باد و آتش

جسے ... اپنا ... کہا دے
دہین ... اوسکی ... آ ... او

گدا ... نہین گنتا وہ ... جد
وہ دونون کی نکالی ... ود

ایسی شوق ... عاشق کا نہین غم
وہ دونو نکو کری رسوا عالم

نہ اک بلبل ہی کو رکھتا ہی ... سا
کری ہی گل کے ہی سینے کو صد چاک

کری ... روشن اپنا شعلہ ... دم
جلا دے شمع ... پروانہ کو باہم

نہایت وہ کری جس ... بیا
اوسی ... ہو جاتا ہے ... دلدار

شب ... سی ... ستم
نہ ہاری ... اوسکا ... سے

حقیقت عشق ہو وے یا مجازی
کری این دونون ... ساتھ بازی

سنی ای قبلۂ امید عجب سر
جناب عشق کی تو نی حقیقت

جہانمین عشق کا جو گرم دین ہے
معاف حضرت شرع متین ہے

کریگا اعتراض اسمین جو بیجا
جناب عشق کا مردود ہوگا

جو کچھ آتا ہی تیرے جی مین ای یار
شتابی کہہ مین ہون لکھنی کو تیار

قلم نے جب مجھی ڈھارس بندھایا
سخن کی گھر فراغت سے مین آیا

سخن لیکن و لیکن تب کری گہر
سعادت ہو جو اللہ و تقدیر

وصف ہندوستان جنت نشان اور عذر مصنف اس داستان ندرت بیان کا

سخن کی بزم مین عبرت تھا وہ سنی الحجاب
حقیقت شمع پروانہ مجھے سنانا

برنگ صبح ای دل آہ شاباش
جراحت پر تو اپنی ہی نمکپاش

نہین دیکھا میان شہر و بازار
متاع درد کا تجھ سا خریدار

جہانک پائی جنس بیقراری
فلک سان لاکے تیری شعر تاری

سدا رکھتا ہی تو راحت فراموش
پریشانی کو مثل زلف پرورش

سمندر تیرا ہمسر ہے پیکر
تو ہی گا آتش غم کا سمندر

مجھے رہتا ہی تیرے چشم بد دور
ہزارون آبلے جیون نخل انگور

مین غمخواری ہین تیرے اپنی کار
تڑپتا ہون مسیحا جون نہین بیمار

مین اور تو و دونون ولی خوش عجیب
گل غنچہ کی صورت بی کم و کیف

مرض مین تیرے تسکین ہون غمخوار
کہ ہو بیمار دوار بستر کو بیمار

نہ مجھکو چین ہی نہ تجکو ہے خواب
پتنگ و شمع سان دونون ہین بیتاب

کہون اک قصہ تا یہ درد بیچارگی
کہین باتون مین غم کی رات کٹجا

ولیکن قصد کرتا ہون وطن کا
کہ ہون مین عندلیب اُس چمن کا

سواد ہند کو ای پرفسون جان
بنا دون سرمہ چشم صفاہان

کرون ہندوستان کا عشق تحریر
مجھے جس سے ہی عزت ملک تسخیر

کہ شور عشق ہند ہی تیز تر ہی
شرر ہے عشق سی خونریز تر کی

عجم مین ہند کا ہی عشق خونخوار
قیامت ہند کی کافی ہی تلوار

ہی شعلہ عشق ہند کا شرر ریز
کہ ہوئیگا آفتاب اسکا نہیت تیز

لکھون ہندوستان کی گرمی لیکن
تو دفتر ہو جدا ایک اور تصنیف

نہایت طول یہ مذکور ہو جا
ہزارون کوس مطلب دور ہو جا

غرض آتش ہی اسکی آتش دل
ہر اک ہو جسکے ہی روح مرغ بسمل

بتا دون اوسکا پانی آہ کیا ہی
مگر طوفان کا پانی رہ گیا ہے

جلی پروانے کی ہی خاک وان کی
کہ عشق افزا ہی قصہ ہندوستان کو

جو کوئی عاشق و معشوق یان ہے
وولی ہرگز نہ اونکے درمیان ہے

برنگ شعلہ خس گرمی ہین سب تہ
جو مرتے ہین تو دونون ساتھ جلتے

مجھے اسپر جو تا ہے یہ سخن ہے
جنون سرمایہ عشق وطن ہے

محبت کی جو ہوتی ہین نگاہین
چھپے رکہتی ہین دلکی بیچ پنہان

زمین ہے عشق کا شعلہ تماشہ
بدن کی ہی لگادی دل کو آتش

لگا دل کو بدن کی شعلہ اور کر
جلے اک گھر سے جیسے دوسرا گھر

وہ دونو ہین عاشق و معشوق تجھ
جلے یکبار جون پروانہ و شمع

سوا اونکا نہ پہنے لکھکر قصہ تمام
بدل شمع و پروانہ رکھا نام

ہو جیون ابر سیہ مین مہر پرنور
مری ہر شعر مین مضمون ہی پرنور

جو ذرہ آتش تاب اسکی نظر آئے
وہین خجلت سے جا سر غرق ہوجا

ہے ہندوستان کی مہر سرا
عدو کی حق مین ہی خورشید گرما

رقم جو ہی یہ مضمون شعلہ بنیاد
مری سرکش طبیعت کا ہی ایجاد

نہ سرقہ ہی نکوئی مبتذل ای
تو ادو لیکن اسکا تحمل ہے

مگر مضمون عاقل خان رازی کے
کہ اونکی داستان فارسی کے

نہین کیسا طریق اسمین ہی اضل
کہ مین اوسکی مقولہ کا ہون ناقل

سوا اسکے نظم کو تو دیکھا لاؤ
ہند ہا ہو وہ کا مضمون یکیا دو

سخن کے اعاسد آنے کی فضل
تو کیون بکتا پھری ہی ایسا ناحق

نہین ہیگا یہ غیرت کا تقاضا
کہ مضمون کا مین بدچوپن سیاہا

مین غیر انکو ادب کرتا ہون ارشاد
مین تیرے معصر کا ہون آپ استاد

جو کوئی آپ کرتا ہو وہ سنا ہی
اوسی غیرت نے دیوانہ کیا ہے

نکر ہیچ ہم اتنی خود پسندی
ذرا تو دیکھ میری ہی دید مند

کہے تو بول قول اسکا حق گو
خدا کے ڈر سے ظالم لفظ حق گو

کہ مینی جانگے جیون کو رنکے
بنا ہی شکل تب شیرین سخن کے

نکالی دل سے ہی آہ جگر گون
کہا ہی صبح رنگین کو بموزون

ہر اک مصرع سرا لو سے یہاں شفق
برنگ مصرع جستہ برق

مری ہر حرف مین جو نکا اثر ہے
زبان خامہ سنا یہ نشتر ہے

شرہ آتا ہی اب انصاف فرمو
کہ تنہائی کو تو کہتا ہی انگور

زبون سست و بکھرا الکھو نکا زبان ہے
مرکب حرف مین لکا دیوان ہے

نہ کہ وہ نگاہے مری سخن تو لسے رہا
دہوین مین شعلہ ہی لپٹا جگر آ

مرا شیرین سخن تجکو نہین خوب
طبیعت ہی تیرے مثل ہی عجب

خدا سے ڈر نہ مجھے تو نامہ کہہ
مری اشعار سے تو کام ہے کہہ

کہ سن بہر تو این گوہر نہ سفتہ ہم
جہان ہیچ کوئی بھی صاحب ہنر
کہ ہوتی ہے خطا ہر اک بشر سے
قلم کی دیکھی جو بیجا لغزش ہا
بقدر وسع در اصلاح کوشند

برائے خاطر احباب گفتم
جو ہین مثل قلم سرتا پا گوش
خصوصا شاعر فرخندہ فر سے
نظر آوے جہان اصلاح کی جا
اگر اصلاح نتوانند پوشند

کہ مین احباب سے رکہتا ہون لالچ
اونہون کی خدمت عالی مین ہے عرض
زمین شعر مین دیکھا ہی اگر
کبھی مجھپر نہ ہرگز حرف لانے
جو کوئی مجکو نیکی سے کرے یاد

عدو کے ڈالیا ہو چشم مین خاک
اور اونپر بھی قبول عرض ہے فرض
نہین پڑتا قدم ہرگز برابر
بقول پاک مولانا سے جامی
خدا و مصطفے اوس سے رہین شاد

شروع داستان غریب بیچ پیدایش پدماوت رانی سنگلدیپ کے



پدم کا حسن عشق افزا بیان کرتا ہون جو دلبر

ستمبد خامہ طوفان بلاخیز
دل اسکی ساتھ باصد ترکتازی
نہایت مضطرب لکھو جو پایا
کہ تھا سنگلدیپ مین اک مہاراج
سراندیپ اوسکے پایہ تخت کا تھا
بہار آسا سدا رہتا تھا دلشاد
سپہر آسا ہی ملک شاہ کا سی
شبستان مین تھی اوسکی یکتا رانی
حمل اوسکا لگا بڑھنے شب و روز
غرض گذری حمل کو جبکہ نو ماہ
جو کانی نام اوسکی مثل آہو
ہزار دل ہو گئی اگرچہ اسکی کہو
وہین اک سا بیر کہوا رہنا پایا
جو پایا ادائی سے عالم بڑا لا
نظر سی چشم بد کی جب کہ رہتے
قیامت فتنہ اوس قد سے جو بالی
سب اوسکی گہر سے خورد و کلان ہو
لیک کہر برچھی سان جو گر ہو جاتے
اگرچہ شکل صورت مین تھی ان کل
بلا اک برہمن ہشیار و دانا
کہ ہر اوس مین حکمت نشین ہے
برہمن نے سب ہو طوطی کو سپرد کیا پایا
لگے پڑھنے لیے اسے حسد ہم
وہ گل حسن صفحہ پر ہوئی سو خالی

نہایت خوبصورت حور ثانی
ہوئے خورد و کلان سب عشرت اندوز
ہوئی پوری دن اوسکی جب کہ دہ ماہ
اوٹھی سونیکسا رسی بھی خوشبو
کنول کی پہول جسطرح ہوتے ہین
اوسی غنچہ کی شکل اوسمین سمایا
بغل مین اوسکو دل کی طرح پالا
جدا الکہو نیسی جیون پتلی نکرتے
تھپک کر اوسکو بھی اکثر سلاتی
اوسی مجھے سے مین روز و شبان تھے
ہزارون لکی خزین کو جلاتے
ولی کرتی تھی باتین مثل بلبل
بہ تحصیل علوم اوسکو سونپا
فراغت سے کرے حاصل جو تجکو
جو مکتب خانہ کو بتخانہ پایا
برہمن ہو گیا محجوب غم
نظر آتا وہ اک چمن گلستان

لسا کا جسطرح دستور ہی کا
نزاکت سی شکم مین بچہ اوسکا
جسی یاد اوس گلرخ زیبائی دختر
ہوئی جو بیہ بیٹی پیدا وہ گلفام
جو بہو سراجا لو زاد سر غنچے تھا
وہین اک رانی ساتھ لیسی بلائے
اوسی باد مخالف سی بچاتے
لیئے رہتی تھی ہر ساعت مشوش
کہا تہا ستدل سب کا خزانہ
لگا ہر اک کا خون دل اوگلنے
جہلکنے بلیغ بیل دس ماہ رو کا
ہتر سیع سال سجم راسے ریان
کسی مجھ لیان اور اوسکی ساتھن
سبا ہو نجاوی ناز پرور
سبق اوسکو بہن کہا پڑہتا
جو کی اوسنی نگاہ عشق انگیز
ہر اک حرف اوسکو تھا مشکل سہی تا

کہ ذکر کرتا ہون طفلی سن کا جوش آتا ہے

ہوا جون اشک گلگون گرم مہیر
لگا جیون شعلہ کرنے تیغ بازی
یہ قصہ میٹھے اوسکو کہہ سنایا
ہر اک شاہ و گدا کی فرق کا تاج
سپہر اک چتر اوسکے تخت کا تھا
اوڑا کرتی خزان و غم کی بنیاد
ہوا لمری بھی گندہرپ سین نامی
صدف مین قطرہ اک ایسا ٹپکا
نظر آتے تھا جیون مینا مین صہبا
نہ دختر بلکہ اک تابندہ اختر
رکھا پدماوت اوسکے باپ نے نام
رتن نام بخت تو اک آدمی تھا
آہ آتش اوسکے سینے کو لگائے
چراغ آسا تہ دامن چھپاتے
اوسی گود مین جیون جاڑے کی آتش
بمانند مزاج چار گانہ
وہ تیغ آسا لگے جسوقت چلنے
برنگ غنچہ اک نادر ہوا تھا
ہوا تعلیم کو اوسکے شتابان
بٹھا مین رامی سے بیش برہمن
تب تنہائی سے تنہا لے درد
کہ بسمل مرغ بسمل خود پڑا تھا
ہوا ہر لفظ صد سینے سے لبریز
دہن مین تھا نہ تنگی سے سماتا

لپیٹ رہتا تہا جو اسکی سبب سے ۔ دل عاشق فقط حرف اوسکے لب سے
سبق کو بہولکر وہ غارت ہوش ۔ تبسم کرکے ہوجاتی تہی خاموش
یکہتا تہا کہ کتر ہنس ہنسکر لب ۔ کہ مصری تیغ پہ کاٹی ہی بیٹہ
پر اوسکی سبز مثل تخت کامل ۔ پہ منقار اوسکی پر خون رشک دل
چنار آسا تہا ظاہر سبز دلکش ۔ پہ باطن مین چہپی تہی اوسکی آتش
سخن جو ناز مین لب پہ گذرتا ۔ وہی الفاظ پہر وہ حفظ کرتا
غرض طوطا بہی پڑہ کر علم یکبار ۔ ہوا آنکہون کی صحبت اوسکی عیار

دوبارا حرف شیرین لیتا اگر ۔ ہوجاتا شربت ورد بکر
بر مین مثل بستان خرد کم ۔ شہید جلوۂ تیغ تبسم
مصفا ایک اوس سب کا تہا طوطا ۔ کہ اوسکا نام ہیرا من رکہا تہا
محبت اوسکی اعضا مین سمین ۔ ہوا تہا عشق خونی طوق گردن
جو کچہ پڑہتی تہی وہ غارتگر جان ۔ وہ طوطا ساتہ اوسکی تہا ہمزبان
جو تہا ہمدوش اوس آئینہ رو کا ۔ شتابی ہوگیا گویا وہ طوطا

محبت پیدا ہونا آپس مین پدماوتی و طوطی شیرین کلام کا اور اطلاع پاکر درپے دفع طوطے کے ہونا سہیلیون خودکام کا

اگر معشوق ہو بسیار عاشق کا تو گیرو ۔ حسد کچہ عجب نہ حاسد کا اوٹہاتا
کہ جب تک چودہوین سن مین ہو داخل ۔ ہوئی جو چودہوین کا چاند کامل
لگے ہر رنگ اپنی کو بنا لے ۔ لگی لوگونکو چہپ چہپ کر دکہانے
بہانے سے جب بعقل و زیرکی دانے ۔ نہ پایا کوئی اپنا اوسنے ثانی
جو تہا علم و ادب مین بسکہ ممتاز ۔ شکر لب سے کیا طوطا بہی ہمراز
لگائی چہاتی سی پہرتی تہی جب ۔ ابہی الفت سے جیون لگیا کی چڑیا
ہوئی تہی بسکہ اوس طائر سے الفت ۔ پرستارانہ تہی سرگرم خدمت
محبت دونون جانب تہی جو دقتا ۔ شکر لب کا ہوا طوطا بہی مشتاق
سویدا کی طرح نت دل مین جیون ۔ پر اوکی عشق کو رکہتا تہا پنہان
غرض اکروز فرصت اوسنی پائی ۔ پدر کو داستان غم کی سنائی
تری اس پنجہ مژگان نے بیباک ۔ قفس آسا کیا سینہ مرا چاک
اگرچہ سبز ہی ظاہر مرا رنگ ۔ پہ باطن مین ہے مرا آتش تہی سنگ
کہ جب دیتا ہی زر کو تاب رنگ ۔ دہوان نکلی ہی وہ اوس سے سبز اکثر
پری سی داستان عشق خونخوار ۔ وہ خفا غیر سے کرتا تہا اظہار
مگر کس طرح لفظ اوس قصہ خوان کے ۔ پڑی کانون مین ہر خرد و کلان کے
جلے حسرت سے اونکے سینے مین آگے ۔ حسد کا اونکو دشمنی لگ گیا تہا
کہ یہ طوطا نہایت بد بلا ہے ۔ یہان تک دور اسے کرنا بہلا ہے
دم اوسکا گرم مثل جرم حداد ۔ نکالا دیتا ہی کس ساعت مین فریاد
اوسی ہی عشق کی باتین بتاتا ۔ ہے آتش خرمن گل مین لگاتا
ہمین خطرہ بہی ہے اسی نزاکت ۔ نہین معلوم مر تقدیر کی بابت
اوسی سو طرح کا منصوبہ سوچہا ۔ خیال خام لیکن سبکو سوجہا
پہ کہکر اوسنی اک بلی منگائی ۔ پریرو شبستان کو سہائی
قفس کو توڑکر پر زر کے کہر تم ۔ مگر وہ عالم سے طوطی کی تہین گم

کتاب حسن کا جو نکتہ دان ہے ۔ پدر کے حال سے یوں قصہ خوان ہے
سہو دل اسیر کا گر عشقباز ہے ۔ سمجہنے لاگی رسم جانگداز کے
ہر یکطرف کرکے نظارہ ۔ لگے کرنے وہ ابرو کا اشارہ
تلے سنی برطالسنا لسنے اوڑایا ۔ مصفا اپنا حیوان کو بنایا
جو کچہ احوال ہوتا اوسی کہتے ۔ جدا کان وہ اوس سے نہ رہتے
قفس ہاتہو لیتی وسکا لکہو ۔ ابہی پہولون مین ہر دم تولتے
دکہا کر آخر اپنی چشم و ابرو ۔ دل اوسکا لگی چہل کر پرپرو
لگا بیٹہی جگر مین اوسکے تقدیر ۔ پسان طائر قبلہ نما تیر
کسے بہی حال اپنا کچہ نہ کہتا ۔ برنگ غنچہ منہ موندی ہی رہتا
کہا اوسنے ترے ہی نحس بارا ۔ مری دل پر ہی نت چلتا آرا
تری غم سے ہی باطن میرا خون ۔ مین ظاہر سبز جون کر حنا ہون
برنگ زر جگر جلتا نہان ہے ۔ مری سینہ پر جبکا دہوان ہے
مین شمع سبز کی صورت ہون جلتا ۔ نہین منقار ہے شعلہ نکلتا
نہ سمجہا آہ لیکن وقت گفتن ۔ کہ عشق و مشک رہتا ہے نہ نہفتن
خصوصاً تبع ہیر پابست کی ہمدم ۔ اونہون نی بہی سنا یہ قصہ غم
سہیلیون نے مصلحت کر کی نہان تہا ۔ کہا احوال پیش رای ریان
عجب یا داوسکو کہا افسونگری ہی ۔ کیا شہزادہ سحر سامری ہی
پدر کا دلکو اوسنے کرکے جادو ۔ کیا وحشت فزا ماننده آہو
برنگ آئینہ وہ ناز پرورد ۔ ہوا ہے اوسکا دیکی صورت درد
یہ قصہ جبکہ راجا نی کیا گوش ۔ سر اوسکے ہی اوڑا طائر ہوش
تب اوس دختر کی خاطر کرکے منظور ۔ کہا حکمت سی طوطا کیجیے دور
یہ گو سینہ کو سمجہا یا کہ جاؤ ۔ کبہی تم وقت فرصت کا جو پاؤ
قفس سے کہینچکر با تیغ جلاد ۔ کرو تم ذبح اوسکو مثل صیاد

گئی رانی کی پاس اٹھکر وہ بیدرد ‏ جدا تا شیر سے مثل دم سرد
وہ بلی کے جا رانی کو کہائے ‏ کہ رانی جانی ہی تجکو بہلائے

نظر کر دشمن جانی کو طوطا ‏ ہزاروں بات اپنی دل میں سوچا
کہا رانی کو پالنے کر مجہے در ‏ اگر یہی تجکو میری زیست منظور

بچاؤ میری بلی سے تو کر دن ‏ برا ہوتا ہی بگڑر گہر کا دشمن
کہا رانی نے تو تو میری جان ہے ‏ مری بہی زندگی تجہ بن کہان ہے

جدائی تیری مشکل ہے تو پیارے ‏ نہو پائی جدا اللہ کے مارے
تجہے خطرہ اگر بلی کا ہی گا ‏ چھپا رکہوں گی تجہکو مثل عنقا

یہ کہکر لی قفس اوسکا شتابان ‏ کیا اک کوٹھری مین جا کے پنہان
ولیکن نہ سمجھی وہ کہ تقدیر ‏ نہیں ٹلتی ہی چلتی نہ کچھ تدبیر

سہیلیوں کا پدماوت کو سیر چمن کی رغبت دلانا اور اوصاف بہار صحرا زبان پر لانا

پدم کو آ پنہا دیکھ صورت دل محزون ‏ تجہے کس طرح گلگشت کی رغبت دلاتی
جو تہا آگاہ اس راز نہان سے ‏ فسون خوان جو ... سناتی

کہ الدن سکھی پدماوت کی ہمدم ‏ جو تہین غار تنگ دلہا سے آباد
منگا کر اپنی ڈولو نکی سواری ‏ پدم گہر کی سب لئے تیاری

کہاروں نے جو ڈولو نکو اوٹھایا ‏ گل خورشید سیران مین چڑہایا
مچاکے جا پدم کے گہر او تارے ‏ بہم یکجا ہوے چاند اور تارے

سبہی دلتنگ فزائی خانہ ہو گئین ‏ سبہی او شمع کے پروانہ ہو گئین
پی تعظیم سب اپنے سر جہکا کے ‏ زمین پر تاری گویا ٹوٹ آے

سبہی دست نگین سر پر آیا ‏ گل و سنبل کا گلدستہ بنایا
کہڑی ہو سر کو کی صورت بیکیا ‏ سہیلیوں نے کی یہ عرض تمنا

کہ ای سر تا بپا خوبی کی گلشن ‏ چراغ حسن سے جو دم سے روشن
اگرچہ جگ مین ہو خورد و کلان ہین ‏ ہمارے حسن کے سب قصہ خوان ہین

دلی افسردگی ہمکو ڈوبے ‏ کہ کچھ سمجھی ہین ہم دنیا کے خوبے
یہ مثل گل کبہی کے سیر بازار ‏ نہ بلبل کی طرح گلگشت گلزار

یہ گہر مین یا جیسے ہم ہین یکجا ‏ جو ہنس نادکا سنجوگ ہی گا
ہنسک آ کہو لکر دل کہیل لو ہین ‏ خوشی کی داد ہم آپس مین دلو ہین

کہ اچھا اختیار اپنا ہی باتے ‏ ہی اپکلہ مین جام و ساقی
نہیں سسرال کو جب جائینگے ہم ‏ یہ صحبت پہر کہا انسے پائینگے ہم

نہین معلوم جاکو ان کا انجام ‏ کہ دکھ پاوینگے وسچا یا کہ آرام
سنا ہی سخت ہین انکی گذر ندیان ‏ بری ہوتی ہین اکثر ساسین نندین

نکلکر ولنسے پہر پہر تماشا ‏ اگر جاوے گی کوئی مقدور کسکا
جو ہی کچہ آج سو پہر کل نہین ہے ‏ ہمین اس عمر سے ہرگز کل نہین ہے

پدہر کے گہر کے تجہے قدر معلوم ‏ سچا لو ہو سکے جو کچہ بیان ہو م
چلو صحرا کا اب گلگشت کیجے ‏ نکل بستی سے سیر دشت کیجے

سنا ہو گا کہ ابکی سال صحرا ‏ رم آہو نمط ہی دشت افزا
چلو اور اوسکو دیوانہ بنا لین ‏ دل صحرا پری خانہ بنا لین

تجہے لازم ہی چلنا ای پری رو ‏ کہ اکثر ہو سے صحرا اگر دیکھو
نہین ہوتا یہ سب کہتی ہین اکثر ‏ غزالوں کا مکان صحرا سے خوشتر

تماشا کر او دہر سے باغ جا ئین ‏ گل و غنچہ سے دل اپنا لبہا ئین
ہمارے خاطر ابکی سال گلشن ‏ بہر کے کہتی ہین پہولو ... ہین

دل عاشق ہے وہ دیتا نشان ہے ‏ جہان لالہ ہی اور آب روان ہے
گل چمپا کہان بن مین کہلا ہی ‏ تری چنپا کلی سے خوشنما ہے

گلو نکے بیچ مین یون سرو رعنا ‏ رکہا ہو مصحف جون جام و مینا
ہی شاخ سبز پر غنچہ نمودار ‏ تری طوطی کی جیسے سرخ منقار

وہان چہرہ تو کر گل سے مقابل ‏ کہ جا وین ہو ل عشق گل عنادل
چراغ گل نہو کیونکر بہلا گل ‏ ترے آگی ہی گل جون شمع کا گل

اگر نرگس سے تو آنکہین لڑاوے ‏ اودہی نلفر حیتین وہی گل آوے
غرض سب تہی ہر بیان فسون ساز ‏ چمن کے وصف مین سب نکلی پرواز

نسیم آسا زبان مصلحت کار ‏ نہ کہتی تہی سخن جز سیر گلزار
لب پر شغل جو سیر کا شوق انکے ‏ نہ تہا جز حرف گل مانند گلزار

پدم بہی چاہتی تہی اونکو حسرت

سیر باغکو پدماوت کا جانا اور دشمن کا طوطیکو قفس سے اوڑانا

ہوئی تیار رفتن پہر خاطر

ذرا تو بہی چل اب گلستان کی سیر کو ‏ کہ گلگشت چمن کا آج پیارا جاتا
چمن مین صبحدم اک بلبل زار ‏ دل عاشق نمط کرتی تہی تکرار

کہ سیر باغکو ہے کون آتا ‏ نہین گل جامی مین پہولا سماتا
یہ الیسی کسکی مقدم سے خوشی ہی ‏ گل عباسی لئے شہنائی کی ہر

نہالوں نے کسے استقبال کو دیا بان ‏ چمن مین بہی گل نکلی ہی پہولا
یہ نرگس راہ کسکی دیکہتی ہے ‏ کہ وہ پہرا اسکی تکی تک رہی ہی

ہنسکے غنچہ سے کلی بار ... ‏ کہ ہر غنچہ کی شاخ اک تیر ترکش
گل خورشید کو کسکے طرب ہی ‏ کہ لی ہی ہاتھ مین ...



یکایک سرو کو کیا ہو گیا ہے
غرض بلبل کو تھی اک بیقراری
عماری سرخ سی نکلے نہ باہر
بزنگ سرو اوسکا سبز دامان
اوٹھی تعظیم کو نرگس بھی ناچار
کہیں مالن نے پلنگ شاہ خوبان
جو تھا تاج خروس بوستان کا
چدہر کو شعلہ رو وہ گرم جاتی
غرض وان گل سبھی شرما رہی تھی
کہیں غنچہ سے بخیہ جوڑتی تھی
کبھی رکہتی تھی گل لو بر سر گوش
کبھی پہینک اوسکو یون ہی ہنسا کرتی
کبھی لالہ کو فرماتی تھی ہنسکر
چدہر کو جون صبا کرتی گذارا
ہنڈولی کی کہون کیا دلربائی
قدم کیتی ہی ماہ اوس سے ہی بولا
جھڑ سے اوسنی شگوفہ پا کہول
چہلا دے سے کبھی یان اور کبھی وان
نزاکت سی بہت حرکت نہ بہائے
غرض مثل صبا ہر جا وہ بہا کر
یہی سمجہا تہا کہ سرو بستان ہم
کہون کیسا تہا وہ دریائے خوشبو
بزنگ نظم طبع کیسہ آرا
کسے ہی اور اسکے جلو لاتی نہ دیکہ

اوٹھا سر کیسکو جھانکتا ہی
کہ جا پونچی ہے ہم دان سواری
شفق سی جسطرح خورشید انور
یکایک ہو گیا زیب خیابان
سہارے لیے عصا کی مثل بیمار
یہ کہکے عرض کے پہولونکی جہڑلن
یہ اوسکی زلف سی ہمدستان تہا
اک آتش خرمن گل ہین لگاتی
سلی انداز انور او ندیا رہی تہی
دل عاشق کیصورت لوٹتی تہی
کہ کہ احوال تہا ای چمن ہوش
کہ سرگوشی نہین مجکو خوش آتی
کہ تو نی داغ کہائی ہین کسیر
سر اک گل جیب کو کرتا تہا پارا
فلک نی چال جس سے تہی اوڑائے
فلک نی تجکو سیران ہاں ہین تولا
نظر آتی تہی جون تصویر ہنڈول
نگہ ساتہ اوسکی تہی افتان و خیزان
وہ گردش اوسکی سر کو جوش آتی
سر ہر گل پہ اک ٹہوکر لگا کر
نہ سمجہا یہ کہ تو سر پیروان ہے
زمین لی کہینچی تیغ موجکی تو
نظر آتا تہا اوسکا کنارا
درازی اوسکی جون طول امل تہی

سنے ہی کسکے مقدم کی خبر عام
لیے ہمراہ اپنی فوج جادو
ہری تہی پشواز اپنی تن مین
عصا فوارہ لیکر اپنے ہاتھ
چمن مین دیکہکر اوسکا تجمل
کہ گل نی طور سے اپنا اوڑایا
کہ گوئیں قابل خدمت ہمین ہون
چمن مین دہوم بلبل نے مچائی
سری باغکو شرما دیا تہا
ولیکن منہ نہی اوسکو لگاتی
کبھی کہ زلف پر جا صد بہانہ
کبھی سوسن سے کرتی تہی اشارا
شقائق کو بھی پڑہ کر افسون
کیا تہا نصف جیسا گنبذ لالا
بزنگ کہ ہو منزل مین واصل
مشابہ تہا ماہ چرخ درخشان
بزنگ شمع فانوس خیالے
ہنڈولی سی نکلتے کیون آواز
تہا گہوارہ لحد کو نکلے اوتارا
نکل کر جب چلے گلشن مین وہ ماہ
کناری نہر کے وان ایک دریا
نہایت اوسکا پانی تہا مصفا
ملیں سیتین عرض دلی اوسکی تہا بہت
فلک کی طرح ساحل اوسکا گلزار

سراپا تشنہ ہی ہر نخل بادام
کیا تاراج گلشن کی طرف رو
بہار آسا ہوئی داخل چمن مین
ہوا جیسون جو بیدار اوسکا سلام
بہم ہنستا تہا گل پر وہ سر اک گل
سوا اس لونڈی نی سولی چڑہایا
قدیم اس آستانکا شانہ میں ہون
کہ گل کی سیر کو ہی وقت آئی
ہر اک بلبل کو سودائی کیا تہا
کہ ہی غنچہ کی منہ مین بات آتی
بناتی تہی گل شبو کا شانہ
کہ چشم سرمہ سلی نے مجکو مارا
کہلے سر کر دیا تہا مثل مجنون
پر ہنچی دان پرپرواز کہولا
ہوئی گہوارہ گردان مین داخل
ہوئی ڈرکر جو گہوارہ مین پیہان
وہین بلبل ہنڈولی کی چھپا لے
کہ تہا فرقت سی اوسکی نالہ بر دوش
فلک سی جسطرح ٹوٹی ہی تارا
تدرو باغ بولا جہک کے اک آہ
بشنگلی دیدہ عاشق تہا بہتا
مگر آئینہ کا پانی سے بہرا تہا
ہزارون ندیان ایسی نکل کے
بزنگ کہکشان دریا نمودار

حبابان سی کے کیسوتر میں کہوں کیا
ولی خستہ کیسوت تھی کماہی
چلے گلشن سے وہ گلدستہ بان
قدم یکبار جا دریا پہ گاڑا
برش اوس تیغ کی تا ہو سوالی
فسون کیا جانی دریا کی کیا کیا
فلک سی ماہ کرتا تھا اشارے
گلو تک تن شناور کا تھا غرقاب
پریشان وان لف شناور
ہم رخ بہی تھی چھینٹی لگائے
وہ غرق آب روی ہر نکو فال
وہی قطرہ بدن سے جیسے ڈھلتا
کیا تھا ہر سر پیرونے ہر اک حبا
دوان تی میں وان پہنچا خبر آ
ہوئی گھری کی وہ بلی بد خواہ
قفس سے اڑ گیا آخر وہ بیچرح
ہوئی بس چہرہ پر تھی شکست رنگ
چلے گہر کی طرف اپنی شتابان
کہ تیرا عنبر رنگ ای طایر زار
تری منقار کی یاد ای ستمگر
ہوا پر دیکھتی ہوں جب کہ پہیر
تو کہتا تھا کہ ہوں مجنوں میں تیرا
تسلی کیجیو نہیں اب بالضرورت
پہر آخر سوگ میں بیٹھی وہ غمناک
فلک کی کیا کہوں میں جس کی اوپا

لب بحار پہ پہنچا لہ پیدا
تڑپتی سینہ کو دریا میں تا ہے
برای غسل ہے بحر جوشان
کیا دریا کو پریونکا اکھاڑا
فلک نی پہرکی پانی میں سجہا
کیا جو ماہ و ماہی کو بہک جا
کہ برج حوت میں اوتری پانی کی
برنگ نخل نیلوفر تہ آب
بروی موج مثل عنبر تر
ستارہ کی پانی میں تھی ڈنڈ یالی
نمایان جیسے آئینے میں تمثال
دکہاتا شیشہ باز کا تماشا
دل دریا میں شور و فتنہ برپا
بخود پیچان برنگ مار سکا
قفس جا پڑی طوطی کی نگاہ
نکل جاتی ہے جیسے جسم سی روح
برنگ نخل باران دیدہ تر
برنگ ابر اشک افشان دیدہ تر
ہوئے جیون برگ گل بہی زار
دہرکتی دل یہ کہتی ہی اکثر
سمجھتے ہوں کہ آیا میرا مہرو
کیا اب سیلے جنگل بسیرا
تو پہیر آنکہیں گیا طوطی کی صورت

چلے تہے سب موج آکے دمادم
برنگ چشم عاشق حلقہ آب
پہ پہنچ کی آگئی پیچھے ہر سر پیرو
برنگ تیغ ہو عریان وہ خوش آ
گلستان تھا اپنے جانب لب دریا
گریبان پانیں سب کہولکر بال
معطا نہر میں جیوں گا سیاہی
سر دریا پہ پہرا وسکے خشتان
بزیر زلف دست ہر گل اندام
یہ تھا افراط پانی کا وہ خون پر
بدن پر قطرہ با شوق کماہی
تن گلگون لگی گر قطرہ آب
نظر بولی کہ ایسا بخت خرسند
کہا جی کی امان پاؤں تو لو
مچایا شور و شر ہمنے بہت سا
بدم سنتے ہی سر سے اوڑا ہوش
عجب گبرا کی وہ دریا سے نکلے
قفس خالی جو دیکہا غم کے مارے
خیال اوس کے سے شہر کا غم انگیز
تنہا آسا یکا یک سر تو موڑ
گذر جاتا ہی جب طایر کہیں پر
محبت بیمروت توڑ کر تو
یونہیں کر کر بیان روتی تھی وہ ماہ

برنگ مصرع برجستہ ہم
نمایان تھا رخ دریا پہ گہر تہا
لب دریا پہ جیسے نیل آنسو
در آلی سینہ دریا میں جیوں تار
پری کو جسطرح کہینچی تھی سیما
گئے پر تاب ہر جانب ہو ز حال
برنگ سرخ وہ پانی میں اوترکے
کنول کی پہول کیسوت نمایان
تڑپتا تھا چون ماہی نہ آرام
کہ غرق آب تھی سب مثل گوہر
لپٹ جاتا تھا مثل فلس ماہی
اوترتا بحر میں تھا مثل حباب
فلک یون شک سی لولا کے تا چند
گرہ در دل غمگین کے کہولوں
نہایت کد سی وہ پہر اچہڑا یا
اوٹہا دریا کی صورت دل کی جوش
پری کیطرح اوس مینا سے نکلے
برنگ لخت جگر دانان پکاری
گذرتا دل سے ہی جوں خنجر تیز
محبت کی کیا ہی دیر کو توڑ
وہیں سر دہنکتے ہوں زمین پر
گیا تھا مجھے کیوں چھوڑ کر تو
نہ تھا کام اور اوسی جز نالہ و آہ
قفس کی طرح کرسے سر میں چاک
برنگ دل وہ ہر دام مصیبت پہنستا ہی

داستان طوطی کا اوڑجانا اور جال میں اسکے صیاد کی آنا



جو صیاد رودن تہ وہ طوطا اوڑایا
وہ طوطا تھا جو سرتا پا توکل
خیال آسا چلا رستے ہوا پر
کبھی جیوں چشم کرتا سیر دریا
نہ تھا دل بستہ کرانی کسی کا
بسان رنگ عاشق زرد ہمسایہ

نہ تھا آرام اسکو غیر پرواز
جرس کی طرح سرگرم فغان تھا

پدر کے پیشکو پایا اوڑایا
اوڑا اکہکر کہ اب تیرا توکل
دلی وحشت کی اوس سے کہوں کیا
کبھی مجنوں کی صورت دشت پیما
کہ وہ سایہ وہ تھا اک پری کا
برنگ نالہ روز و شب پریشان تھا

ہوا پر سبز طوطے فوج در فوج
خوشی سی ہو گیا طوطوں کا دستا
خوشی اسکو دیکھ چرخ چیلہ پیوند
ہوا اوس دشت میں وہ صید جویان
شجر کی شاخ پر ہر ایک خود کام
خیال بد منی میں متاع لحوان
سر شکل کا اوسمین دانہ رکھا
زمین کی سمت کو آخر وہ ناچار
رہا حیرت سے بد پاوت کا طوطا
نہ اوترا شاخ سے وہ مرغ گستاخ
ولیکن قید سے یاروں کی لگیر
کبھی کہتا تھا وہ حیرت سرانجام
سراسیمہ وہ بیٹھا منفعل تھا
کبھی طرز وفا سے در ریاست
مروت کی سبب سے کام ناکام
اوسی کا منتظر بیٹھا تھا صیاد
ہماری عمر سن کیا کہیے حیرت
وفا حیوان کی دیکھی تو لی تھا
بس اب موقوف کر تو یہ فسانہ

نظر آیا اوسی حیوان بیل کی طرح
کہ جنبش با جھنجھن پر دراز
ہوا اس غم میں نالاں اسکو کرنج
قضا کی تیر کی صورت نمایان
لٹکتا تھا برنگ میوہ خام
نہایت شوق سے حیوان نکتہ سنجا
قضا کی طرح حبیب کر آپ بیٹھا
گری برگ خزان آسا بیکبار
بسان طائر تصویر بیٹھا
رہا مانند برگ سبز بر شاخ
ہزاروں طرح کے کرتا تھا تدبیر
کبھی آزاد کو کیا دام سے کام
دل اپنی سی اوسی در بدل تھا
بروزند نہ سمجھے یار کا ساتھ
ہوا ناچار وہ بھی طالب دام
کہیں سے جلد اوٹھ کر راجہ کو آگے
فقط کہنے کو ہی نام محبت
نباہا کیا ہی پاس آشنائی
اونہوں سے کر گیر بر شاعرانہ

ستمکش نے جو اپنی جنس پائے
لگا لہرانے چمن اور ٹنی دلشاد
کہ ناگہ ایک صیاد فلک نام
برنگ اہل چشم ادس سے پی کو
خصوصاً اونمیں وہ طوطا فسوں ساز
وہیں صیاد نے سے طاقتانہ
طمع کی والو نکی طوطوں کو گھیرا
نہایت شوق سے کی حوالی آغوش
نظر میں اوسکے تھا دام فسونکار
نہ اوٹھا دام میں وہ شوخ دیدہ
کبھی کہتا تھا ہنس ہنس جان اندوز
جہاں میں ہم غنیمت اپنی جان ہے
سر و تن سے اوسے آخر نہ چھوڑا
نہ بچے یار ہوں دام بلا میں
بلا کی دام میں مرغ خردمند
چلا طوطی کو لے گھر کو شتابان
یہ اپنے تن کی جو تشنا ہیں
یہ انسان گرچہ انسان ہی مگر
تو اپنی مطلب مقصد پہ آیا

قیاس ان کو کیا فضل آپسے
نہ نکلا دام سے پرواز صیاد
برنگ کہکشاں سپہر سے دام
نظر آیا اوسی طوطوں کا جب غول
بسان ناز دلکش نو پرواز
بچھایا جلد دام عاشقانہ
اوچھالا دانہ کیا اور پہرا ہیرا
بہت اونکو کیا دام میں بیہوش
کہ تھا وہ ذوفنون لیکن بھی پھنسا
بسان طائر رنگ پریدہ
کبھی اک جشن عالی جان ماندہ
یہ سب کہتے ہیں جی ہی تو جہان ہے
خیال اونکی یہ تھا میں اپنی چھوڑا
رہوں آزاد میں بیٹھا سو اہیں
طلسم سخت کی صورت ہوا بند
برنگ گرد باد دشت رقصاں
برنگ عمر بالکل پر فشاں ہیں
وفا میں لیک ہی حیوان سے کمتر
ہمیں احوال طوطے کا سنانا

راجہ رتن سین والی چیتور گڈہ کا طوطی کو مول لینا اور اپنا دل اوسکی اداؤں اور گفتگو پا دینا

اگر سچ ہی پلک الہ بخشے رضا اوسکی
عجب بیرنگ ہی ہی نقشہ پرداز
لکھی ہی صورت حال تن کا
کہ وہ جس قدر ہیں اوس ملک کے
ولیکن جتنے وان خرد و کلان ہیں
قضا را اک برہمن با دل زار
وہ سب قطع منازل میں سبک پے
سفر میں اپنی نکل تھا جو مقصد
برہمن خستہ دل کم مایہ بے سو
کہ ناگہ چوک میں صیاد دیکھا
برہمن نے وہیں پکڑ کے دام

نوشتہ خانہ تقدیر کا کوئی مٹا نا ہی
ہر اک دم چھیڑ دیتا ہی نیا ساز
اوسی کشور کا اور اوسکے وطن کا
برنگ شمع مہرویان ہیں بانکی
بسان عاشقان اہل وفا ہیں
چلا چیتور سے ہمراہ تجار
ہوئی جوں شوق منزل تشنہ
بعجلت قطع کی وہ راہ بیجا
خریدارانہ کرتا تھا نگاہ پر
کہ طوطا بولتا وہ سمجھتا تھا
لیا صیاد سے وہ مرغ خود کام

قلم کی ہاتھ سے ہی داد بیداد
حقیقت شہر عاشق کی ہی کہتا
کہ ملک ہند میں سب کو یقین ہے
برنگ ابر و شوخ و ستمناک
فلک کی دیدہ بینا لاکھوں کے دور
جو عاشق ہے وطن کا کارواں تھا
پیادہ برہمن تھا تو نکو ملتا
خریدار ان کسی کی سست تھی تو
جو تھا وہ بھی تو بہت سخت ناچار
کبھی اشلوک کہتا پنڈت تانہ
پہلو وہ قافلہ سب گھر کو نا گا

رگ کی جان دہر ہی ہی ہیچ اپنی قضا
نہیں اک لحظہ یہ خاموش ہوتا
چیتور ایسا کہیں خطہ نہیں ہے
ہر اک شمشیرزن ہی دلکا صفا
کوئی خطہ نہ دیکھا مثل چیتور
برنگ شنگ ور جسمیوں تھا
برنگ گرد تھا ساتھ اوسکی چلتا
گہر جان عنبر مشک ہی کافور
کہ اتنا عنبر و جان کا خریدار
کبھی اشعار پڑھتا عاشقانہ
ہوئی چیتور میں طوطی کی افغان

کہ ... [illegible] ... ہمیں
رتن بھی ... [illegible]
جو ... آئی وہ مرغ خوش گلو
کہ تھی اچھا ... ہری ساج
مرے ... اگر ہاتھی تو لگا
حقیقت ... سر کی سی مجھی یاد
مرا ... سی جیون جس کا بل
سمجھ ... چشم میں
مری ... ان ... میں ... [illegible]
خوشی میں ہو ... گھر کو ہمیں
وہ جو ... استاد اک زرگر بلا لایا
نئی زریں قفس میں سبز طوطا
کیا آب خورش اوسکو میسر
برنگ بخت سبز اوسکو ... [illegible]
و لی ... ہنگام عزم صید صحرا

گری ہے جیسے سبزی چشم ... [illegible]
دل جانتے ہیں ہو ... [illegible]
رہے ہشیار و دانا آدمی خو
رہی سبز جون ... [illegible]
مجھی احسن ... [illegible]
فراست میں ارسطو کا ... [illegible]
علاج قوت بیمار سے دل
ہمیں ہیں ... سبع سیارہ نظیر
کمال سے جلال استقبال ... [illegible]
کیا لبریز جون گل ... دہن
قفس ... جیون خاتم بنایا
زمرد کی نگین کیطرح کہسا
گلاب خالص و قند مکرر
کیا تہا ہمنشین و محرم راز
اوسی انی کو جیون دل سونپ جانا

لپیٹ ... میں طائر
وہیں طوطا ... لگایا
برہمن نے کہا کہ مول اسکا
برہمن کیا کہے گا مول ... [illegible]
کہیں طائر فلاطون ... [illegible]
نہایت علم مجلس میں ... [illegible]
برنگ فکر شعرای دل افروز
برنگ جام جم ... جیدار
غرض سنکر ہوا جیسا ... اچھا
نہایت خوش ہوا طوطی سی اچھا
وہیں ... [illegible]
نہایت تلخکام و جان غمناک
اوسی ام محبت ... [illegible]
درون ... خلوت ... [illegible]

لسان عقل کل ہر فن میں ماہر
ہما کو رد ہر ... بٹھایا
دعا دی کر وہ طوطا تب یہ بولا
مری قیمت تو ... آپ جیسے
ہیں ... بال و پر اور ... [illegible]
زبان ... افسانہ پرداز
فلک کی سیر کرتا ہوں ... [illegible]
جہان کی راز سے ہوں ... [illegible]
عوض اک گنج کے طوطا خریدا
کہ ہاتھ آئی اوسے سونیکی چڑیا
اوسی ہو ... مشک و کافور
نظر آتا اوسے وہ طائر پاک
دیا طائر کی طرح دل میں بسیرا
جدا کرتا نہ اوسکو ایک ساعت

بیان راجہ رتن سین کا شکار کو جانا اور ملکت رانی کی ظلم سی رانی کا طوطا چھپانا

سخن در رشتہ برنگ خامہ یان سر کرتا ہے
زبان کا ... [illegible] ... کی تیر

سخن سنج معانی محرم راز
یوں ... سبزہ باز ... [illegible]
... شیر تہا گولی کا مارا
گریزان کرگدن جاتا تہا ... [illegible]
پڑی تھی ... [illegible]
وہ رانی اوسکی زلف عنبرین فام
... کی ... [illegible]
وہ ... کا ... گلفام
غرض ... [illegible]
... [illegible]
کیا آئینہ سان اوسکی طرف رو
بہار ... کی مانند ... [illegible]
... کا ناز دیکھا
... [illegible]
... پوچھا

ہوا ہی اسطرح سے نکتہ پرداز
بنایا دشت میں تازہ گلستان
ہوا بندوق کی آگے جیکارا
نہ ... کی ڈہال تیغ ... [illegible]
کہلونی جیسے مٹی کی ... [illegible]
کہ اوسکا ناگمتی مشہور تہا نام
نمایان تہی برنگ ہالہ ماہ
رم آہو کا تہا اک حلقہ دام
رخ آئینہ سی کرتی تہی مقابل
ہوئی عاشق ... [illegible]
کہا ... مرغ سخن گو
... صورت کا ... [illegible]
... حسن کا انداز دیکھا
... [illegible]
... اوسکو پوچھا

کہ اک ... دشت و صحرا میں ... [illegible]
... جنگل میں مچائی
... ہاتھی ... تہا
گوزن و شیر اور ... چیکارے
لگا آخر کو جہنے آن کر شیر
... کیا اپنا ... [illegible]
لباس ... میں ... [illegible]
نظر میں ... آتا
نظر آیا اوسے اپنا جو عالم
... [illegible]
نہایت ... گا جہان میں
... کو جاتا ہے
... تجھکو ... [illegible]
... طوطی ... [illegible]
کہ گر حسن ... تجہسے بدتر

شکار افگن تہا ... [illegible]
غضب کی آتش ... لگائی
کہ گولی کہائی تہی سر ... تہا
... خرگوش سارے
کمان کی حلقے میں جیون ... [illegible]
کہ جیون ... [illegible]
... [illegible]
جو ... دیکہتا ... [illegible]
... [illegible]
قفس طوطی کا ... [illegible]
رہا ... گل ... [illegible]
ہر اک ... [illegible]
تک اپنی دیدہ انصاف کو کہول
رہا جون بلبل تصویر ... [illegible]
تو کہدی سچ ... [illegible]

ہوئی جب کہ پھر رانی باؤ مچا
اوٹھا طوطے کی ہیرامن کہ ہوا
پدم کی بات سچ مت پوچھے
کہی وہ گل نہایت درد سے
لیکن اوس نے ہی وہ کا کیف پایا
تری منہ سے کہیں کچھ سنے گا
نکل آوے جو خورشید چھپا بتاب
فروغ منہ اوڑھی ناخن سیماب
غضب سے اپنی دائی کو بلایا
یہ قصہ درد کا اوسکو سنایا
اگر یہ قصہ راجہ کو سناوے
مرا نقش اوسکی نظر سے مٹاوے
وہ ہو جونکی صورت وحشت بپا
ہو جاوے بستے گھر میں فتنہ برپا
یہی بہتر کہ اسکو ذبح کر ڈال
بلا ہی ناگہاں گھر سے یہ ٹال
رتن کی طبع سے ہو کر ہراسان
کیا طوطی کو اپنی گھر میں پنہان
کہا دل شاد رکھ ای مونس جان
کہ انسان سے ہو کیا حیوان نادان
وہیں اوسنے دو ماہ اخاقون نے اون
سنایا رانی کو یہ قصہ مجمل
اوٹھا کر ترہٹ و سر چام کردار
سکندر کے رانی کی صورت نمودار
مراحق نمک اوسکو جو بھولا
یہ کہتا تہا وہ مجھسے بھولا بھولا
کہا اتنا جو گر کے گریہ مگر اہ
پڑی جا کر قفس میں اوسکے ناگاہ
رتن نے سنکے اس قصے کو سوچا
کہ آج اس حال میں کچھ ہیگا کا
غضب سے بولا ای برگشتہ اختر
تو میری سامنے یہ مکر کم کر
ڈالا سن یہ رانی ناک سے تے
پر اوسکی لیکے ہو جا تو بھی ستی
جہاں میں راج ہٹ ہوتا ہے مشہور
خصوصا راجپی تہا یہ جو مذکور
سرد اسکی سے اوٹھا یکبارگی ہوش
ہوا خواب خورش اسکو فراموش
سر اپنا پیٹ کر اور کر کے زاری
تظلم خواہ کی صورت پکارے
اگر طوطا نہیں اب ہاتھ آتا
تو میرے ہاتھ سے راجہ چلی جاتا
وہیں اوٹھکر بہ آپ اس خاطر
کیا جلد ہی لیسے اوس طوطی کو حاضر
رتن کے پاس لے آئی وہ طوطا
کہا بس بیٹھ راجہ تمکو دیکھا
کہ اک طوطی کے بدلے اک عذاب جو
مجھے بی آبرو کرنے لگا تو
پدم کا تو بیان کرے سراپا
سراپا کیوں مجھی تو ہی جلاتا
صدر کرنا ... ای آنکھو نہیں سراپے
کہا انکا قد سراپا آہ شعلہ سا دکھاتا ہے

کہ جب راجہ نے اوس طوطی کو پایا
برنگ سیر آنکھوں سے لگایا
پدم ہی کون جسکی حسن کا تو
بتاتا تہا جو یا سنگ اوس بیکو
یہ سنکر قصہ وہ مرغ خوش الحان
ہوا مثل صدف یوں گوہر افشان
ابھی کہو سے تا اوسکا لیا تہا
سو حکم قتل رانی نے دیا تہا
اگر میں رہتی اب کی کہوں گا
خدا جانے کس آفت میں پڑونگا

کہا رانی نے ہی حسن ای نازپرور
رہی نت چین دولت تیری سر پر
اگرچہ تو بھی اک رشک پری ہی
تری ہر عضو میں جادوگری ہی
جو دیکھی شکل تو اوس کو زیبا کی
نظر آوے تجھے قدرت خدا کی
ہوئی جب گوش زد انکی یہ بات
وہیں سوچی کہ یہ طوطا اپنی بات
کہ ای غمخوار یہ طوطا نہیں تھا
مری تحقیق میں یہ مار آستین ہے
پدم کا عشق اوسکی دل میں ڈالیگا
یہ گھر بستا ہوا دم میں اجڑ جا
مرا آباد گھر کر دے گا ویران
دل عشاق کی مانند ویران
وہ دوراندیش دائی تھی جو دانا
مآل اوسکار کا سوچی سراپا
اوسی ساعت کا اک طوطا منگایا
اوسی کو ذبح رانی کو دکھایا
جو وقت شب رتن با خاطر جمع
ہوا رونق فزائی خانہ جوں شمع
کہ بیٹھے حسن اپنا تہا بنایا
تری طوطی نے شاید نیک کہا تہا
لگا بیٹھا ہے دلبر حرز گم
مرنقار مثل نیش گزدم
کہ میں دیکھی ہی اک مہر و گلرنگ
سنی تیرا حسن جسکے آگے ہی سنگ
فغان سے فقط کیا ہے کچھ تہا سو
سنا ای کذب گو یوں جادہ پرور
سپید و سرخ ہو غصے سے بیتاب
برنگ اشک خون میں ہو گیا آب
تو کر طوطی کو میرے جلد پیدا
یہی تیرا اگر سب مجھپر ہویدا
جہاں طوطا گیا تو بھی وہیں جا
مگر تو آپ کو ناحق میں رسوا
ہوا رانی کے دل میں خوف پیدا
کہ چھٹے کا دودھ اوسکو یاد آیا
گئی تر بے الی کی آگے ہراسان
تدرو آسا بچشم سرخ گریان
کہ مثل زلف میرے سر یہ داغ
پڑی کالی بلا مشتبہ ہی آئے
غرض دائی نے سنکر تپایا
کھجانا اوسکو گھڑی بہتر جانا
وہیں طوطا جو دیکھا لالی وائی
گئی جان اوسکے پھر قالب میں آئے
تجھے میں آزماتی تہی مگر ہو
کہا بس بیٹھ تیرا پیار معلوم
الا ای طوطی دانای اسرار
لگا دیتی ہی آتش تیری گفتار

بیان حسن پدماوت کا زبان طوطی سے جب استفسار کیا رتن سین نے

قلم کی آتشین منقار بلبل
لکھے ہے یوں نکست باغ گل
اوسی خلوت میں لیجا کر یہ پوچھا
جو پیار کہا تجھے رانی نے کیوں تہا
بطور رسم کہول اپنی منقار
سخن کی لو کرا اس غنچی کی مہار
کہ ای گلدستہ باغ مروت
کہوں کیونکر پدم کی خوبی صفت
بچایا مرگ سے رانی نے کی الحال
ملی تہی جا نہیں ورنہ تو پڑا بال
مثل ہے غلط ہرگز نہیں سانچ
کہ کبھی ہے نہیں ہی سانچ کو آنچ

ہی لچتا زنگی دل سے ر آتی تو
ولیکن ہین ہم کاہون نمکخوار
سرانذیب ایک معموہ ہی دلشاد
جہ گرد و پیش بستی کی فضا ہے
عدن کو چھوڑ کر جو آئی آدم
مگر وہ نقصہ ہی گا پر نیان کا
جو اوس خطے کا ہی وہ کار فرما
ہلی بیٹی پردہ عصمت ہین دختر
ٹھہرتا ہی نہین نظارہ اوسپر
نظر جسکو پڑا اوسکا سراپا
جواہر بال بال اوسکے لیں یقین
نمایان مانگ ہی یون اوسکی سر پر
وہ نیچی نیچی محرابی جو دیکھے
وہ ڈھیلا پیچ ہی جو اوسکا سر نا
جو سیرین تیل ڈالی ہتی سو سیلے
کہا جیسی یون زلفونکو دیکھا
نمایان شانہ زلف گرہ گیر
نرالی دون ہین اوسکے شانہ عاج
ہی نہ ال وس مانگ کی سنتی شین
کہو کی سطح دیکھے وہ بنا گوش
وہ سیمیں ناز سی ہین جبین ہو
نگر اک مصرع قدر مبین
وہ سحار آنکھین ہو وین کیا شعار
بلین اوسکی چشم کی شوخی ہو ن کیا
کنارے چشم سے اک خال ہو گا
عجب جین رخ و چشم بلا زاد
بہم دیکھتی ہین وہ سینی کو اوبین
لبونکی کیا کہون دلبر با سے
وہن ہین اوسکی ہی قند تکلم
ہوا عالم رسن کا اوسکے غم مین
حبابکر پان منہ ادسنی کیا لال

کہی الحق قتر قول مشہور
ہین اوسکے قد کی صوت سیمتن وار
سمندر کی وہ بیاپو ہین ہی آباد
رخ خوبان کی صورت گلشاہی
ہتہ آب خورش یتی انکی خرم
کہ وان تصویر کا عالم ہی بستا
اوہی کہتے ہین گنبد پر سہن ارا جا
یہ پیکر پدمنی خورشید منظر
کوئی سور جا جو دیکھی کیا برا
وہین لیلائے ٹہا اوسکی بھوکا
اندھیری شب مین جیون چمکی جگنون
محک پر جیسی کھینچا ہو خط زر
وہین نچی اہر ہین پر سر کو ٹنکے
نہ چھوٹی او ہین آرستم کا داد
رکھا تہا نام اوسکا ہی چنبیلی
پشکر بیطرح شبخون گری کا
ہی بعض قبل کے داہنون تحیر
ردان پا نند مہتاب شب واج
کہ آدہی رات اندھیری جا کے پہر
نظارہ کا او ٹھا جاتا ہی ان ہوش
اگر چہ خدکی کیا خاقان مین بو
ہی زر کا انتخابی نقطہ روشن
نہین کرتی خدا کے خوف سے پرہیز
کہ جسکی شکل ہی خون نا حق پرستا
کہ جیسے کچھ آہو ہو بیٹھا
کہ جسکے سب پہری پر اللہ نے صفا
بہلا پہر اوکسکے منہ کو ہو دلاں
کہ ہی دندان مصر نکے سا
برنگ غنچہ اک رنگین تکلم
کہ دیکھین جا لبین جو ابھی ہیں
چھپائی خو شخوری کو ش سے

صفت اوس سرزمین کی کہون کیا
کہون اک قصہ غارتگر ہوش
برنگ چشم گردش ہی دریا
نہون کیونکر وہانکی لوگ ستمگر
یہ ہی موج ہوا کی وہانکی تاثیر
خرد حیران ہی جو پانی کی اوپر
قلم آسا ہی اسکے عدل کا ٹہاٹ
ہوئی جو پدمنی مخلوق گلفام
کہون کیسا ہی اسکا قد و قامت
جو کوئی دیکھی وہ ہووی سپہ فام
عیان ہی سیاہ کی اسکی یون مفرق
جو باندہی کھنچکر جوڑا وہ مغرور
جو باندہی کھینچکر جوڑا وہ مغرور
عجب ہتا ہی وہ ہو بند ازتار
دہن چاہ و صفت مژگان خونخوار
کہون کیا جسکھڑی وہ درۃ التاج
غلط بینی نیری ساتہ اوسکی سنبل
غرض وہ زلف جو ہی صبا بید
لپٹنا اوسکے وہ کینچول ہیا
کہ وہ لف اور لٹریان تو تو نکی
جبین پر اوسکی ٹیکا آشکارا
دیا لیتی ہی ہم مین ہیدل کو
نگس کیطرح دل اوسپر ہی بیتا
اوہی کا عشوہ و غمزہ شکار
مشابہ کرکے اوسکی رخ سی اکثر
ہوئے ہو آئینہ اوس سی بہ
نوکیلے کسطرح بینی نمودار
سے ملکر جو برگ پان جباد
ہنسے فتنہ وہ جب مانند بینا
[illegible]
کہ جیون [illegible]

چترانی پدمنی جسکا ہو پیدا
کہ ہو خواب و خورش تجکو فراموش
رہین ہین لوگ اوسمین مردم آسا
کہ وان جنت کے باشندے ادین ہی
کہ کرتی دل کا ہی جیون لف تسخیر
لبہا ہی عالم تصویر کیو نکر
گو زن اور شیر پانی پیوین اک گہاٹ
پدرنی اوسکا پدماوت رکھا نام
بلا و فتنہ و آفت قیامت
بلا لوٹی وہین اوسپر ہشام
سیاہ بال ہین چمکے جسطرح برق
برنگ شعلہ بالائے سر طور
بندہا دل النسے چوٹی کیا ہی مقدور
شب یلدا ہین جیون تا قیامت
وہ کاکل اژدہا زلف سیہ مار
کرین لعون ہین اپنی شانہ عاج
نگار تحیر و ندان و کہا فیل
شعاعی خط کا لادی شانہ خورشید
گل شبو ہی جیسی شب کو پہولا
سیہ ناگن ہی جیون لہرائے بیلچ
سحر کا جسطرح نکلے ہی تارا
برنگ ناخن شعر اوسکے ابرو
ہی اوسکی چشم مین شاید شکر خواب
کہ دل پانی ہین ہین تیغ لیلے یار
بنائی آئینہ ہین آئینہ گر
وہ مژگان کا کس طرح مین مانند جوہر
ہی گویا حسن کی طوطی کی منقار
وہ لب جیون برگ نافرمانی کہا
نکلی ہی نازنین سی جلوہ گر تہا
نہان غنچے سے جیسون قطرات شبنم
برا وضع ہو سکے ظاہر

جو سرخی پانکی پہلکی وہ پڑ جائے
وہ لب جیون شکر یاقوت کہلائے

ڈلوچی دہاکے یون پانسے و
لپٹین جسطرح کپڑے لیسے گل کو

عجب گردن ہی جسکا حسن لو
ہی بزم آرا دل جون شمع کی لو

وہ پنجہ ہی کہ جسپر لڑکے باہم
حنا کا قتل ہوجاتا ہی عالم

وہ زیور اور کناری سینہ فرسا کے
ہی عکس ماہ جیون دریا مین لہرا کے

پڑی سینے پہ ہی یون لف بیتاب
اوگا ہو جیسے سنبل بر لب آب

جو زلف اوسکے ہی پستانکی مقابل
ہی برج سنبلہ مین بدر داخل

مگر لوگونکی نظرون سے بچا کر
رکہی وہ دل مین انگیا مین چہپا کر

نہین ہی بنا کٹ دست آموز
اوسی لڑکے مین کتی شب و روز

کہون کیا حلقہ اوس نازک کمر کا
ہی چشم حور کے سرمی کا ڈورا

نہین چلتی نگہ کے تیر جینے
دکہائی دی ہی کمتر موی چینی

حیا آگئی ہی بس اب منع کرتے
سر تخیر اپنا ہی زانو پہ دہرتے

شگوفہ ارغوان کا وان نہان ہے
نہین شاخ اوسکی شاخ ارغوان ہے

کہون کیا جلد کے اوسکی صفائی
ہو جیسے دودہ پہ ہلکے ملائی

اگر پہنے وہ جوڑا ارغوانی
ہو شاید مرگ عالم ناگہانی

وہ اودی تاش کے سنجاف و دامان
کہ لپٹی ہی کسیکے آہ سوزان

بدلنے اوسکے زیور کو جلائے
کہ جیسے آگ پر رکہا طلا ہی

جو حسن گرم آئینہ کو دکہلائے
وہین سیماب آئینہ کا اوڑ جائے

ولیکن عکس و شوخی سی جاوید
نکلجاتا ہی مثل عکس خورشید

نظر آتا ہی وہ اوسکا لب سینہ
جڑا کندن پہ ہیری کا نگینہ

جو دل دریست کی انگلی سی اتکا
لہو کہے وہین پیتا سی ٹپکا

غرض مین کیا کہون اوسکا سراپا
کہ ہین کچہ آپ سے جلتے جہینا

نہین نانی یہ کہا پادشہ تیز
وہ اٹہا ابتلک ہی حسرت انگیز

رتن راجہ اسنکر یکبار
ہوا حیرت سے مثل نقش دیوار

وہ طوطا ہی سو اکہکر پشیمان
رہا جیون طایر تصویر حیران

محبت کی تو کہینچا سی دل تصویر
کرون تا بین تن کا عشق تحریر

ہو چلنا او لباس بادشاہی چہوڑ کی جوگی کی بہیس مین نا

کرو ہلیا عشق کا مین وصف ارقام
کہ فرماتی ہین حضرت مولوی جام

در آید جلوہ حسن از رہ گوش
ز جان آرام برباید ز دل ہوش

کہ جسدم طایر حیرت سحر انجام
ہوا خاموش کہکر قصہ تمام

تڑپتی لگ گیا بستر پہ بے چین
کہ جیسے ہو بسمل تیغ بسمل

دہن حلقہ نہ تہا کیا کہون یار
ہی مرکز پر طلائی خط پرکار

زنخ پر اوسکی ہی جو خوشنما تل
کسے عاشق کا جلکر رہگیا دل

وہ اوسکا ساعد سیمین بازو
ہی حسن و زر افزونکی ترازو

جو دیکہا حسن سی سینے کا خشان
ہوا آب بقا ظلمت مین پنہان

مصفا سینے پر جو تل عیان ہے
کسی کی مشک کا وہ نشان ہے

مصفا سینے پر زلف دل آرا
نظر آتی ہی مثل موج دریا

نہو کیونکر فرح بخش دل زار
وہ پستان مین طلائی کی انار

کہے نظارہ کہتا ہی کہ شہباز
پکڑ کے دور سے باندہی ہی طنان ناز

وہ انگیا ہی مگر ابر بہارے
کہ جسمین چمکی ہی وان برق و ستارے

لکہے کیونکر کمر کا اوسکے انداز
کہ حائل ہی کمر سے بیچ مین پیشواز

نہ پہنچا ناف تک اوسکی قبا فہ
کہ تہا وہ حسن کے آہو کا نافہ

کہون آئینہ زانو کی کیا بات
کبہی وہ ہی جہکا چشم خیالات

حنائی وہ کف پا ہی تو ایسی
گل مہندی سجی ہی شمع دیسی

جو پہنے شوخ نافرمانی جوڑا
نظر آتی ہی جیون لنکا مین ...

اگر دامن وہ شوخی سی جہٹک جائے
پری انکہ مین بجلے جہلک جائے

نزاکت سی کپاس ہی گلبدن کا
بجز شبنم نہین تن پہ ہوتا

سمجھے ہی ہو تیو نکا اوسکو زیور
کہ گل کو زیور شبنم ہی بہتر

اوسی کو ستارے آئینہ لیکر
چہپا لیتا ہی اپنی دسکلے اندر

حیا مین کیا کہون اوس فتنہ گر سے
عرق کرتی ہی گرمی کی نظر سے

جو ہووا آتش حسن کی مقابل
سپند آسا کہیلے ہی عقدہ دل

دل گریان جو زخم اوس چشم بیمار
وہین جیون زخم رو کی ...

ہنوز اوس گل کا غنچہ وا نہین ہی
ہمیشہ ابتلک بیٹہا نہین ہی

ہی ... شمع بزم ماہ سیما
جو ہو سرج ... لگن ... کیا چہپا

بدن ہے عشق کی دل مین کیا گہر
اوٹہا سینے مین اوسکی ...

الاہی شہسوار دفتر عشق
الاہی سوز صورت گر عشق

رتن سین کا غائبانہ پدماوت پر عاشق

فلک پہر اونکی عشق جسکے دین پایا ہی
...

نہ تہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

دلیل اسی قول پہ سینے دوبارا
رتن کا حال یکہا آشکارا

رتن کا سنکے یہ احوال ناگاہ
اوٹہا دل سے سی جیون شعلہ آہ

بڑنگ غنچہ نرگس وہ عیسا
جو تہا بیمار مادر زاد پیدا

نصیحت کی ہو گرمی سی جیتاب
لگا خون اشک کے ہمراہ آنے
کہان بہتا تہا اوسکا شعلہ آہ
یہ سنکر حال اوسکا پر مصیبت
بتاکر لخلخہ اوسکو سنگہایا
سر اوسکی منہ کو تکتا تہا وہ حیران
ملنگونکی طرح بیٹہا زمین پر
ہوا کیا تجہکو ایسا یہ جونا گہا
تری انکہون نے یہ صورت نمائی
یکایک سا خمر تجکو کہا گیا ہے
تو ہی کس شعلہ رکے غم سے لٹنگ
جو کچہہ اوسکا تدارک ہو نہ آپکا
وزیر اپنا جو گلشن سے پایا
تو کچہ مت پوچہ مجہسے اپنی تقریر
کہون کیا تجہہ سی میں حسن کو بات
لقب جو لب سیگون بنی فی الفور
نہ نکلی کسطرح آہ شرربار
مرا جینا سی ال اٹہ منہ کو چہوڑا
یہ کہتا ہون کہ جوگی ہوگا سب جان
نہین بن یار مسراب مجکو درکار
نہ مجہے طوطی نے یون تلقین کیا آہ
نہ پہنچی گا کبہی مطلب کو نہا
جسے محنت سے ہاتہ آیا ہیا
طریقہ عشق بازیکا ہی مشکل
عیش و عشرت دنیا ہی فانی
یہ سنکر ہو گیا بیخود وہ دستور
کہا اے نیّر برج سعادت
کدہر کے فکر تجکو لیکے ڈوبے
نوشت و خواند و سجائی انکالی
ہمین ملمین سمجہتا ہون انکو اوند
ولیکن مجہسے دیوانگی ہیر

برنگ اشک نخوت میں ہو گیا آب
لگا آتش کو پانی مین بجہانی
بجہی کب مہر کے چشمے سی آتش
ہوئی جمع آکی سب ارکان دولت
جو اوس بیدلکو قدرے ہوش آیا
کہلے دیدہ برنگ جسم بیجان
کہا مجہسے تو بول ای جان مضطر
مصیبت ہو گیا با نالہ و آہ
پڑی کشتے سر و موم در میان ہے
جو بسمل کیطرح تو لوٹتا ہے
ہوا ہے درد کس مہتاب سے تنگ
کرون تجہہ پر تصدق جان و مال
لب آتش فشان کو بولی کیا دیا
لگی ہی ناگہانی دلکو آتش
کہ گذرے ہی دلمین اکلب خیالات
لگی آتش مری سینے سی اہلو
کہ آتش دہی ہی ساعت غم یار
یہ گہر یا ہوس نے شور و نکے چہوڑا
نشانی وشمنے نشا نکا ڈہونڈہ لاؤن
برنگ شمع ہون مین سحر بیزار
کہ عیاشی ہین وصل یار تجاہ
کہ وصل یار شاہی ہین بخی تشوار
بنت پر زور ہی اوسکا اشارا
کہ ترک سر ہی سکی پہلے منزل
ہی خواب انگیز جوان فسانہ خوانے
دماغ اوسکا ہوا لیکن وہ مجبور
فسانہ مت سمجہ عین حقیقت
سمجہنا کیا ہی طیر النسائی جو
تو زر کا زور پہلے آزمالی
کہ تا وان کیون ہو تجہسا خداوند
کریگا کون جز زلفونکی زنجیر

سر سینے اوسکے جو لیسے لگا درد
رخ تابان سنگ دلمین عجب تہا
گرا روکے آخر کو وہ بیہوش
لگے تدبیر کرنے وان اطبا
جنہون نے اوس سے پوچہا اوسکا دل
جواب اوسکے جو منہ سی کچہہ نہ پایا
ذرا پہچان تو مجہ ناتوان کو
نہین بن رو کے کیون تیرا یہ حال حین
تری منہ کا کیا رونے نے کیا رنگ
ترا آہون سے شاید دل ہے جلتا
تو مجہکو درد سے کر اپنے آگاہ
غرض سے روکے وہ دستور عاقل
کہ مشکل تہا رای غمخوار دستور
مرا مشکل سبجہے دشوار ہی گا
چراغ آسا دل دیوانہ ہی من
انار آسا مرا غمخوار دین ہے
سنتا ہے مجہے آتش کا فسانہ
نہ مجہے دل اب ہی جانب کشان ہے
مدد طالع کی ہو تو ڈہونڈہ لیجے
نہ پاویگا جو دل کا مدعا ہے
تو جبتک جسم کو اپنے نہ توڑے
جو کوئی طالب بیدار ہے گا
ہزارون مر گئی ہین کہینچکر رنج
یہان جو طالب مقصود ہی گا
جو کچہ بیتی سرگذشت اپنی سنکیا
کیا خالی جو دل مین غم بہرا تہا
بد و نیک جہان کیا جانی طائر
خرد کا کار فرما تو ہے دستور
اگر زر سے بنی اور کر تو تدبیر
زرتن بولا کہ ای دستور غمخوار
نہین سنتا ہی مری دیوانہ تجہین

گل خورشید کی صورت ہوا زرد
ہوا خورشید آسا چشمہ آب
برنگ ابر مسیحا طوفان در آغوش
گلاب خیال اوسکی منہ پہ چہڑکا
ہوا کیا تجہکو کہ رنگ حال اٹہا
لگا سن سنکے دستور دانا
قدیم اس آستانکے جانفشانکو
ہوا ہین کیون مجمع البحرین عینین
جو پہلے گل کی صورت اوڑ گیا رنگ
دہوان ہی آہ کا منہ سی ہی نکلتا
برنگ نغمہ ایسی دو لکین دہی آہ
زرتن سے پوچہتا تہا حالت دل
مری رگ رگ مین ہی گا نالہ گلوگیر
چنار آسا ہی آتش دل مین پیدا
ہوا یاقوت کے آتش سے روشن
لبالب دل ہی سب چنگاریون سے
ہوا ہے سینہ یہ زنبور خانہ
کہ عنقا کی سی صورت بی نشان ہے
وگرنہ سر طلب مین اوسکے دیجے
یہ دم سینے کا مجکو اژدہا ہی
دل اس دنیا و دولت سی نہ موڑے
نہایت کہینچتا آزار ہے گا
نہین ہاتہ آیا ہر گز وصل کا گنج
اوسی نقصان ہی اپنا سود ہی گا
زرتن نے کہہ سنائی سب بیان ار
وہ رو یا پہوٹ کر مانند مینا
حسین سرگذشت کیا پہچانی طائر
کہ اپنی سے سودا زلف کا دور
کہ ہو وہ زر سے جن الانس تسخیر
ترا دم ہی علاج جان بیمار
گر او لی زلف سے جادو فن بیمار

کٹھا روتا ہو نہیں قسمت کا لوٹا
چھٹے جسی کو سے ہیں کوزہ ٹوٹا
نہیں ہیچ تکو آپ سمجھاتا ہوں پیارے
کہ افسانہ یہ ... مت کر

لیکن اسکی باتیں ہیں کہوں کیا
جواب اسطرح مجھکو ہے دیتا
جو ہے عشق کا ہو وے نشانہ
فسانہ اوسکا ہو جاوے بہانہ

محبت کی نہایت تیز ہی آگ
ڈسی ہی اوٹے اکثر عشقنا آگ
جلا ہوں طور آسا وے آتش سے
کہ ہوں سالم کھڑا اور راکہ کا ڈھیر

بنا دل ایسا ناوک کا نشانہ
کہ مژگان جسکے غمزے لفشانے
نہیں معلوم انجام اوسکا کدھر ہے
پڑا بسمل مگر ہوں میں سر سے

نگہ کی تیغ کا بسمل ہوا بہانے
کرتی جون برق لو سینے تجھاہے
کسی ہی بار حسن لعل ہیگون
برنگ بوئی گل خم دل افسردن

غم کا ن ملاحت سے ہیں آ یار
گلا جاتا ہی جیون لونی کی لو آ
اگر قاصد کو بھیجوں ہی یہ مشکل
کہ راہ اوسکی نہ دیکھی گی مراد دل

دل مغموم دیکھے کسطرح راہ
اسے الموت ہی گا انتظار آہ
اگر ہوں ہیں ہو تو ہیگا یہ سوا
پیام وصل ہو یا آس یا یاس

یہی بہتر ہی اسے آپ جاوین
نصیب مدعا کو آن یارن
میسا بیچی کا نہیں ہی عشق محتاج
حباب میں آپ کا ... ہوگا

نگین و تاج تجکو سونپتا ہوں
سب اپنا راج تجکو سونپتا ہوں
تو ہے ملک پر حاکم کرا حکام
کہ جز صحرا نہیں مجنوں کو آرام

رعیت کو مری دلشاد رکھیو
سری کشور کو تو آباد رکھیو
جو جیتا ہوں تو پھر دیکھو گا دید
مرا او ... بس اللہ ہی باقی

یہ کہکر کپڑی پھاڑی ہو بیتاب
کرے پر زری کنک ہے جیسے بیتاب
اگر چہ عشق میں تمہارا جان ...
یہ جیون گل ...

لپیٹے شعلہ آسا تن سے اوپر
بشکل جوگیان اک سرخ چادر
سراپا تن پہ خاکستر لگائی
بگولی کیطرح صورت بنائے

سر عریاں پہ چھوڑا اونی چیتلا
علم پر جیسے ابریشم کا چھپا
نمایاں چہلے ہے راکہ ...
کہ جیسے سر پہ بیٹھے ہو قمر

نہایت ہو گئی فکر گام پر
کہ خاک آلودہ ہوکر خور پر زر
خطا ... خاکستر سے اوسکا
نمایاں جیوں خط زریگین تا

وزیر اوسکا کٹھا تھا دم بخود دلن
برنگ ابر دل لبریز طوفان
جبر داری نے اوٹھ کر جو تا آہ
کہ دیکھے کیا یہ حال جانکاہ

سوا اسکے چار سو اک شور دونا
ہوا اک کی ل ... حشر برپا
نہ ہوتا حشر کیونکر صبح کی ...
ہوا جوگی رتن سا صاحب تاج

جوگی بن کے رتن سین کا جانا اور سارے کنبے کو غم میں پھنسانا

کری کہر سے دل میں عشق کی ... بحال ج
قرار ... کہر بار کیا ...



او ٹھا باہر ہی جوگی لیکے ناقوس
ادا کی رسم پہلے سب سے
کہا ای اماسقراب ... پہ آیا
نہیں ہے حق ترا مجکو فراموش
کہ تو نی الفت ... ماں سے
سنبجر جون گل کا ہو یانی میں آیا
سنبجر جسطرح گل کا نہ بہن ...
تو میری غم میں یہ جانی کہ اک پل
برنگ لعل تو نے مجکو پالا
ہیں زیر زمین تا جسم جون شعلہ بیزار
جو انگار کی سوسن دل جلا ہے
ہوا ہوں گلرخ نکالا ہیں ...
جو پھر نے ... زلف خوبان

لگیں تیری بلکیں ... مسل
لبسان مہر ... سایہ ڈالا
ہوا ہوں عشق کی ہا تھ ...
پہ ... کاٹے ملا ہے
جبتا بلبل نظر ہی ... سر
تو ہوتی مجکو کیوں شام غریبان

جو کچھ کہ تو نی ... جانفشانی
ہر الہ پہنچا یا آخر ... سے
کہ کہکر عشق نی ...
مجھے جلنے کی ...
یہ کنڈل کان میں ...
پڑا آہو کا آہو سے جو پالا

ہوا مادر کے گہر میں جا ...
بتائی مانسے پھر رخصت طلب کے
مجھے کرتا ہی اب تجھ سے جدا ...
ہی تیرے دودہ کا مجھ پر ...
سے ... مہتاب ...
تو ہوگی تجکو ...
میں ...
کہاں کیا ... مہربانی
مگر ... لیے کرتا ہے
بنایا دل ... اغان
یہ ...
ہوا عاشق ... اک ...
لیا کاندھی پہ بیٹے مرگ چہالا

نگین و تاج و تخت و ملک و کشور
تو کہہ تا سبہ دریا کو مین جاوین
جو دیکھی یانی صورت اوس نے سر کے
جو سلگے دل ہی دل مین غنچہ آسا
کہا ہی ہی مری پیاری رتن آہ
کہین طائر ہی تک تو سوچ آہ
کف پا مین تری دیکھا ہی اکثر
ترا یہ ملک و دولت ہی خداداد
رتن بولا کہ سن اے ہیری غنچہ آ
لکھا قسمت کا تھا جو پیش آیا
مجھے تو مار کر یا لینے چلا جا
اگر سایہ ہوا تجھکو اے جان
کسے نی گر کیا ہے تجکو جادو
تری مشکل کرے اللہ آسان
ہین ہیعین بیمار آہ اوس لعل لب کا
غرض مجکو دعا سے کر تو رخصت
وہین زلفون کے اسنے بال جھٹکے
ہوا جو تو قلندر وضع آزاد
پھر اپنا سر جھکا لو ہو وہین ٹو با
یہ ایسے اشکبار ہی ہین جو بشار
رتن کی اتنی بین وہ بے ہر رانی
گلے مین اوسکی ڈالی بٹ کی سیلی
پھر اوسنے چیر کر پا بین چنگلیا
بین گو نظر وہین سے گل بیحو زیجا
پہین گریان جو ہونگی شبنم آسا
تو اسباب سفر اب تن ہی کر دو
ہراہر یا سنا کر شاد کیجو
کسی کا سر تن ہی اب بھی یاد
دلی یہ خیال ہین انکھون پہ ہر جا
وہین جو شمع فانوس خیالی
چھپے اوس آگ مین رہ شکل گر لگیر

کیا بیٹے خدا ہی نام کیسر
مگر یہ سوز دل کا وان تھا او
اوس آتش یار رخا گستر ہے
وہین آکے اوٹھا دلہیبی ہوگا
ہوا ہا حسن کے عالم سے آگاہ
کہین جوگی نہین ہے تو شناسا
کیا ہی برگ گل سے کار نشتر
خدا کی داد گوست کر تو بر بار
نہین ہی ملک و دولت تجکو درکار
نوشتہ اب نہین جاتا مٹایا
زمین کے پر سکے اندر چھپا جا
بلا لونگی عزیمت خوان بہت یان
سیانے تجکو پہچان لینا و کمالہ
کرونگی جان و دل اپنا مین قربان
دوا ایسے کرینگے کب اطبا
خدا کو سونپتا آرن سلامت
او کہا اے عنبر افشان بال لٹکی
یہ لیسی ہے سمرن کیجو یاد
لپیٹ بیچارہ کی پاؤن مین رگڑا
گلے مین سوتو نکے ڈال لی ہار
کہا میری ہی اک لیجا نشانی
کہا سائین ترا ایسے ہیلے
جبین پر قشقہ اوس جوگی کے کھینچا
پھوڑونگی پران تیج [illegible]
تو مجکو کیون نہین ہی ساتھ لیتا
نہین یہ سر مرا گردن سے ہر دو
یہ اول اہار کیا دیکھو
سر و سامان کیا ہی نیستی با
لیے مژگان نیلا اپنا پھر ونگا
گلے مین اوڑھنے کی کفنی دالے
نظر آتی تھی جیون خاکی کی تصویر

بدم کے واسطے جوگی ہوا ہون
سکو کچھ پہ مینے کہا ہو بخشش کیجو
وہین پھر لائے وہ عقیدہ جیران
وہین جیون وکمول الفت کی آتش
تپ غم نے جلایا تجکو کیسا
خرد سی کیون تو بیگانہ ہوا ہے
کریگا کیونکہ تو صحرا مین زیست
عبث طائر کی تو نی کی حکایت
مین تیرے دلربا کا ہون قلندر
کہا رانی کہ سن اے مجنون
سر تیرے مین جو کہا کر تراسم
مرض نے جو تجھے گیرا ہی بیمار
اگر یہ تیری شے نظر کا
رتن بولا کہ حسن ای مہربان تیج
نہین محسوس سے مر کیفیت نظر
جو دیکھا مان لی ہی یہ خیانت مجنون
دیا بال اوسکی کلائی پر لپیٹے
جو تو دولہن کی گھر جا و بگا جانے
کہ بیٹا مین ہون مندر کا لگانی
ابھی صورت سے پائین گر کی یالنی
وہین تو طاہی سے کے عنبر بیج
گرہ سے کلی مین فی تیی ہو نہین تا نشانی
کہ لیجا یا نہین گر تجکو پیار
مشفق کیطرح نگین اوڑھ چادر
عجب طوطی کی صحبت تو نی پائی
نہین معلوم تجکو سو تیا اڑاہ
رتن بولا کہ سن ای بلبل غم
وہ دل جاتا رہا اب سی غم یار
یہ کہکر جب چلا باہر کو جا
بہت اچھی بلا سے گھر اوڑھہ
کیا نہ تو گورخ دکھا وا ہی سی ور

سفر کے تجھسے رخصت مانگتا ہو
دعا کے ساتھ مجھکو یاد کیجیو
برنگ ابر طوفان دیدہ مژگان
لپٹ گئے اپنی اوس شعلے سے ہو کر
کہ جیون شعلہ نہین تہا سکتا
جنون سے کیون تو دیوانہ ہوا ہے
سنان سی تیز تر ہی جسکا ہر خار
کیا دل کو گرفتار مصیبت
نہین بہاتا تجھے وہ ہیم و [illegible]
نوشتہ گر نہین ہوتا دگرگون
کریگا کون تجھ بن میر ایاتم
اطبا ہین بہت تو گر ہے بیمار
سپند دل مرا ہی گا سلگتا
نہ سایہ نہ نظر نہ تجکو جادو
مگر یا قوت ہے گی صورت نبض
اثر اسپر ہوگا کوئی افسون
بلا مین اوسکی سے کر یونی بلیٹے
یہ کنگنا اسنگا ہی ہوگا نشانی
بدم کا تجکو ہون نوشتہ نشانی
زمین پر گر پڑی جیون سایہ سیجان
کہ تھی جون وہ شمع عود خوشبو
کہ دیکھ اوس گانٹھ کو کیجو مجھے یاد
مرا لو ہو لیے جا ساتھ یار
ہوا جوگی مرا خورشید انور
کہ سکھلے اوس نے طرز بیوفائی
ملے تو جیکہ اوس معشوق سی آہ
چمن مین دیکھے پھولا ہی گل
چمن مین جا کے گل کے رہ گیا خا
کیا حال اوسکی رانی نی کچھ نکیا
دیا یار اکہ مین انگا [illegible]
کیا ہا لی کوا [illegible] سا ہی و

وہ زیور ہو تھے انکا سب اوتارا ۔ بچھوڑا مہر نے کوئی ستارا
سنہرا جوڑا وہ ہاتھوں کا توڑا ۔ نہ جوالہ کو اوس شعلے نے چھوڑا
بنائی کچھ عجب حالت تباہی ۔ برنگ کشتۂ صبح سحرگاہی
رہین زر ور کے رستہ جالی توڑا ۔ کہا جوگی کریگا کب تو پہیرا
تو کیونکر جائیگا میری نگاہ سے ۔ مین ہون الماس اشک بیبہا
تو مجھ جوگن کو بہانہ اپنی لیجا ۔ پہرونگی مین لیے تیرا اپیسا
جو کانٹا پاؤن مین ٹوٹا پلکوں کی تیری ۔ نکالونگی مین پلکوں کی سوئی سے
جہان بیٹھونگی اوڑلی گرد صحرا ۔ کرونگی اشک سے چہڑکاو اوسجا
جہان پڑ دہوپ ہوگی ان کا سایا تو ۔ تری منھ کی بنونگی آفتابی
جہان تو بیٹھکر مانگیگا آسن ۔ سلگتا مین کرونگی وان انگاکن
تری راحت کو پھر رفع گرما ۔ کرونگی سائبان پلکوں کو برپا
مین گوہر آبدار آنسو کی لیکر ۔ لگاونگی کہنڈی اوسکے جہاں
مین لیسے کھینچکر نالہ ہزاران ۔ پکارونگی برسم چوبداران
نہ ہر گز کنگرون پر سوگا تو ۔ مین سر بالون سے ویدہ نچہا
سمور و قاقم آخر وہ آنسو نایاب ۔ کرونگی چشم کا مین فرش کمخواب
اندھیری شب مین جس جنگل مین بسا ۔ ہلاؤن کی دل اپنا شعلہ آسا
تری بن تابنی کیو اسطے دان ۔ رہونگی یہ وہوفی سفینہ بیزاران
رتن جام محبت تہا بیہوش ۔ کسکے بات پر اوسکا نتہا گوش
نہ راہی کو جواب اوسنے پایا کچھ ۔ نہ اور دشتی خطاب اسنے کیا کچھ
وہ راہ عزم مین تہا منتظر جالے ۔ گنگا کی وجہا کدرتی تہی اوسی سال
بہ عزم راہ وہ زینے سے کودا ۔ بشکل آہ وہ سینے سے کودا
گیا در سے جو وہ جوگی نکل کر ۔ وہ نرگس کیطرح تکتی رہے در
ہوئی بیہوش آخر غم سے ناگاہ ۔ گرے کر پا کیصورت قصہ کوتاہ
جو آئی ہوش مین پہر وہ دوانے ۔ کہا کرتی تہی جوگی کے کہانی
وہ گھر مین اور جو خورد و کلان تھے ۔ سبہ جوگی کے غم سے اشکفشان تھے
وہ اوسکی ماں جو تہی خستہ فراق ۔ برنگ صورت دیوار بیہوش
حباب آسا کیے چشم اوسنے جو وا ۔ جگر گوشہ کی تین گہر مین دیکہا
کیا تر گالنے یا صید تیر آرے ۔ گرے بسمل نمط خونابہ بار
پڑی سجدہ مین سب تھے سر قدم ۔ جبین اوسکی تہی مستغرق قدم
لیے غم سے ہن آ وہ جوگ ساری ۔ سہے خواب خورش یکبار چہوڑا

کوچ کرنا راجہ رتن سین کا وطن سے باوجیب من اور وارد ہونا شہر دلکش انبر سین

فلک [illegible] مہم [illegible] ۔ اوجا و اسکی [illegible] نکل [illegible]
عجب [illegible] کے گہر سے جوگی ورسمی نکلا ۔ برنگ باد وہ جو گہر سے نکلا
کہڑا باہر ہوا وہ گہر سے آسا ۔ کہ لیوے جا کسی جنگل مین بسا
وہین سولہ ہزار اوسکی سپاہ ۔ المکان جو گیا نہانے کو طیار
کہا سنتے نمک تیرا ہے کہایا ۔ ادا کا اوسکے ہی نے وقت آیا
جہان تو جائیگا ہم بہی ونرانے ۔ بینگ سایہ پیچہے سب ہیں ساتہ
رتن بولا کہ مینے تمکو بخشا ۔ مرا تم پر جو کچھ حق نمک تہا
مری تم عشق مین اشفتہ یان ہو ۔ بہلائی کیون یہ اپنا خاندان ہو
مین ہون آوارہ دشت نامرادی ۔ ہے یہ اب عشق اور اللہ یادی
ہے اب عشق کو سمجہے نہ تم سہل ۔ ہین اوسکے آگے یکسان ملی و یا
تم اپنی بستی گہر کو مستادو چاہو ۔ نہ اوس شعلے سے اپنا اپنا جہانا
جو کچہ ہیتی کہا جوش سب بچو ۔ وجا سے غلامانہ یاد سبھو [illegible]
کہا یہ اور قدم والنے اوٹھایا ۔ لمیت عزم کو آگے بڑہایا
کہا یار و نے زور و وائی شکر ۔ ہمین تو چہوڑکر جاتا ہی کیدہر
دہی لسوزا اوسکے سب ہوا تو ؟ ۔ ہوئی ہون لشکر غم اوسکی ہمرا
سبہی خویش کفن پوش جا بجا ۔ چلے جیون کرستی کی جہاز یکبار
بسان آئینہ یا چشم تماشک ۔ رخ و سینہ یہ اپنی سب ملی جا
ہر اک دل مین اوٹہا فرقت کا غم تہا ۔ کہ یاران کشور چیتور چہوڑا
دلا تو عشق کی ٹک حال کر غور ۔ کیا ظاہر نئی جوگی شاہ چیتور
چلے وہ کہتے زبان ونالہ فرسا ۔ طریق عشق مین مانند دریا
کیا یکبار جا جنگل مین ڈیرا ۔ قفس میں خانساک کو شعلونے گہیرا
وہ نکین سر ہتی ولیدہ گیسو ۔ نظر آتی تہی جیسے بن مین آہو
لتحیب مین تہا اوسکے ساز جنگل ۔ کہا شد آیہ کہا لنے لالا ول
سیہ کیونکہ سنیت بخشیں ہو ۔ کرتی سب لپٹ کہلے جنون مین
خشتی خارا انکا سد راہ کب تہا ۔ جلے جاتی تہی وہ سب شعلہ آسا
بچہڑنا جسو ہوتا جلد وصل ۔ نہین ہر گز سراغ شعلہ تکل
سمجہ کر گہر با سیر مین تو ۔ سمٹ جاتی تہی خار رحمن بچ نکل
طرف مقصد کے طلوع نہ ہتا ۔ بسان خضر تہا ساتہ اوسکے جاتا
برنگ والمد با [illegible] بہ یکدل ۔ ہٹے جاتی تہے وہ منزل [illegible]
لیا طوطی نے جو جنگل کا رستا ۔ نہین سیلا تب کہا عنقر [illegible]

چندیری شہر کو بانہن بچا کر — تدر و اسار کہا کہسار ہین پر
غرض بیجانگر ہی چھوڑ کر ان — چلے بندر کو وہ شہری غزالان

ہزاران راہ پر آفت کو پونچے — برنگ آئینہ سوت کو لونچے
اوٹھائی جو بہت گرمی و سر کے — ہوا تن جیون طلا کا جور دکے

چلے از بس اندہیرے شب جو رستا — سوی جیون شانہ پر چار او کھنا
عجب وہ رہبر و راہ بلا تہے — کہ حیرت سے او نہون کے نقش پا تہے

برنگ سوزن اختر رشتہ راہ — گیا ہے او نہون نے چلکے کوتاہ
برنگ خس کہ جسکو سیل مارے — یہ پونچے تا توان دریا کنارے

جو تہا فرمان وہ ملک بنا ور — زمانی ہین تہا تانی اسکا نادر
ہزارون فیل کا مالک تہا خود کام — نہایت با صلابت گجپتی نام

کسے نے جا خبر دی اوسکو الفور — کہ جوگی ہو کے آیا شاہ چیتور
لئے پایہ اوترا ہی پیادہ — عبور بحر کا ہے گا ارادہ

سراندیپ اوسکے دل کا مدعا ہی — کہ وان او سمجھل کا دل لگا ہی
وہین سنکر وہ دور اندیش آیا — بہ آئین نصیحت پیش آیا

صدف آسا وہ لب وسنی کی یا — سخن ہر ایک مثل گوہر اوگلا
کہ فرہاد عاشق بیچارہ مضطر — تہنگ کر مر گیا کہسار سے سر

وہ مجنون ہیچ کہ تہا مشتاق لیلے — رہا صحرا ہی مین جون گرد صحرا
تو اون نو لسے ہی آگی بڑہا ہے — کہ سیر کوہ و صحرا کر چکا ہے

پہر اوس پایہ تو آیا ہی ظالم — نہین جس سے گذرتے موج سالم
عجب وانس سے تیرا ہی شکل — کہ اس دریا کانی سر بنی ساحل

جگر سوز آب اسکا اشک کردار — نہنگ اسکا ہی جون خاک آدمی خوار
ہر اک موج اسکے نظر وہین پہاڑ — چلے آتی ہے مثل اژدہے

سیہ دریا خونخوری مین اک بلا ہی — کہ ہر موج اسکے نقش اژدہا ہا
ہرا سے قتل حیوانات و آدم — مگر کو سوچ سے باندہی محکم

ستمگر نی ہزارون گہٹ و گہاٹ — دریں ہین موج کی تلوار سے کاٹ
نہ تیغ موج کاٹر ہے کما ہی — کہ پہنے فلس کا جوشن ہی ماہی

ہراوس کا فرنی آخر داد سے کر — لگائی تیغ ماہی کے گلے پر
برنگ آئینہ اوسکا یہ گرداب — ہی جسکو دیکھتا کرتا ہے غرقاب

پہرا ہے گرد یہ دریا خونخوار — کرہ ارضی کے اوپر مثل پرکار
اگر ہو تجہے نا اوس ظالم مین آفات — بناتا کیون سکندر سد کا ہات

رتن بولا کہ سن اے بہوستر — تری باتین ہین سب سوتے بہتر
یہ ہم دو شنہ مین جی من لگا وین — زمین کیطرح دریا کینچ جاوین

قسم ہم بحر و بر مین مین بدلتے — نہنگ شیر کیصورت مین چلتے
نہین ہشاتلو آفات سی ہم — رضا کو سر کیا ہی ہنے تسلیم

نصیحت کرنے عمیچارہ یکہا — جو گے جیتا اوسکے مثل دریا
وہین ہر ایک جا سے طلب کر — لگا مین کشتیان دریا کی لب پر

رتن اور پلر اوسکے شعلہ کردار — چڑہی سب کشتیون پر برق کیوار
ہوا اون ہو گیو لنسی بی تامل — ہر اک کشتی کا تختہ تختہ گل

برنگ چشم گر شتی دل آویز — ہوئی یکبارگی مردم سی لبریز
جگر و چشم کشتے تہے نمایان — وہ جوگی مثل گرد آلودہ مژگان

رتن نی لنگر غم کو اوٹھایا — جگر سے بادبان آہ کہولا
ہوا خشک سی وہ دریا کا سیاح — وہ طوفان خدا اور عشق ملاح

پدم کی یاد مین وہ جان پرغم — غزل حسرت کی پڑہتا تہا ہر دم
بیتاب کوئی نہین سیماب کے مانند — پروہ سے ہوگا دل بیتاب کے مانند

غزل

یہ زخم جگر کیا ہی یا لی ہی جراتا — یہ اشک کا پانی تو ہی سیراب کے مانند
بین مثل کتان جیب کہ مہلا و گل شکر — اوی جو سر پلام تو مہتاب کے مانند

کہ چشم کا دریا ہی تو اک سیر کی قابل — کیا لخت جگر تیری یہ ہین حباب کے مانند
جیون موج تو شمشیر عبث کہینچی ہے — قربان مین خود ہوتا ہو گرداب کے مانند

کسن محشر کی لہد او کو جاتا ہی تو ای اشک — یکدست عنان جو ہو کر سیلاب کے مانند
عبرت تو عجب طلعت رہی ندی نیستیاب — ہر بحر غزل مین زخوش آب کے مانند

لپٹ جاتا ہزارون نالہ و آہ — چلا جاتا تہا دریا مین جون ماہ
تھکے اوس فضل سے باد مراد سے — طرف آگے تشنے کشتی کی چلا وے

نظر آنے لگا قلعہ پدم کا — سبک لسے ہوا تب بار غم کا
جو ہین اوس پار اوترا جان مشتاق — بجا لایا ثنائی ایزد پاک

نظر جب سر زمین پار آئی — عجب بسوم اوسکی دل نی اک اٹہائی
کہے اللہ کا ہوتا ثنا خوان — کہے وہ بخت سے جاتا تہا قربان

بیک اشک خونین گر کے ہر جا — زمین پار پر تہا سجدہ کرتا

رتن سین کا سراندیپ کی پہنچانے مین فیروزمند ہونا اور پدماوت کا پیغام زبانی طوطی کا سننا اور تخم محبت رتن دل مین بونا

جو ہووے قصد وصل کا نزدیک [illegible] — سنا سب حال اسنے [illegible]
کہی [illegible] — کہ جوگی یار اور خبر سلامت

کہا طوطی نے ای سروار عالی
تیرے ہی جا عشرت تیرا خانہ سے
کناری شہر کے بتخانہ ہی گا
کہ مجبورون کا مہلت خانہ ہی گا



پدمنی کے وصل کا خواہاں ہی گر تو
کہ اکثر پدمنی ہی وان کو جاتے
اسی طالب ہین وہ بتخانہ لیکن
ہی بتخانہ کی یہ ظاہر کرامات
جو اوس کے پیشتو کی سب خرد و کلان ہین
ہزارون نازنینان پریشون کار
کوئی فرزند و دختر مانگتی ہی
کوئی جوڑ بکی ملنگی ہی دعا کو
برہمن کو وہان سے رزق حاصل
ہی عارف کی تئین مسجد و خانہ
تو بتخانہ کو جا مین یا لیتی جاؤن
یہ کہکر وہ سوال جا نگداز ان
جہان تھی پدمنی کی جمع محفل
پری فی اوسکو سجانا جو یکبار
سر شکسا وسنی بہائی صدنی لطفی و لن
کہ سن ای بیوفا ابتک کہان تھا
کیا تو کرکے مجھسے یکرسا کوس
سنین کی بینی تجھ بن سیر گلشن
کہون کیا کیا غم و درد جدائے
پہر سا زندگی کا مجھکو کم تھا
ہزارون شکر اد جدائی کے
جہان کی سیر کر مدت مین آیا
وہین طوطی نی خلوت کرکی فی الحال
تجھے مسرور سے مینی تھا دیکہا
برنگ نوا مان خط کرکے یکجا
جو مین اوسنی سنا مجھسے تیرا نام
اب اس کشور مین آیا ہی پیادہ
جو سوتا سیج پر پہولون کی اکثر
برہنہ سر و پا با داغ جانسوز
وہ شہزادہ ہی اب تیرا بھکاری

پدم کو تیری سعد کم خبر دون
چلا جیون ہدہد شاہ سلیمان
ہوا جیون شمع اوس محفل مین داخل
جگر سے کہینچی اک آہ شرربار
کیا جیون شمع سوز دلگو ظاہر
جدا کس طرح مجھسے سیر جان تھا
ہم ملتی رہی ہین ستا افسوس
گل و گلشن تھا تجھ بن مجھکو گلخن
اوٹھائی جو مصیبت سر پہ آئی
کہ ٹوٹا سر پہ میرے کوہ غم تھا
کہ تو نی جتنی جی صورت دکھا کر
مری خاطر ہی تحفہ کیا تو لایا
سنایا پہلے اپنا اوسکو احوال
ہی کرتا تھا مین حال مین یکجا
کہ دن نظارہ مین بیٹھا تھا
دیا چہوڑ اپنا خواب عیش و آرام
شکل جوگیان وہ شاہزادہ
رنگ گل سے تھا پڑتا خط جبین
چلا آیا وہ جیون ہاتھ دل افسردہ
تجھے جی زندگی ہی اوسکو بہار سے

تماشا ہاتھ آدیگا تجھے مفت
پدم کے گہر کو سفتا وہ لوگ کل
پدم سے جا کی وہ اہن پہ بیٹھا
اسنگی غم کی بی لیسے آئے
پہر آخر طوطی سبب خوبی لی
اسراک طوطا اگرچہ بیوفا ہی
تو آپ سے دفعہ مجھسے جنگ تھا دو
تری فرقت مین اسیر گل
برنگ خجل گل فرقت مین تیرے
تری شیرین زبانی کرکے مین یاد
جو کچھ اب تو نی کی ہو سیر آفاق
بہلا مین ہی تو دیکہون عشق تیرا
حقیقت کہہ چکا اپنی وہ جب پدم
کہ اک خوش رو جوان تجھسا جو یار
زمین مین ایک آسینی پایا
تری کارن لٹا کر افسر تاج
پہر مثل فلک کہسار و صحرا
تری خاطر جو وہ کانٹون پہ سویا
کیا تیرے صنم خانہ مین ڈیرا
کسے صورت تیری شکل اپنی دکہا آ

صنم خانہ مین دیر اصل کے کر تو
سر عجز اپنا ہی بت کو جھکاتے
مہادیو اوس کان کا ہی کا سنین
کہ ہی وہ مرجع ارباب حاجات
یساں کوئی سے سر ان مراد ان ہین
صنم سے حال ل کرتے مین اظہار
صدف مین اپنی گوہر مانگتے ہی
کہ تنہائی مین سے خدا کو
ہی کار و طلو اوس کسی فسق حاصل
ہی فاسق کی تئین معشوق خانہ
ملے گا وصل مین تیرا او مفت
چلا جیون باغ کی جانب کو بلبل
چمن کا جیسے ہووے سبز بوٹا
بھری آنسو کی پلکو سے لگا کے
شمع کی طرح سوز دل ہی ہوسے
ولیکن تو بہت نا آشنا ہی
سیکر تہا سے حق مین گرم ہو تو
نظر آتا تہا آتشبارہ ہر گل
گرہ مین غنچہ آسا دل مین تیرے
جگر کو کاٹتی تھی مثل فرہاد
بیان کر تیری باتون کی ہون مشتاق
ادا کرتا ہی کیا حق پرورش کا
کہا اک اور بھی سن قصہ غم
تری جا اوسکو مین چھوڑا ملا اپنا
تری خاطر جو ن جی کی کرکے لایا
سب اپنا راج دہ مین کہ کی تاج
ہوئی پر آبلہ اوسکے کف پا
مین اسبعون غنچہ جو اوسکو خفا
طلسم کا دیا ہی بتسے وصل تیرا
تو اوسکو دیکہو جو ن عیسیٰ آ

جو طوطی سے کہ تھی حیرت کی گفتار
محبت نی بچھایا دام کا دل
صنم کا ہوئے ہر چند آہنین دل
جوانی کا جو عالم تھا بدم کا
لگا کر شعلہ عشق فتنہ گر نے
ولیکن تھی نہایت وہ تو چھپایا
اوٹھا ہر چند دل سے خون کا اک جوش
غبار آہ نے سینے کی اندر
غرض ہر طرح کر کے راز مخفی
جو میں کر رو برو یون سمجھایا
مقرر سچیا ہی گا تو بد ذات
لبن اور ٹپا لینے جان اپنی بچا
اگرچہ سو جگہ لکھنے پری چہر
وہ کچھ کہتی نکلتا کچھ زبان سے
سحر کی ماہ کی صورت وہ باد دم
ہوا عشق اوسکے چہرے پر جو پیدا
یکایک دونون جب طاقت وہ عیا
خوشی سی پر بلا اوکیون انکار
ترا نام اونے سنکر وہ بہی الفو
پریشان ہوکے کہہ کر جو گیا بس
یہ کہتا ہون کہ ہووے تجھ سے ظاہر
وہ ہاتھ کس کی ناحق جان جاوکر
کہا طوطی اتر سے خاطر ہی منظور
دکھاونگی میں اوس جس کی تو صورت
یہ بد نام اگرچہ ہی خوش آہنگ
یہ سنکر طوطی سنبھالنے کو آیا
تری بھی عشق کا کارہی لگا تیر
ترے سوز دل سے پانی پتھر کا
کہ سنتا تھا او نگا یہی بگڑتا

ہوئی وہ ناز نین اک نقش دیوار
پری کا طائر آسا ہو گیا دل
سو عاشق کا اگر بھی تنگ کا تل
سنبھالت کر گیا قصہ تبسم کا
لگا جیون شمع غارت اوسکو کرنے
ہوئی گو بادۂ الفت سی سرشار
یہ تھی جیون غنچہ تصویر خاموش
کیا آئینہ آسا دل مکدر
لطیفہ اوس طوطی سے جو پوچھے
تو نامحرم کی باتین ہین سنتا
نہ سوچا تو کہ چھوٹا منہ بڑی بات
کوئی دن اور دنیا کی ہوا کہا
یہ لرزاں تھا سخن جون برق تو مہر
نمایان درد تھا اوسکے بیان سے
ہوا جاتا تھا تغیر اوسکا عالم
ہوئی جیون لعل خشکی لب سے پیدا
سمجھ کر عاشقانہ اوسکے اطوار
برنگ سبزہ تیر و سرخ سوفار
دیا چھوڑ اپنا کستا ملک چتوڑ
چلا آیا پیادہ وہ پر دیس
فقیر اپنی کی لازم ہی تجھی تجوز
یہان ناحق تو تھی بیابی کیا کر
مری یا آس اوز کو کہیو تو مستور
کرونگی ذبح سب اوسکی کدورت
پرا اوسکو جو تھا ہی نام عشق میں بند
زمین کو تا سرا یہ کہہ سنایا
پری کو بھی کیا ہی دل کو تجنجر
زیادہ اوسکا لیکن شعلہ پر تھا
کہ کس کس کی بان ماہ دل انفرقہ
نصیب لے سب تھا یہ سراپا لہرتا

نظر مین پھر گیا جوگی کا نقشا
وہ جادو با عشق غالب تھا تو کا
وہ آہن کو ہی کی لیکن کھینچے
کیا غم نے جواہر کا اشارا
لگا ٹکڑے کلیجے مین کٹ ہے تیر
لیا دل کا وہین تمام اوسنے بینا
ہجوم اشک تلخ آنکھون مین آیا
دل اوسکا سینے سی باہر کو ابلا
کہ ہس آیا پسیجا بیہدہ گو
اگر ہوتا نہ پاس آشنائی
ادب سے اوسکا تب تو گیا بھول
غرض طوطی سے جو کہتی تھی وہ بات
سخن جو اوسکے لب سے تھا نکلتا
بھلا وہ عشق نے اوسکی لقتر
سراپا عشق دل پر چھا گیا تھا
ہوا وقت تکلم اوسکا ہر حرف
نہ بھولا اپنی جامے مین سمایا
لگا کہنے مین تیرا کیا بگاڑا
کیا تو ہند نار سے بچھے وشالا
وہ اپنی سے نہایت کر چکا ہی
وگر نہ تیری غم مین جان دیگا
غرض اوس شمع کی شوخی تھا کر
صنم کی پوچھنی کی کون ہین دیکھ
جو لوٹ جاؤ کن تجھسے نیک انجام
مرا کیا عاشقی سے کام ہے گا
کہ میرا حال سن کے یہ بدنام ہے
جو پوچھا کو یہان دیکی بیمار
ہوئی اوسکی ضعف بیقرار
رہا حسرت اوسکا ... تمام

سنا اوس نے کہ مت بیچ لفظ کا
لیا دل کھینچ دم مین اسیتن کا
برنگ سنگ مقناطیس کھینچے
خوشی آدمی سے ہوکے وہین کہا
کہ لے چشم اوسکی رنگی مثل تقدیر
کہ مرا عشق ہو جاوے نہ افشا
لیکن پی گئی زہر آب آسا
بہت دشوار یہ تھی اوسنی تھا نا
خطر آیا نہ اپنے جی کا تجکو
اسی ساعت تری تھی موت آئی
اوٹھا دیتی ہون مار مار سے لہو
برنگ شعلہ و دود آہ تھا ساتھ
برنگ مے تھا کیفیت مین جلتا
ہوئی ہر بات مین لکنت زبان گیر
اوسی گرمی سی دل گھبرا گیا تھا
ہوا لگ وہ مثل کیک شجرف
نشانی پر جو دیکھا تیر آیا
تری خاطر سے اک راجہ او جاڑا
لیا کاندھی پر اپنے مرگ چھالا
تو گر آگے [illegible]
یہ خون ناحق گلے تیری پڑے گا
خیال اپنی مین عشق اپنا چھپا کر
کرونگی خاک کی رتن جان تاریک
کہو مجھ سین بہ جاوے نگے بدنام
پر معشوق آپے نام ہے گا
ملاقی کردیا ہی تو بچ غم سے
تو بچ جاویگا سب باتین ہمارے
ہوا رخ راست جا رہے پر بہار
سفیدہ آنکھین ہو مین جیون نہنا

پہلے نسخہ تھا نظم آرائی میر ضیاء الدین عبرت کے

کیا ہوا ختم بچہ حسن ضیاء الدین سے

الف سے تا شوق و غم مجھکو ہون ... ۱۲

اور ابتدا طبع آزمائی سید غلام علی حسرت کی

کہ عشرت پیکے تو الفت کا اک جام — مرے خاطر سے سکو کر دی تمام
کہ آہین روح بھی عبرت کی ہو شاد — دعا خیر سے مجکو کرے یاد

غرض قصہ یو ہوا رہ بجاوے — جو ہین مشتاق اونکی کام آوے
سو ہینی شوق کی خاطر بجا لسے — کہ ہین مشغوف سرے اعلی عیان سے

اوٹھا کر اپنی کلک درفشان کو — کیا تحریر یون اس داستان کو
کہ سنکے سب بیان وحشت انگیز — ہوئی الفت کی آتش اون مین تیز

جو دو دا کد ان مین دن چلا آیا — پدم نے یہ بہانا خوب پایا
اگرچہ تھی وہ دل از دست دادہ — ہوئی بیتاب پر حد سے زیادہ

غرض گھبرا اٹھی سے دل کی واہ — پرستارونکی جانب دیکھ ہمراہ
لگے کہنے کہ ہان ہو جو سوار — کرونگی سیر گلشن ہو کے تیار

ہی بہت سی مزنگ غنچہ دل تنگ — چمن کا ہو کلید قفل آہنگ
کہون کیا مین کہ دیر قلم اوان — سواری کا ہوا سو جو دسامان

اوڑہا ایسی ساقی ہست خود کام — پلا مجکو سے گلرنگ کا جام
سواری باغ مین آئی پدم کے — لکھون تعریف اوس [illegible]

سیر باغ کو پدماوت کا جانا اور تنہائی مین چند شعر عاشقانہ پڑہ کے دلکو بہلانا

چمن مین سکی آمد کی ہی تشاد کو آئی ہی — کہ ہر اک پہول شبو کا جو تنہائی ہی
لئے ہمراہ خیل ماہرویان — بہار آسا چلے سوئے گلستان

قریب بتکدہ تہا اوسکا اک باغ — ہی جسکے رنگ سی باغ ارم داغ
قیامت سرو اوسکی کوی خیابان — خجل ہو دیکہ جسکو قد خوبان

صفا اور نگین غنچہ و گل — فدا جسپہ سراپا جان بلبل
وہ سنبل یا کہ مثل زلف خوبان — بلا ہی خاطر جمع پریشان

وہ عالم نرگس شہلا کا ای یار — شفا بخش مریض چشم بیمار
وہ سوسن بازبان حال اکہال — کرے عاشق کا استفسار احوال

وہ جہاڑ انجو مین اسطرح سے — بہی چشم عاشق جسطرح سے
بہری نہرین مین پانی مثل سرشار — نسیم اور سایہ ہو اور ابر

صراحی جام سے وہ غنچہ و گل — جنہین دیکہی گئی دل کی گرہ کہل
کہین نسرین کہین یاسمن ہے — جدا ہر کو سے گل مثل چمن ہے

کسے جا سوگرا اور موتیا ہی — چنبیلی اور کہین بیلا کہلا ہی
بہار جعفری رنگ بدخشان — جدا کہتی ہین اپنی اور سی آن

نوا ہی کو کلا وحشت فزا ہے — وہ غل قمریان کو کو سرا ہے
صدا کے طوطیان و عندلیبان — خراش سینۂ آفت نصیبان

فصیلون پر جہن کے رقص طاؤس — ہو رقاص فلک جسکا [illegible]
وہ سرگرم ترنم فاختہ ہے — غرض اک عالم بیساختہ ہے

وہ ستی سے تاک کی غارت گر ہوش — لگا مین تاک [illegible] اگی ہی نوش
ہوئی داخل جو وہ اس گلستان مین — بہار آئی گویا باغ جنان مین

پرستارین جو لاکہون گلبدن تہین — کہو نکیا رونق صحن چمن تہین
صبا نے فرش گل ہر سو بچہایا — پدم کو میہمان ایسا بنایا

گلون سے عطر دان اپنی کیے وا — معطر مغز ہوتا میہمان کا
بسان چوبداران اہتمامی — ہوئی نرگس عصا لیکر سلامی

وہ بنگلا تہا جو اس گلشن مین تعمیر — نہین ہو سکتی خوبی جسکی تحریر
کہون کیا اوسکا [illegible] — کہ تہا روی زمین پر قصر جنت

ذرا وہ میں لیکے وان وہ شعلۂ نور — لگے پہرنی چمن مین جسطرح حور
گمر وہ خادمان تہا اوسکی ہمراہ — روانہین جون ستارین [illegible]

پہری کوئی کسیکو ساتہ لیکر — خیابان چمن مین [illegible]
کوئی ات وان کی سیر [illegible] ہو — کوئی مل مل کے [illegible]

بہم لے چند گل کو بستہ کر کے — پہری کوئی لے گلدستہ کر کے
اشارہ کسی سیکو کرے [illegible] — کسیکو کوئی کچہ عالم کہا دے

گل سوسن سے کوئی ہمزبان ہو — کوئی نرگس سے باندہی ٹکٹکی تو
چہپیلے کوئی اپنی قد کو کہلا — کرے سرو چمن [illegible]

اودہر اوو ہر ہو کوئی مست بیباک — لگاوے خوشۂ انگور تاک
ہی کوئی توڑنیکو سیب آتی — ای کوئی توڑ [illegible] ناشپاتی

انار ذیکی کوئی دانے نکالے — چبا دانتون سی [illegible]
اوچہل کر کوئی نارنگی کو توڑے — [illegible]

کہوئی غنچہ دہن او عشرت گل — پہری گاتی ہوئی مانند بلبل
غزل خوانی کرے کوئی خوش آواز — [illegible]

کسیکے پاؤن پر کرے سر کا سایہ — چہپا جاتی تہی کوئی کچہ کنایہ
کوئی [illegible] ہو کسی — [illegible]

اگر مرجہایا گل تو دیکے غافل — بلا شک اوسکو ملے جانیو دل
کسیکو کوئی [illegible] — [illegible]

کسیکے پاس کوئی اور کوئی دور — [illegible]
[illegible] — [illegible]

اکڑ کے جب چلی وہ سرو قامت — نہ قامت بلکہ سرتا پا قیامت
کری قمری نکھو نکر جلوہ قد آرے — کہ ہی پامال کبک کو رفتار سے
کہیں زلف معنبر کو وہ کھولے — تو لاکھوں پیچ سنبل کی [illegible]
دلی و لمبین نوا وس طرح طوطی کی تاب — سکھایا ہین عشق کی تعین جسنے کتاب
ادہر اودہر پھرے وہ مضطر حال — سجان دل غم و الفت کے پامال
گل و بلبل یہ دہر یا صد بہانہ — پھرے اشعار پڑھتے عاشقانہ
رہون دیدار کو ای مہرباں بند — سراپا چشم مین نرگس کے مانند
نہین ہی باغ مین سیر دو بیاہ — ہی سینہ اس دل پر درد کی آہ
لبسان سنبل گلزار ای جان — تری دوری سی ہون نہین پریشان
اسی صورت کی وہ اک شعر پردرد — اکیلے ہو گئے سب ہا یا وہم سرد
پلا ساقی شراب ناب انگور — کہ جسکے نشہ مین ہو مست مسرور
بہکتا باغ سے تبخانے جاکر — صنم خانہ کا عالم دیکھ آؤن

ایک سہیلی کا تبخانے مین آنا اور رتن سین کا جوگین بنی دیکھ جانا

سخن کے شہر کرتا ہی اول شہر آسرے — کہ گلچین صنایان گلشن گل کہا
غرض گلگشت کرتی وہ جو دا آرا — پھری تھی باغ مین محو تماشا
کہ ناگہ اک پرستار وفادار — لبسان طوطی گلزار طرار
نکل آئی چمن ہی سو صحرا — کہ وحشی طبع کر اکثر ہی بہاتا



چلی سمت صنم خانہ وہ مہرو — کرے نظارہ تا رو صنم کو
یہ دیکھا اوسنی کر کے ان گذارا — کہ ہی کنارہ اوسنے صد ماہ پارا
پرستش کو صنم کی وان تھی آئی — نظر آئی تبھی نہین اک خدائی
جو ہین بیٹھا وہ جوگی ماہ پیکر — ہوئی آئینہ حیرت سراسر
بچھا کر مرگ چھالا اپنا اپنا — جدہر دیکھی ہر اک جوگی ہی بیٹھا
بھبوت اپنی ملی تھی گو وہ تن — صفا جیون آئینہ تھی وہ جبین ان
وہ حلقہ کان مین عار تکبر ہو پوش — دل عالم ہی جنکا حلقہ در گوش
وہ زرین انڈوبان جیون ہی پیالا — وہ ہر اک پاس اک اک مرگ چھالا
لباس اونکا وہ نگین کہ پالی — برنگ ساکا مہرہ اک خدا سے
وہ عالم اونکا کیا کیسے کہ کیا تھا — کہ جس پر اک جہان جوگی بنا تھا
کوئی ہاتھو مین سمرن لے لیے کر — دھیان و گیان مین کہتا تہا ہر ایک
وہ عالم اونکا تہا اک جا ہی عشق — نگہ بھر جسکو دیکھا کرتے ہی عشق
خصوصًا جب نظر آیا رتن سین — گیا سب بھگتی ہی صبر او تمکین
عجب عالم مین دیکھا اوسکا عالم — کہ یہ عالم ہی عالم مین بہت کم
وہ صورت رشک مہر و ماہ کنعان — سرور خاطر طبع عزیزان
ہی بیٹھا صندلی جوگی کی بچھائے — بھبوت اپنے بدن اوپر لگائے
وہ سر سے تا قدم ہوی پریشان — تہ ابر سیہ مہر درخشان
وہ پیشانی کا اور ابرو کا عالم — ہلال ابرو کہ گویا ہین یہ باہم
کہون کیا وہ سرہ تیر جفا شعار — جگر سے ہو جو اک ہی تار مین یار
قیامت چشم مست اوسکی وہ [illegible] — کرین جنگل پہلی کو بل مین بیلہ
سنبل کیطرح کان تک ہی سکے طرحدار — وہ سند سا دہن تنگ و شہوار
بیان کیا کیجیے عارض صاف خوشتر — صفا گل جیلین ہون دیکھ رنگا
وہ بینی دیکھکر عالم ہی کہتا — الف ہی بینی قدرت کا کھینچا
کہون کیونکر نہ غنچہ اوس دہن کا — کہ مہر طلق نہین جس مین سخن کو
وہ لب یاقوت پا گلکر گہر ہین — وہ دندان غیرت سلک گہر ہین
کہون کیا اوسکا وہ چاہ زنخدان — کہ چاہ مسکن صد ماہ کنعان
بیاض گردن اوسکی دیکھ پایین — نہ ہستی سی نہا ہو سرا و شاہ گہن
وہ شانہ اسپ بازو او [illegible] — کہ عاشق جنکے ہی ہلاکی [illegible] آئے

وہ گویہ غیرت برگ چنار ہے
منظم ویسا ہی کو صاف و ملایم
کہے ہی خلق جسکو سو کر ہے
وہ زانو کی صفائی اور ملاحت
غرض سر سے وہ لی تا ناخن پا
لگائی آنکہ دیوار سیمین پر
کہ آئی وہ گل باغ جوانی
غرض وہ کہینچ آہین سرد دل سے

خدا اسکی صوت ہین سارے
کہ ہو محفل کو جس سے شرم دایم
میان ہم بہی را دیکہین کدہر ہی
کہ آوی دیکہ آئینے کو حیرت
بلا بالا قیامت سرو آسا
پدم کا منتظر بیٹہا تہا مضطر
سر آگشت سیر بوستانی
یہ پڑہتا تہا غزل اک دردِ دل سے

صفائی سینے کا عالم کہون کیا
نہو دل تا فلک کیون دیکہ بیتاب
سیرین بہی کمر کے جلوہ گر ہین
عجب وہ ساق سیمین شمع کا نور
باہم عالم کہون کیا وہ تن سیمین
کہ یعنی جب گلشن کو چلی ہے
سو یہ تہا منتظر اسکی قدم کا

اکہ ہی اک صندلی لوح صفا
کہ عشق خوبی کا ہی گرداب
کہ اک رشتی ہین لٹکے دو ہین
سر سر حسن خوبی معدن نور
دل و جان کو ہو جس سے راحت
خبر طوطی نے پہلے اسکو دی تہی
کہ جلوہ دیکہی تا جان پدم کا

دکہا جلوہ تجہی او مہر تابان
چہٹا کر بادشاہی پیر نے غم
قدم رنجہ نہین کرتا تو اے گل
تری در تک تو آ پہنچا ہون مر

شب فرقت سی تا سو در ہا ہے
مری صوت ہی جوگی کی بنا گے
تو شاید یاد نہین منہ کے لگائی
ملی محفل ہین کیونکر سمائی

صبا نی تیری مقدم کی سنائے
بسان بلبل رنگ ہیلی
بہار باغ دل آ دیکہ سیر سے
دکہا صوت کہ ہون مانند بلبل
سر بادشاہی ہی ہی عشرت

تن بیجان ہین گویا جان آئے
بیابان کی محبت سی جا کراو شرائے
تجہے سیر گلستان گر خوش آئے
سیر آیا ہم گر ریخ جدا سے
مجہے خوش تیری کوچی کی ہدا سے

غزل یہ درد دل کی پڑہ کے وہ ماہ
پرستش گاہ عالم لب ہی پر
کوئی کیسا ہی یان مغموم آوے
کبہو افلاک کی جانب نظر کر
بلندی پا ہی کب سیر ستارہ
ستمدیدہ شب تار جدائے
تری ہی سی جو کیفیت ہین پاؤن

صنم خانہ مین جا کہتا تہا بارہ
مرا او خلق بر آتی ہی اکثر
نہین ممکن کہ وہ محرم دم جاوے
غم دلسی کہی تہا آہ بہر بہر
ملے تجہسی آ وہ ماہ پارہ
بدل خواہان و عار و شکنا
تو پہر اور ونکو بہی عشرت لاؤن

تمہارا جگ ہین ہی وہ آستانہ
حصول ہر تمنا سکو یان ہا
مرادِ دل مری سب ہے تمہارا
کہ کب ہی گردش ایام تمہارا
طپش سے غم کے وہ مہر درخشان
شتابی سا قیا اک جام بہر دے

کہین ہین جسکو مسجود زمانہ
تمہارا فیض عالم پر عیان ہے
بتان امادہ کر دو جلد للہ
قران مشتری ہووےگا یا ماہ
بسان ذرہ بیتاب حیران
کہ جو ملتی ہی مجکو سست کر دو

رس سیمین جوگی کا مذکور کرکی غیرت دلانا

سہیلے کا پدماوت کی پاس آنا اور ناز

شفیان آ کے زاہد بتخانہ کیجا ساہی
پرستش کو صنم کے آج کیا ہے

یہاں لسنے یون فسون جوان محبت
جو دیکہی آدمی یہ جوگی کی صورت
می جو بین سی اور جوگی کی ہکیا
کہا ہی سر تا قدم سر تا یہ حسن
یہا لسنے بتکدہ وہ جو قرین ہی
کہون کیا ہین ہزار و سیمین جوگی
اور انہین ایک گورا وکا جو ماہ
خدا جانے کہ ہی کسکا بڑے گے
کیا تہا پہر تری ان ترک گو راج
بیان کیا کیجیے جا ہی عجب سی
پرستش کو صنم کے جو چلے گئے

کہی ہی داستان عشق و محبت
سراپا ہین اور خوبی کی صورت
ہوئی تہی لسکہ مست عشق سرشار
حدیث عشق الفت ایہ حسن
زمین باغ سی جسکی زمین ہے
پری کی شکل پر غم کے مرگی
وہ سب ہین فوج اسکی اور وہ شاہ
کہ نکلا اپنی گہر سے بن کی جوگی
نہ ایسا ہوگا جیسا ہی آج
کوئی شہزادہ عالی نسب ہی
مری کہتی سی کیا ہی کہ لیوگی

پدم کہم وہ پرستار وفا جو
کہون کیا ہین کہ صورت آئینہ جبرا
غرض جون لوٹ میں تما شا کی
عجب دیکہا ہی سینے ایک عالم
وہان آج ایک حلقہ جوگیون کا
سبہے سو لیے سکی یا ہم بیش
عجب صورت سے وہ ماہ کہر سے
سنا تہا اگرچہ کوئی چند کا حا
کہون کیا ہین اوسکی دیکہی حالت
وہ یا ہی یہ کیسی راجہ کا بیٹا
شتابی جا بدی ساقی نگر دے

جو آئی تہے وہاں طوف صنم کو
نسیم آسا چلے سوئی گلستان
کہا سب نے صنم خانہ کا احوال
کہ جا ہی حیرت و حسرت عالم
خدا جانے کہاں سے آئی اوترا
سنان خاطر ہی دل ریش
زمین پر دوسرا اکو یا قمر ہی
یہ ہی آدمی سے زیادہ اسکا احوال
جگر بیٹہا ہی اور آئی ہے قیامت
کہا نہا جو ذکر سے راج آیا
کہ ہی نہیں سی ہین ہو تا ہین

ملاقات پدم ہی این تن سے | ملی ہی عندلیب نوگہن سے

دونون پر عالم بیہوشی اور بیخودی کا آنا

پدماوت اور رتن سین کا سامنا ہوجانا او

خدا کیواسطے ایدل نہ یون بیخود ہوجانا | کہ تیری جذب الفت سی وہ گلفام آج آنا ہے



زبانی اوسکی سنکے حال سارا
غرض ون بہی پرستش کا تہا اوسنے
کہڑی ہو دست بستہ کہینچکر آہ
ہماری ساتہ کی سکہیان یہ کہتین
کہ صدقے تیرے ای ماتا ہوا نے
عبث پتہر کو سینے سے جہکایا
غرض اک دیر مین نکلی وہ مہرو
عمارت وہ جو سمت شرق بانی
بہانہ جو تہی اوسکی بس کہ واہ
کشش تہی بسکہ عشق گدا کی
ادہر تو اوسکی تہی ہی انتظار
کہون کیا عشق نے جلوہ دکہایا
وہ گہایل اوسطرف تیر مژہ سے
اوتر ڈولی سے اور صندل منگا کے
رنگی کٹری جو تمنے تو ہوا کیا

چلی طوف صنم کو وہ خود آرا
کہ دان پر یہ گئی مہر دل افروز
لگے یون عرض کرنی سب کہ واہ
دیا سبی آپکے دولہن کہاتین
ملا دی جیسا کوی مجکو تانے
کہ مطلب ایک بہی لینے نپایا
کہ چلیے اپنی پہر دولت سرا کو
سوا اوسمین وہ گر وہ جوگیان کا
کہی سطوت اونسی حسب دلخواہ
کہ آ پہونچی سواری بادشاہ کی
کہ آ پہونچی پدم کی دان سوار
ادہر اسکو ادہر اوسکو غش آیا
ادہر بسمل ہوا اوس تیغ نگہ سے
لکہا اوس ست کی چہاتی پہ آکے
بنی جو گی نہ لیکن جوگ سیکہا

نہایت مضطرب ہے سر و قامت
پرستش کا اونہونکی ہی جو دستور
تمہاری دیو جی جیری کہا دن
کہیے سوت سی جا کر کالکا کے
بہت لینے اوسکو آتی کچہہ ادا اسی
جواب آتا اوسے کیا اون بتو
کہ یہمین وہ پرستار وفاکیش
زبس ہی حسن سی اونکے سراسر
محانہ مین بصد شوکت ادہر کو
پرستارین جلو مین اید ہر اودہر
اوٹہایا جو ہین پردہ اونسی یکبار
ادہر اودہر ہوئے دونون بیہوش
افاقہ کچہہ پدم کو اوسمین آیا
ہوئی حالت ابہی ہی تمہارے
عجب یہ ہی تہی ای یار وہ پرجوش

گئی اودہر کو با شور قیامت
بجا لاکر سراسر عنبر تر چور
تعجب ہی مرادِ اپنے نپاؤن
فدا ہو تہکے اوسکے یون کہی تہی
یہ ننگ آکر تو یہ کہتی وہ طناز
کہ دیکہہ اوسکو وہ آپہی مر گئی تہی
لگے کہنے کہ ای رانی وہ دروبار
بسان مطلع خورشید وہ گہر
ہوئی جبہی روانہ وہ پری د
ہنور قربان جیسے گل کے اوپر
نگاہین دونونکی باہم ہوئین چار
کمال نشہ مین جیسے قدح نوش
کہ اونسی آپ کو اپنے مین پایا
برار آوینگے کب صحبت ہمارے
کہ ساقی اور ہی دونون ہین بیہوش

خواب دیکہنا پدماوت کا بیچ تصور رتن سین کی اور تعبیر پانا اوسکی ہمدمون سے

نہین وہ چہوڑتا دامن پہر بیکو وہ یہ جو
وہ حلقے کان مین تہی جو اوسکے
زبس مضطر نہایت مثل سیماب
ہوئی شب اور ہی غارتگر جان
بیاد دلبر جانان اختر کار
غرض بیٹہی وہ تخت زر پہ آکے

خفا ہوتا ہے کیس کس شکل ور دور جنیا آرام
ہوئی حلقہ بگوش اوسکی وہ دلبر
فغان و نالہ بر لب چشم پر آب
پہ رنگ زلف پیچ و پریشان
ہوئی بر رسیے شب کی صبح اوٹہا
ستھا اوسکی سہیلین گرد جاکے

حروف رمز چہاتی پر بنا کے
پہنسا کر دل کو جوگی کے جٹا مین
طپش سے دل کی از حد نا گوارا
تصور تہا اوسے زلف رسن سے
اوٹہی عادت سے اپنی وہ گل اندام
لگی کہنے اونہونسے شک مہتاب

چلی القصہ وہ صندل لگا کے
ہوئی رونق فزا دولت سرا مین
غرض جو نون وہ گذرا روز سارا
کٹی القصہ بصد رنج و محن سے
نہ آیا تہا اوسے از بسکہ آرام
رہا ہی ہلال رات ساری آج بیخواب

دل نکلا سے ہر گز نکل نیا سے
کہ نکلا غروب سے خورشید انور
ہوئی اس سے اودن گدہ او چنگ
پرستش کو گئی تہین کل جو تہم رنگ
کہ راجہ مست مغرب سے کوئی آئے
ملا او کہا کوا نرو جسطرح سے
سہاگ او رہاگ ہو کے سنایا
پلا ساقی مجہے جام سے ناب

لہو نکلا مین غفلت کچہ نہ آئے
طلوع ماہ ہی ہی مشرق اوپر
نہین معلوم کچہ اسبات کا دہنگ
ہوئی تہیر و یابت کی نمایان
تو بس شادی تمہاری اوس سے پیاری
ہر او ہے تیرا مطلب اس طرح سے
کہ ہو یہ خواب بلدی آشکارا
کہ دل میرا ہوا جاتا ہے بیتاب

گئی مین سو سحر گاہان جو بیتاب
طرف مہتاب کے ہے مہر آیا
سنے ہمراہ و نے اوسکی جو تقریر
مہ و خورشید مین میرا و وزلن
بر آوی گی اگرچہ مطلب دل
اندیشو نے یہ ہی تعبیر اوسکو
او دہ ہر ابات سی خوش و شکر کب
ہین تیرے جام سے ہو مست شاید

عجب عالم کے دیکھی طرفہ اک خواب
بہم رو تو نے اک جا وصل پایا
کہا اس خواب کی ہی گی یہ تعبیر
ہوا اس بات ہی دل پر یہ روشن
یہ کوئی جنگ بجا ہو کے مقابل
تمہارے دل کو راحت اور خوشی ہو
کہ ہو تعبیر ظاہر خواب کے کب
اگر ون راجہ رتن کو غش آ ہی گیا

رتن سین کا ہوش وحواس مین آنا اور اپنا حال مصیبت کا تنہائی مین شیو کو سنانا

جدا کیسا تجہسے کو جانان تم رتن کرتہ
کہ یان جبدم رتن کو ہوش آیا
کیا خونناب دل انکہون سے جاری
وہ ہوش آیا تہا بیہوشی کا دریا
نہ دیکھی پر تو وہ جو گے بنا تہا
تصور کر کے اوسکا قد و قامت
اگرچہ صبر تہا غم نے جلایا
غرض حالت یہ اوسکی ہو گئی یان
پدم کی شکل او سجا یہ نبی ستہے
وہ نکہڑا تہا جو اوسکا ارغوانی
اوڑا جہرے سے اوسکے رنگ جوبن
محبت نی کی دونون دل مین تاثیر
رہی جبتک اسی صورت شب و روز
صنمخانی مین جا کے وہ پری زاد
عبث اک عمر یوجا تجکو مینے
عبودت کرتا حسب دلخواہ
کہاں کشتی مری لیکر ڈوبا ہی
تجہے جسشمع سے ہی مثل خس لاگ
مرا خود حال غم سے یہ بنایا
کہون کیا مین کیہ پریان چہوڑ کیلاس
زمین پر چرخ سے یان آشکارا
درستا پر منگاکے چوب انبار

وگرنہ پیدا پیتا تو عشق کا ذکر ہوتا ہی
تو جلوہ یار کا اپنے نہ پایا
لگے افسردہ ہو نے بیقرار ے
اقامت سے تہی کچہ عشق ہی ہلا تہا
جو دیکھا تو کہون مین حال کیا تہا
سراپا سکے یہ ہولی برپا قیامت
رہا تہا کچہ سو آنسو نی بہایا
کہ رہ جاتا ہی قالب جیسے بیجان
کہ اوسکو جبدم جا نکلنی ستہے
ہوا ہی رشک رنگ زعفرانے
خزان دیدہ ہو کوئی جیسے گلشن
ہوا پیوست دونون دل مین آکر تیر
مہ و خورشید با داغ دل افروز
سدا شیو سی لگا کرنے یہ فریاد
کیا مطلب نہ میرا آہ تینے
غرض ہی شیر کی مشہور ہمراہ
نہ ای بت تونی کی یا خدا کے
گئے بہڑکا کی سو ان ہی آگ
کہے تو ہو گیا پریون کا سایا
یہان کسواسطے آئین مری پاس
کیا تہا چاند تارون نی گذارا
ہوا جلنے کو وہ ... بیقرار

پدم کا لکہ کے حال بیقرار ے
لگا بیتاب ہو ہو کر وہ رونے
بسا دولت کہ آید بر گذر گاہ
غم آیا او راوسپر فوج در فوج
جسر کی ہی فی کچہ قدم کے
کہون کیا دیکہ لیف اوس کیا
ہوا غم پر غم دیدار طارے
کیا صبر وتحمل نے کنارا
اوسی ان دیکہکر آتی تو آئی
ہوئی اوسکی وہ کیفیت سست آنکہین
غم جو گی یہ کچہ دل مین سمایا
او دہر اوسکو طپش اسکے آلم
کہ اکدن تنگ آگی ہاو دل ریش
کہ ای بی فیض مستک تیرا کہسا
تری کو جی کو مین سمجہا تہا گلزار
قدم تیرا تہ مین آدمی کسکے
صدا یون ہتکدہ ہی اوسکو آئی
کہون کیا تجہسے اپنی حالت زار
مجہے رہ رہ کے ہی گا یہ پر کہا
جو آئین تو گئین پہر کیون شتابی
رتن نے جو جواب صاف پایا
ہوئی بس جی مین اپنی آوتی سمانی

رتن کی اسکہون مین او دردار ے
طپش سی دل کی اپنی جان کہوئے
چہ مرد آگہ نباشد گم کند راہ
کہ جوش بحر جیسے موج پہ موج
نظر کی سامنے صورت پدم کے
درد لیا سکے او سپر ہوا ور ا
لگی افسردہ ہونے بیقرار ے
جو بحر درد و غم نے جوش مارا
دل بیکل سے لیکن کل نہ پایے
لبان مردم رنجور پل مین
کہ دل ہی دل مین آجو گے بنایا
او دہر تہی مبتلا یہ اوسکے غم کے
غم دوری سے اوسکے مرد درویش
نہ آخر تو ہوا میرا مددگار
سو وہ پر خار نکلا آخر کار
تو البتہ کماری ہی یہ ڈوبے
نہین یان کچہ خبر اپنی پرائے
دو دکسکے کری ہو کے جو بیکا
یہ جیدا کری یا کچہ خواب دیکہا
مجہے جیون عاشقان بیکر خبر اپنے
کہون کیا کیا ہوا دسکے جی مین آیا
عبث ہی شیخ مسان نہ نکالی

نہ پہونچی گرچہ ہم اوسکے قدم تک
کوئی ہم مین بہی آکی تئین بچالو
جو ہووے آکی اپنا یون قدم بوس
بیان کرنے لگا احوال سارا
مہارا جو مکان ہی وان پہ آکے
کوئی دم مین جلتے ہین جیسون کا ہ
جلاتی اوسکے بس عالم کو ہی آگ
بدل کر جیون کلنکے بہیس یکبار
سوار گاو کاندہے مرگ چہالا
لیے کنٹہی وہ ڈورے اپنی سنگ ہاتہ
مہادیو اس طرح جسے آکے پونہچا
ہوئی مہاری تجہی کیون زندگانی
الہی کیا تجہے ابی حیرت باغ
سر سنگ چشم تیرا کیون ہی ڈہلتا
کہی تو کون سمجہانے کو آیا
کہون کیا تئین تجہے غم کا رو گے
پرستش ہنی کی یان دیوتا کی
بر آئی جب تیرے آرزو یان
تہو وے بر مین اپنا جسکہ دلبر
تو بہی پہر کہ تجہے اب کیا کرونین
بلا وہ بہی کہ سوچ ظاہری جا ملین

غبار اپنا تو پونہچی کا پدم تک
شرار درد و غم اسکا بجہالو
نہ کیجے آپ ہی پہر اوسکو مایوس
کہ جلتا ہی کوئی جوگی بیچارا
ہی یون بیٹہا غرض ہوئی لگاکے
کیا القصہ مینے تمکو آگاہ
تو بیکر والسے مین آتا ہون یان سنگ
ہوا سنگل کی جانب کو وہ ٹہیا
کئے ڈالے گلے مین اوبالا
چلا وان سے وہ گورا پاربت ساتہ
رتن جلنے کو جس جا مستعد تہا
جو کہتا ہی تو اپنے زندگانی
بزنگ لالہ کیون کہاتا ہی تو داغ
بسان شمع کہ تو کیون ہی جلتا
جلے کو اور بہی وہ نا جلایا
بنا عشق سیہ سے ہوئین جو گے
تمنایان نہ بر آئے سو میرے
تو مین ناچار جلتا ہون شتاب
تو پہر اس زیست سے ہی مرگ بہتر
جیون کیا خاک بہتر ہی یہ تن
جو سرا پنہان ہون سے نظر آئینا

لگا ہونے تو نہین اوسکا چرچا
اگر جل جائیگا جسم یہ جوگی
ہنومان اور بہین اوسکا دیکہا احوال
جلے گر آپ ہی تنہا تو پہر کیا
ہزارون ساتہ اوسکے جوگی چیلے
اگر کچہہ نام پر بہی اپنی کد ہے
غرض سنکر سدا شیو مستعد ہو
گلے مین استخوان چند اور ہار
جبین پر ماہ اور ہو کے پریشان
چلو مین ساتہ ساتہ اوسکے ہنومان
بہم کرنے لگا اوسسے یہ گفتار
فلک نے ہی کیا مصیبت تجہہ پہ آکے
تجہے ایماہ سچ کہہ کیا الم ہے
تو وہ بولا سپند آسا جگر کر
مجہے ہی عشق کی آتش نے پہونچا
جو دیکہی ہی مجہی تو شکل محتاج
سدا شیو کا مجہے اک آسرا تہا
نہو وے پاس اپنا جبکہ جانی
بہا تک آرزو مین گہر سے آیا
اب اے ساقی مجہے جام بہر دے

کہ ناحق ہی رتن آتش مین جلتا
پڑی گی پہر سبہون پر مصیبت
سدا شیو پاس جاکی ہم مین التجا
ہمین بہی ساتہ ہی جلاتا
کہ وہ بہی یون ہی اپنی جی پہ کہیلے
تو اسی شیو اونٹے وقت مدد آ
چلا لے ساتہ گورا پاربت کو
بہم ڈالے ہوئی جیسے کو ئی رنگ
سہانا ماہ جیون سست دگر
تغیق حال عاشق پریشان
کہ جوگی کیون ہی تو جلنے کو تیار
جو تو نے آگ ہی اسجا لگائے
ہلال آسا تو کسکے غم سی خم ہے
وہین قدم ہو سکے اور پر سنگ کر
جلایا تو نے سوا آذر دونا
سو مین آیا ہون اپنا جہو کر راج
کہ حاصل ہوگی یان میرے تمنا
تو پہر کس کام ایسی زندگانی
غضب ہی یان بہی سوختہ نبایا
کہ جسکا نشہ میرا کام کر دے

گورا پاربتی کا پریزاد کی بہیس مین آکے رتن سے ملنا
کی آنا اور عاشق کا پل پہ ماو تکا جانا پہر اوسکے پاس جانے کے بہانا

سنے لگی پہر مجہکو ہمیشہ اسجا کہ عاشق کو
سدا شیو سے ابہی وہ غم کا پایا
کہ پہر امتحان عاشق نہ ار
اوٹہا گر منہ سے پردہ و پردہ آ
کہ تو اے نوجوان کسکا ہی بل
زبان پر لا پدم کا نام یکبار
لگے کہنے یہ گورا اسکے آگے
نہ اپنی شکل پر کچہ رحم آیا
اکہاڑا تو نے اندر کا سنا ہے



فلک پہر کس کس شکل سے دکہلاتا ہے
بیان کرتا تہا اپنی غم کا احوال
بنا گورا نے شکل اپنی نمودار
رتن سے پہلے آکر حال پوچہا
ہی کسکی تیغ ابرو کا تو گہایل
ہوا وہ عاشق دل باختہ زار
کہ تو عاشق ہوا ہی کسکا جاکے
کہ اوسپر حال یہ اپنا بنایا
جہانکا حسن زیبا دوسرا ہے

ہر اک صورت وہاں رشک قمر تھی
میں ہوں فرمانروائی کی تو چشتین
نہیں عقل ہی تو بہرہ ور ہے
کر اب اس کی کرن سے کی گدائی
فغاں لیتی ہوا پھر کے التشنہ
یقین کر نہ مجھسے تو ای بیباک
مجھے جب غیر اوسکی کچھ بہاوے
تو کیا گر جور ہووے آ بمقابل
ورا یا پھر گزشت ور رہو
سد شیدوسی یہ کی پھر سکے تقریر
فغاں لب ہی جو بارخ زرد
کمبھارا اسکے دل میں آسرا ہے
رتن باتیں اسکی سنکے باسم
ہوا معلوم مجھی دیوتا سے
سوار گاو با شکل کلنگ کے
گرایا ان پہ فورا اوسکی جا کے
لگا کہنے کو آیا تھا میں تم پاس
خدا کا شکر سو تجھی دیا سے
مراد دل کی مرا سب تم ولادو
کہا او سن فی باتنی بات کیا ہے
مشکل ہے جب تلک پہنچی تجھے رنج
نہ پہنچی جب تلک تجھ صدمہ خار
نہ کچھ ہے رنج سفر جب تلک ساتھ او
نہیں ہوتی کبھی ایسی شتابی
اگرچہ یا تو آنا ہی تو مشکل
شتابی منزل مقصود دیکھی
کوئی جب شہر سے باہر کر جاوے
تا کہ اک سمت ہی اک چشمہ آب
کہ اسمیں ایک دروازہ ہی نہاں
مبادا این پہ گردش کوئی آ
جدہر ہی مد نظر یہ راہ تجھکو

تمہارے داغ جس نے دل پہ پائے
ہر اک نکتہ ہی میرا و فن حسن
تو سہنے مجھسے کب کوئی بشر ہے
کہ بخشونگی میں تجکو بادشاہی
کہ ہاں اک سیمورت کون ہی تو
کہ ہی سب تجکو دس پن اک خیال اور
تو لطف دسن تیرا الکب شکل تو
تو التہ تصور اپنا کر سکے دل
بہر نے گو تو تجھسے سیر ہو
کہ اسیر کر چکا ہی عشق تا شیر
ہی گرم نالہ ہر دم باد سرد
کہ یہ بیمار محتاج دوا ہے
ہوا اس دل ہی میں شاد و خرم
کہ اوسی بلبل بنا یہ تیا ہے
رتن نے جبکہ اوسکی رفعت دیکھی
لگا رونے زبس آنسو بہا کر
کہا اس نے پھر آوے گی غرض اثر
بوقت شب میری آ خبر لے
[illegible] سے ولادو
تھا میں دل میں شتاقی حسن کا
غرض حاصل ہو جب تک گنج
میسر ہو نہ ہر گز گشت گلزار
ہی ممکن منزل مقصود پاوے
سحر جب ہی آخر ہو نمودار
مراد دل تری ہوگی حاصل
بچشم دل رخ مقصود دیکھے
و ناحق الطلب ہر گز آوے
حد باشہر کے پائین ہیں وہ آب
نہیں اثر کسی پہ وہ [illegible]
ہر اک وہ شہر کا اعدا سے گھر جا
تو پس ہی کر چکا آگاہ تجکو

سنو دس مجلس سب ہیں تمثال پری
نہیں کچھ قید روان حسن سے
جو دانا درجہ اعلی کو پاوے
نہ کھو یہ تو جوانی ای گل اندام
مبارک حسن ہو تجکو یہ تیرا
فدا اوس پر سراسر تو جوانی
نہیں بن رنگ تجکو او جاناں
بلی ہنسی کی خاطر باغ زربفت
سنی جب گفتگو عاشق زار
سمجھ گئی یہ پدماوت کا مائل
اسی کما آتش غم نی ہی پہونچا
نہ اپنی نام کی ہوگی تہ الاج
جو دیکھی غور سے اوس کی وہ صورت
سنے تھی جو نشانی اور آثار
یقین سیاف اوسکی دل میں آیا
سراپا تک وہ جوش عشق کی تاب
بر آئی جب میری یاں آ کے تمنا
مرا احوال ہی گا جائی شفقت
نہیں تاب صدا ای مجکو فی الحال
خزاں کی دن گئی آئی بہار اب
نہ زیر آرہ جب تک سر چکاوے
غبار راہ تا ہر گز نہ ہووے
جلا کے شمع ساں جب تک تن بیا
ہمارے آرزو ای مضطر حال
کرون تیرے تئیں اب سی آگاہ
حصار شہر کے ظاہر ہیں نو در
تو وا ہوتے ہیں سدم آخر کے بند
کوئی غواص ہو غوطہ لگاوے
یہاں کے مالک کے شور نے وہ در
ورنگ سی تو وہ پھر راہ پاوے
تو جیسون غواص کر [illegible]

ستارا میں فرمیں ار ماہ گلشن
اوسی دم سر سے میر قدم سے
تو لازم ہی سفل کو تجاوے
چل اب کر کے میں یا ہم عیش آرام
نہیں مطلب بر آیا اس سے [illegible]
نہیں خوش تجکو اوس نے تاکہ
کہ بی اوسکی نہیں جینا گوارا
عجب کیا یار بن ہو شکل [illegible]
کہ اوسکو یار بن ہی [illegible]
دل [illegible] غم [illegible]
[illegible]
کلنگ اک تا [illegible]
[illegible]
سلو [illegible]
کیا لیئے سدا شیون یہ سیاپا
دو بارہ ہو گیا عالم [illegible]
سو چلا یوں اب میں پھر چلا تھا
کہ ہی کچھ پر بس رنج و مصیبت
کیا ہی غم نے اوسکی سکی پامال
ہوئی روز الم پر عیش کی شب
[illegible] شانہ زلفوں تک [illegible]
برنگ سمر انکھوں تک [illegible]
نہ ہو بزم جہاں میں نام [illegible]
ذرا کر صبر [illegible]
جو آرا ہی تجھی [illegible]
سو تجھی میں غرض [illegible]
دگر نہ غنچہ ساں [illegible]
تو جیون [illegible]
رکھا ہی حکمت [illegible]
ابھی [illegible]
کہ تا [illegible]

صدف آسا کہلا ہی اوسمین موتی
سمین جو اور وہ بہی سمین تہا

بہر اوڈ ین کو دی سا غل تہا
کبہی تو ہوتی تمسکی تیرا

غرض کر راہ ہوسکی گر تو جاوی
اوٹہا کر رنج مطلب دل کا پاوی

رتن سین کا در دولت پر کمند ہو سین
کی آنا اور برہمنون کی زبانی حرف حو اسکا ری پدماوت کا کمند ہو سین کو پہچانا



جب آیا عشق اسی ہم کہاں شو کہتا
سوال دست رزبی تجہسی میرا
تری ہمتین یہ نیکی باز بولنی
اوسی جو گیو نکا ساتہ لشکر
غرض یہ بات جی مین جو سمائی
سحر گاہان وہا نکا تہا یہ معمول
اوسی ہمینین تہین کس سی بتائین
نہ دروازہ نکو کہولا او ہی پہلی کی
مسلح جنگ کا سا ہر گدا ہے
اگر جو سیج رہ کا تمکو درکار
اگر تم راہ چلنی سے ہو عاری
رتن بولا وہ تہو تکی اسی فلانی
نکالنی قید اپنی دلکو کم ہے
یہی بہی بہیک اپنی اور خیرات
یہ سنکر بندگان بادشاہی
قدم حسن جانگہ کا بار کس ہو
اگر یہی ایسا اپنی تجہکو درکار
پہر اپنا ہی وہ عزت دار یا ہے
سنی یہ گفتگو سی نا سزا وار
کہو یہ تند سے اپنی زبان سی

کہ شاہو نکو بجا لم جیون کیدا بہرا تا ہی
اگر پہ لیکو تو ہی احسان تیرا
رتن کیسی لگا دزنکا ہین یہ
حصار شہر کی آیا وہ در پر
در دولت پہ آ دہونی لگائی
پرستار ین تہین جاتی لینی کو جو
خوشی سی یہ تہین پہولون سماتی
کہین سب الغرض مل الٹی آ کی
سمین معلوم مطلب اونکا کیا ہی
جو اہر جون تمہین ہین او ینار
تو باری ہی رتن تہین منگوا لو
کہو راجہ سی یہ میری بانی
کہ مثل حشیاں جگی کو رہم
سوا اس بات کی لمین نہ یا ہی
لگی کہنی کہ بس لیکی دو دا
دہان نام ہو کیون کہ تیری زباں ہو
نہ لیجو نام لب پہ پہر یہ زنہار
ہین رایان جہاں اوسکی سلامی
تو ہیں کہتی تم سبہو نکو سر دار
سلام وقت یہی جاؤ یہاں سی

الٰہی ساقی یار عبیر بیان
رکہی گا اس سی ہمکو گر تو محروم
سمجہا کی اوسکو جو مقصود کی راہ
در دولت جو کمند ہر سین کا بتا
کری وہ جنگ تو پہر جنگ یہ بہی
نکل کی شہر سی گلشن جلا ہے
چلا گہر سی یہ خیل پرستار
کہا راجہ سی لوگون نی چلکے
کہا راجہ نی پوچہو تو انہین جا
کہو شغل ہی تمسکا بتا دو
کیا جا ہو اگر ہم اسکا تو
یہ پرستش کی ہین خواہش
نہین مطلب کسی اشیا سی ہمکو
تری در پر ہم اپنی جان دینگی
یہ کیا گفتار ہی اپنی زبان کا
خیال و وہم بہی جاتا نہیں ان
محبت رکہی ہی اپنی ہوش دلپر
کہین کیا صفا اوسکی ہم زبان پر
یہ دیسی تہی اور جلی تہا
چلو جا دو وہ آو نی سدہار

رفیق و مونس آفت نصیبان
تو پہر او ٹہنا ہرایان سی تجہکو ہم
گیا تہا وہ سمند شیو مردا آگاہ
اوسی سو چار سو سی آگی گہیر
پہر صورت پر ہم کہا اوس سی لیجی
نکل اپنی ہو لیو ہمین الٹا لی
سو یکہا جو کیو سی وہ گلزار
کہ جوگی گہر دہین دولت سرا کی
کہ مقصد یہی کا آگی کیا
کہ کی کہربائی بہی زنگا دون
تو بنوا دون ابہی باغ و عمارت
نہ ہمین کچہ ہوس لعل گہر کی
مگر خواہش ہی یہ لیوین ہم کو
غرض ہم تجہسی پدماوت کو لینگی
ترا منہ جو پدم کا لیسی تو نام
تجہی کیا حرف نسبت اوس سی دانا
کہ بس ہی یہ خیال خام مشکل
ہی حق عزت اوسکا قدر دان ہر
نہ اور جاوین کہین گو لوگ مار
اگر جو گی خبر سی یاں ہم نہ مار

غرض یہ سنکے بولا عاشق زار
دکھاتی ہو ہمین کیا تیغ و خنجر
ہم ہی بھر الینے بس آیا ہو ہین تنگ
لڑو گی تم لڑینگے او لین گے
یہ سن باتین ملایم اونکی او ر سخت
سنی یہ گفتگو راجہ نی جسدم
عجب صورت سے آنکھین ہین خیرہ
غضب ہو کر بہت سا غصہ فرما
لڑوا نیسے شتابی جا کے یارو
کہ ای فرمانروای ملک سنگل
وہ مقصد ہین جو یا ہم خبر و شر کے
کہ آئی تہی یہان جو گی بچار
نصیب دشمنان نوع دگر ہو
حقیقت کوئی سمجھے گا نہ واجہے
مگر دی تا جو ریہ کام ست بھجے
وزیر عمدگان کی سن یہ تقریر
کمر کو کھولکر بیٹھے وہ خرسند

کہ اوٹھنا ہی بھلا ہے سخت ہو شور
نہین آتا ہمین ہی زور او ڑر
نہین مرگ او ہیبت سی جھجھک
لیلین گی گرچہ اپنا جی تو دینگے
کہ تھی وہ مستعد مرنی پہ اک لخت
ہوا قہر و غضب سے کیا وہ برہم
مثل ہی یہ کہ چھوٹا منہ بڑی بات
لگا کہنے کہ انکو باندہ لوجا
انہو نکا بار تن سے اوتارو
گدا کم یہ نہین ہین بلکہ ڈنگل
سو یہ ہو نہین ہین مطلق ابتر
گئے ناحق یہان بیچ جسم مار کے
تو یہ مشہور ہر جا بیشتر ہو
یہ شہرہ ہوگا مہ سی تا بماہی
کہ اونکو شہر مین آنے نہ دیجے
ہوئی بس دلنشین سب کے راجہ جیون یہ تیر
رہی در مثل دست مسکان بند

قدم اپنا نہین ہا نسے او ٹھانے
ہوا ہون جلسے مین عاشق پدم کا
نہین ہی زندگی کا پاس مجہے یا
او دہر تیغ و تبر تیر و سنان سے
نا نپین جا اب راجہ سے یکبار
لگا کہنے کہ ہی مقدور انکا
بھلا آوے نہ کیونکر اسپر حیرت
جیتی جو گیان ہی اوب ہین
لگے کرنے امیر بادشاہے
ارادہ آپ کا گر جنگ پر ہے
اگرچہ ختم ہوی ہی وزیر منصو
کھو ہوکو تو ہم کرتے ہین کام
نہ لاکی تاب اک در سے تو یہ انسان
یہ آیا فکر ناقص مین ہمارے
تنگ آکے آپ خود سے اے مہاراج
یہ سنکر شہ گدا کی خونسی گذرا

بیسر جاوے یہ کوئی ہم ہین جانے
ہوں تمپ شنی بار کس پنج ظالم کا
کہ ہون آہ بات ہی کچھ ہم سیان
تو یان ہی یکم نہین تیر و عام
کیا احوال سارا جا کے اظہار
کرین یہ بی ادب جو ذکر ایسا
گدا او شہ مین کچھ ہی حرف نسبت
سو میری یہ تند اعتماد غضب بلین
فقیرونکی غرض یون خیر خواہ ہے
ستم قتل کے آہنگ سے بڑی
تو بس یہ دنیا عالم مین یہ شہرہ
ابی ہمین ہو گا آپ کا نام
سیاہ ہو سے بہا کا سلیمان
اب آگی جو کی مرضی ہو تمہارے
چلے جاوینگے ہو کر آپ محتاج
قتال لشکر مجنو لسے گذرا

طرف پدماوت کی فراق نامہ بھیجنا رتن سین کا اور زبانی قاصد کے بھی پدماوت کو ظاہر ہونا کچھ حال اوس بے چین کا

شتابی غصہ ہوا دامن جا طرف جا بانکے
ہوں جسکی لٹ سے مین مست شباب
جوان اون جو گیون کے کچھہ نہ پایا
تو فیل رتن نے جو گیون سے
غرض یون کرکے یار و نسی تدبیر
سطلا کاغذ نامہ تہا دان
گل باغ حیا و سرو قامت
کہ ای آرام دل یا و ریش جان
دہان اک گل تو محو گشت گلزار
وہاں خوش خواب تو ای تشنہ کام
بہ جسمی تو دان ای راحت جان
یہ غفلت تا کجا کہدا و خود ارا
تب ہجر انکا تیرے ہو نہین بیمار

جو تو ای اتش ہجر تا بہ کی آج تا بکی
کہوں احوال جو عاشق زار
وہ در بیابان یا جاکی پہر آیا
کہ یار و اب صلاح وقت کیا ہی
کیا یہ نامہ جانسوز تحریر
کیا بس خون دیدہ و افشان
بگلزار جہان رہو سلامت
بہار باغ عشاق پریشان
یہان ہین مثل بلبل او ل زار
یہان ہین شام سی تا صبح تجواب
ہین یان جیون الف پیچ و پریشان
ادہر بھی اک نگاہ ای بت خدا را
دوا ای بت عناب لب یار

پلا ساقی شراب ناب گلرنگ
بگوش دل سن ای رانا خر میلے
نہ انکو کچھ ہوا احوال معلوم
کہا سن کہ جو مرضی تمہارے
رگ شرگ لئے بہلی اک قلم کے
رکہی بین السطور اسکی بیراز لوز
لیس آداب شوق و لگ تمنا
چراغ افروز بزم عاشق زار
وہاں سر خوش تو ای شاہد وفا
دہان تو رونق کاشانہ شمع
تو مصروف طرب مہر دل افروز
کسے سوز مجہے صورت ہو کہا
مریض ہجر سیمران کو تری یار

کہ اوس بین ہا کین جیون بینا کی د
رہی ور شہ کے جسو قت شب اند
وجود جا جیان تہا بسکہ معدوم
صلاح کار بس ہی وہ بیمار
سو آتش سے حالت رقم کے
کہوں کیا جیون جا ضعیف یہ دہور
کیا یہ نامہ جانسوز انشا
سحر میری ہی تجہ بن اک شب تار
بیان ہر پا مجہے تجہ بن قیامت
ہین یان بیتاب جیون آہ مسلم
سیہ جیون ہاں تجہ بن داغ ناسور
مریض غم ہوا ہی اک شتاد
اہی جیون کنار و کس درگ

کبھی بسمل پہ تو پھر تماشا
سر بالین پہ پھیرے ای مرے تو
تو آ پر نور پھیرے انجمن کر
پریشان لسکہ ای رشک چمن ہو
ترا ای رشک لیلے ہے جو مفتون
خیال زلف در پیش نظر ہے
خیال وصل ہی تیرا گل اندام
رکہی چھاتی پہ لاکہون غم کی پتہر
پہری سو فی پہ پرواز پایا
یہ لکہکر چشم سی کر خونفشانی
لکہی تہی وہ بہی خون لسی ہی یار
برنگ کولہ تہی سب حرف یکسان
غرض لی ہاتہہ مین وہ نامہ شوق
کہا ای پیک پری پرواز عاشق
غرض طوطی نے جب نامہ لیا تہا
رہنا خونفشان وہ نامہ ای یار
بجا ہی تار کشدن تار دیگر
زبانی بہی اوسی کہیو کہ ای یار
کہ در دل یاد اوسکا ہو کے
عجب رستی اوسکو جاکے دیکہا
جو بکہرا شعر شب ہمرہ قمر ہے
غرض اوسپہ ہوا اک بار الم ہے
برنگ گل تہا اوسکا سرخ جو تن
غرض اک شکل سے جیون غم کی تصویر
ہوئی تجہ دید جو کچہ پہر ہوش آیا
سنا ای ہوفا اوسکا کہا احوال
کہ لب اوسکی تصور سے ہی جینا
کہون کیا تجہ سے اپنی بیقراری
برنگ شام تیرہ بخت تر ہون
مجہے شام و سحر اوسکا الم ہے
سنی جیبہ اوسی طوطی نی یہ گفتار

خدا کیواسطے تشریف فرما
مسیحائی کو لا اپنے قدم تو
شب غم کے تئین صبح وطن کر
لبسان گل دریدہ پیرہن ہون
پہرا صحرا بصحرا مثل مجنون
یہی دہیان اب مجہی شام و سحر ہے
رکہی ہی مجکو زندہ کام ناکام
تری در تک تو آ پونچا ہون مین
قدم تک تیر تو مین سر سے آیا
کیا نامی کو اپنی ارغوا سے
زلبس رنگین سطر خط گلزار
کہ معنی اوسمین تہی آتش سی پنہان
رقم جب کر چکا وہ نامہ شوق
سراسر جا پرہ وہ ماہرا ز عاشق
بہت ساچوم آنکہون سے لگا کے
کہ جیسے برج مو طوطی کی منقار
کسی کوچے مین گر بہی جاتا جلکر
ہی تجہ بن زیست مجکو سخت دشوار
تو اوسکو جاکی سیل اشک ہو کے
تعجب سی اوس طوطی کو آیا
سوا اوسکا رنگ مہتاب سحر ہے
لبسان سرو قامت اوسکا خم ہے
سو ہی جیسے خزان آیا ہو گلشن
عجب حسرت سی بیٹہی تہی وہ دلگیر
تو اوس محرم کو چہاتی سے لگایا
بتایا جسکے غم نے یہ مرا حال
نہ خوش آتا ہی کہانا اور پینا
کہ ہر شب مین ہون واختر شمارے
گریبان چاک مانند سحر ہون
ابہی کیا شغل یاد اوسی ہم ہی
ظریفانہ تو کہولی اپنی منقار

عجب کیا آئی تو آرام جان یا
کہون کیا مین کہ ای مہر درخشان
غرض تجہ بن الم سی شام گلرنگ
تری غم نی مجہے جوگی بنایا
قدم سے موی سر گذری بلا ہی آ
دکہا کر شکل تو جب سے گئی ہی
جو صندل تونی تجہر کا مجہ اوپر ہے
یہ دریان بصورت طبع ناساز
کرون کیا مین کہ لب پر سخت جان یا
جونامہ پردہ تہی الفاظ اسکے
یہ آتش لبس عبارت مین ہی اسکو
لکہے جاتی نہ وہ کاغذ کے اوپر
کہا اوس طوطی سے رضوان سرا سے
کسی صورت یہ نامہ اسکو پونچا
کہا اسمین لگا کے تار کندن
غرض جسوقت گرمی اسکی پوچھے
دیا نامہ کہا کچہ زبانی سے
اوڑا نامی کو طوطا لیکے فی الحال
کہ اسمین وہ پری پرواز طائر
کہ موی سر سے بنز رشک سنبل
ہی یا نہک بجز غم کی یہ تاثیر
غم تازہ اوسے جیسے ہی فزون
رہی تہی یا کہی پہلو مین جو تل
نظر اسمین پڑا وہ قاصد یار
پیار اوسکو بہت کرکی وہ ماہ
بیان کر مجہ سی اوسکا حال کیا ہی
غم الفت مین اوسکی ہین شب و روز
جو سوتی ہون کبہی مین فرش گل پر
اہلیس قدت اپنا تہ ہی غم بان
نہین اوس بن مجہی یا ہے چین آرام
اگرچہ کہنا تو ترک ادب ہی

ہی جب سے ہو رہا لطف سلیمان
سحر ہی بی تری شام غریبان
برنگ غنچہ رہتا ہون مین دل تنگ
کہ ہون مین چہوڑ اپنا راج آیا
سنان خار یا سر سے نمودار
کہون کیا تب سی آپہ آفت نئی ہی
سوا اوسکے او رہی اک درد دیگر
نہین کرتے ہین لیکن کی تدبیر یار
در در دیوار سے رہتا ہون سر بار
سبب سے نہین لی سنے لکہی تہے
زبان خامہ تک بہی جل گئے تہے
نہ ملتا گر اوسے بال سمندر
کہ پر جسکے تہی خوش بال ہما سے
کہے جو کچہ جواب اسکا ابہی لا
بتا و جلد سیر ا طوطی گئی دور
گئی جل بس تو آ کر ہو اوسکے
کہا ہی جسن رشک گلستان یا
ہوی عاشق کی چیک اشک دنبال
پہر کے پاس پونچا نامہ لیکر
پریشان ہو رہے ہین تخت بالکل
کہ چشم اوسکی ہی شکل چشم تصویر
ہوئی وہ رشک لیلی چشم مجنون
ہوئی لاغر سو اب مثل رگ گل
مسیحا دم شفای جان بیمار
لگے کہنے اوسے پہر پہر کے آہ
مرا تو حال سب پر بر ملا ہے
ہون مہر مہی بار داغ دل فرود
تو جیتے ہین رگ گل سلک
جلیس بزم اوسکا کون ہی یار
وہان دیتی ہی کہ اوسکو
غم عاشق وہ لیا

یہ فرمائی ہو تم جو مہربانے
غرض بیٹھی ہوئی گھر میں اکیلی
زمین پر بہت یہ دریا جھلنے جاری
پا اشک سرخ اوسکا دامن ہے
شفق ہی یہ فلک پر ہی جو سرخی
جبین پر بہی تری ہوگا جو سیندور
پرستش گر نہ میں جا کی دیوتا کی
جلد آ کی تو ہی کا مرد نادان
یہ کہکر اور بہر اک آہ جانسوز
سدا سیو گر خبر اوسکی نہ لیتا
سوا اسکی لڑی بردہ را جیتور
تمہاری باپ کی جو کچھ سپہی

سو ہی انشبہ ہیرو سب رنانے
اور اوسکا پان تلک لونجا کجوال
سو بہی اوسکا یہ فیض اشکبار
کہ جسسے رنگ خون سارا جہان ہے
ہی سرخی وہ اوسی کی سیل خونکو
بلا شک ہی یہ اشک سرخ بجور
ہوا رنج و غم ہجران کا شاکی
ہوئی ہم بہی اوسی کو دیکھ سجان
کہ جلتے تا کہ غم سے سوز
تو جل جل کر وہ اپنی جان دیتا
غرض اب تنہ بیٹھا ہی ہر طور
ہر اک در سی سوا اوسکی سر رہ ہے

نہیں گر غم بہی کچھ جانشگاہ ہوتا
کہ جیسے تمکو دیکھا اک نظر ہی
لبستی دیکھ یہ تمہیں وہ تیرا
سحر خورشید نکلے ہی گلگون
غرض ایسی نہیں باقی کوئی جا
بیان کیجی کہا تک اوسکا احوال
لصار امید جانان ناشکیبا
ہوا یا کہیں پہر وہ آرزو مند
اوسی جا تو ہی لکڑی کا بنا کے
تسلی کرکے سو وہ مرد آگاہ
حصار شہر تک ہی جو آیا وہ
اب آگی جو کہو سو وہ بجا لائی

تو ڈکاہی ہی لیتین تم خبر کیا
ہر اکدم اوسکی ہیں نوع دگر ہی
ہی اشک زعفرانی رنگ تن اوسکا
اوسی کا دامن تلک پہنچا ہی جو
نہ پہونچا وان ہو سیل خون تن اوسکا
کہ اکدن وہ غم ہجران کا پامال
بیان کرنے لگا دل کی تمنا
امید وصل سے تہا جو کہ یا غیب
ہوا بس بعد آتش لگاکے
گیا اوسکو تہا کے اپنے ہمراہ
مع فوج گدایان دان تخت شاہی
بہر صورت یہان آ کے پہر جاے

جواب نامی کا پدماوت کی طرف سی رتن سین کی پاس آنا اور رتن سین کا مخفی رات کو چشمہ میں مع جوگیوں کو دونا اور منتہم ذردی ہونا

اگر وہین گوہر شکل اور لعل شکل عشرت
گہر ہی یا رجکستا ہے بلا تا
کہ سن اوس طوطی تنگ شکر سے
قلم لی ہاتھ میں وہ مشک تصویر
تر آنا ج نگین عشق دایم
کہ ای گلدستہ باغ محبت
وہ تیرا نامہ ای سرو خرامان
معنبر تہی جو اوسکے روشنائی
زلیخا جنت فزا معنی رقم تہے
یہ تہی بین السطور اوسکے نمایان
ہویدا حرف اوسکا شکوہ کیا
جو حالت ہی ترے لئے مہربان
نہیں مقدور لیکن اس میں میرا
سراپا غم سے ہو میں شکل تصویر
کبھی بیچی توانی بس یہان تک
گذری تیری ہی تنہا جبکہ تاخیر
بہانی سے میں صندل ہی لگا یا

تمہارا قاصد جانان کہ نامہ لیکی آتا ہے
بلا دیجی کہ میں جلدی ہون جابا
پڑہا وہ نامہ مشتاق لیکی
جواب اوسکا لگا کرنے یہ تحریر
بفرق خاتم دل رہیو قایم
برنگ لالہ با داغ محبت
ہر اک حملہ تہا جسکا جیون گلستان
تہی شاید مشک عنبر سے لبالب
نگر مژگان آہو کے قلم تہے
کہ نور روز و شب سے گریبان
بصد خوبی کا میرے قفل دل تہا
کہو کیا میں جو ابتک ہان درد جدان
کہ دیکھون آسکے میں پیدا تیرا
حیای خلق پا زنجیر ہی زنجیر
کہ نالہ آ نہیں سکتا زبان تک
کہ پہر میری بہلا کیا اس میں تقصیر
یہ تجکو ہوش ذرہ بہی نہ آیا

پلا ساقی تو اب جلدی اک جام
سراپا فیض اپنی جو قلم ہے
پہر بہی اوسی حقیقت جبکہ ساری
شہ فرمان روای کشور عشق
پس از ادای شوق صد بلا تا
اسیر الفت گل مثل بلبل
لکہا تہا بسکہ از خط بہاری
نہان ہر حرف میں تہی غنچہ
یہ رسم خط وہ آورد وہ پراز نور
یہ رنگین کاغذ نامہ تہا بالکل
کیا تہا جو رشتہ مہر تہی سو گل
گداز غم سی تیری ہو میں گلتے
تو ہی اوسی یہ جیسے بلبل آ
نگہ بہی تجہ تلک پہونچی سو کیا آہ
نہیں بجز از صبا ہے جا گذارا
کہ میں آگی وہا نیز ای پری
جو قوا لجاش اوسدم سوکہتا

کہ آیا یار کا مدت سے پیغام
سو وہ سطرح مصروف رقم تہا
کیا خون جگر آنکھوں سی جاری
رتن یعنی کہ سر دفتر عشق
یہ ظاہر تہی ہی الفت آیات
بدل خار وصال حسرت گل
سو آیا وہ یقین انتظار
کہ جون ظلمت میں آب زندگانی
سلسل جسطرح کاکل حور
کرتر منہ جسطرح دفتر گل
ہو جیسے رنگ منہ پر جیسے بلبل
ہی جلسی شمع ساری رات جل کر
یہان میں مثل گل پہلو پرانا
کہ ہی لگانے لا کہون جا بدراہ
کہ پہی دن وہ پرستش کا
سو تو بس کہتے ہی ہوگیا
گلے کا اپنی میں جو تہی بکہر

خبر جو آگئی یہ راجہ جی کو جاتے
نہ غفلت میں ہوا مطلب کسو کا
پکارا آسمان میں ہل ہل سنت قسوس
جو غلط بخت غم میں تو لگا دے
کسی صورت سے جا اوس پر چڑھ کی آوے
زمین سے اوٹھا وہ نامۂ راز
زبانی بھی جو کہنا تھا کہا سب
سر شب چھوڑ کر اپنا وہ بستر
جو گویا آسمان جیوں غواص ماہ
کہ ناگہ شہر کوئی اوس میں آگے
وہ ساتون منزلیں جو چھت افلاک
سو یہ جوگی چڑھی اوس پہ تابی
نہ پہونچی منزل مقصد پہ ناکام
غرض سب پاسبان شہر اکبار
کیا راجہ سے جا سب نے اظہار
خیال اوسکا محل کی سمت کو تھا
خبر جس وقت یہ راجہ نے پائی
کہ ہیں جوگی جو دزدیکا ارادہ
او غصہ سے دیکھ دیکھا اپنی وہ تسلیم
سوا انکو لیکے سولی پر چڑھا دو

بہر صورت سرا اپنی پر آئے
مثل مشہور ہی سو پا سو چوکا
سراپا جلتی ہوں مثل شمع فانوس
تو ممکن ہی در مقصود پاوے
تو البتہ تو میرا وصل پاوے
کی اوس طائر نی اوجا کہ پہونچا
کیا احوال اوسکا وہ ادا سب
غرض آپہونچا وہ جوگی سر کے اوپر
گری جیندی سی جسا اوسکی پھر آ
تو ٹوٹے اوسکے اوسکا جاوں
نہ پہنچی آدمی کے اوڑ کے آگا
لباس دزد صرف اضطرار سے
کہ بس احمق اوسکا طلسمات یاکام
ہوئی راز نہفتہ سی جنسہ دا
کہ وہ جوگی جو ہیں سمت وسکا
کہ ہیں راہ میں ہی جا کے گھیرا
غضب سے سنکے اوسکو چڑھ آئی
سرا اون تیرہ بختونکو بھی پہر کیا
کیا یہ مسئلہ راجہ کو تسلیم
سوا اسکے نہیں بہتر کچھ اوپاو

گذرتی گرچہ اوس پر نا گوارا
لحاظ و شرم سی صبر اوسپہ تہا
اگر منظور ہی تجھکو بھی یہ کام
سری وہ منزل حسن حسین ہے
سراسر لکھ کے جب حالت زار
جہاں وہ منتظر بیٹھا تہا مضطر
جو وصل گل کا مژدہ اوسنی پایا
کہ شب بس پردۂ اعیا ستقامت
زبانی بھی وسنے کچھ پیغام پہونچا
رکھی تھی بسکہ اوسکی منتظر لپ
لپیٹ تخت جو کوئی چڑھ کی جاوے
زلیس رشتہ وہ اوسکا حاصل تہا
کیا ناگاہ شب نے جو کمند را
کیا آپس میں ملکے سب نے تدبیر
نقب دیکر سو وہ چور یکبارگی آ
کہو ہمسایہ اوسکے پاس بیٹھ آیا ہے
بہت سی کی وہ جو صاحب
کہ اسکے جو کچھ اوسکو سنا دیں
گدا سے ہو جو ایسا کام انجام

مری بن پر نہ ہوتا اختیارا
اور اب ہیں کہ نہیں سکتی ہوں جیتا
تو اک جاتا ہے بکے چین آرام
زمین پر دوسرا عرش بریں ہے
تو کر بالطف اپنیکا غم کا طوما
دیا سولا اوسی مکتوب دلبر
نہ پہلے جن میں پھر پھولا سمایا
ابھی بہین رنج سلامتکا نہان تھا
مگر وہ چشم پہلا دو سے بنا تہا
ہوا ناواقف کہ تھا جو اوسپہ مشکل
تو پھر اوس شہر کے گھر سی کو پاوے
درانی ہی میں گویا طول لیل تہا
ہوئی صبح قیامت آشکارا
کہ چوری کی تہیں آئی ہیں یہ چور
کہ ان میں سے نے جلدی کیا ہے
اوسی جا مار ڈالیں یا کہ لا دیں
تو کہنی لگا اونسی کہ صاحب
خیال دزد یکا انکو سزا دیں
تو پھر اوسکی سزا ہی کی سزاوار

حکم سولی دینی کا واسطے جوگیونکی صادر ہونا اور رتن سین کا اور محرومی دیدار دلدار کی افسوس کرنا اور رونا

گری گر طشت از بام تو تکا تھا عشق
مین سوکن تی جہ خشت زر کا پیلے
جو جھپر تیغ غمزہ کی تہیں سے
مگر ہاں میں رتن کا ہر ت ہوا
جہ زیر رسن کہا راجہ سے جا
بحکم راجہ کی دستہ
چلا او دہر کو پیا بیر وہ گذے
سپہ لشکر کی جب یہ ہوا
اور تھی ساتہ وہ ... رتن



خدایا عشق سی پہلا کو کر دیا آگاہ
سو سمجھی وہ کھیر خونریزی کا پالکر
سو میں چوری ہی ایسی کہہ نہیں
کہ جسکو تہمت دزدی لگی آہ
غرض جتنی ہیں سبکو باندھ لاؤ
لیے لشکر سلیح ایک باہم
کہ تا جاتی ہیں اونکو باندھ لاو
گدا ایسی تو ہی جا ... سبکو
بہم کر مسلسل ایس میں ہوئے

چلا آتی ہی لشکر جو یہ فوج
سنو آگئے ہیں نکیون پہ جنگ کیجی
رتن بولا اونہیں سنتی ہو یارو
بتنگ آیا ہون ہی زندگی سی
جو ہیں سب سامنے دیوار و در سے
جو تم کہتے ہو یہ لشکر ہم سے
جہکانا سر کا ہی یہین عبادت
زہی قسمت کہ مارا جاؤنگا آج
رہ شوق مین سر کے گذارا
جو آئے وہ مسلح جنگ کو یان
چلے تہے سوی دولتخانہ کی وہ
زبس تیغ سیاست سے سراسر
سنا اوسنے کہ وہ حال پریشان
گئے یہ بات اوسکی سبکو گزری گران
اگرچہ تہی یہی پیر معتبر اسے
بغیر وصل جانان زیست کس کام
اودہر دربار مین جتنی تہی حضار
ہوئی یکجا ہزارون دار بر پا
بحکم رای اگندہ سپین سو آج
بتنگ آئی تہی یہ بھی زندگی سی
تو مرتے کیون نہ اوسکی جستجو مین
جو ہین یکہی تن ملے دار بر پا
کہڑی تہی وہ جو اوسکی گرد سارے
گیا مارا جوان یہ اپنی جان سے
کوئی بولا کہ اپنی جان دیتے
اوٹہالی ہی جو اوسنی مصیبت
کوئی بولا یہ شکل بہتر تہا سے
کوئی بولا کہان وہ اور کہان آج
نہین البتہ ویسا اسکا غم ہے
ستمکش مبتلا آوارہ ہون مین
ہوا الفت کا اوسکا انتہا آج

بسان بحر جو شان موج دریکو
بمقدور اپنے انکو تنگ کیجی
رہ شوق ہی میں لیکن مر نہ مارو
نہ خوش آتا ہی جینا مجکو تم سے
پدم کی شکل ہی پیش نظر ہے
سو یہ خلقت مجہی شکل پدم ہے
شہادت بلکہ مرتا یا قیامت
تو جانون عشق کی پائی ہی معراج
اونہون نے مطلقا سو دم نہ مارا
سو انکو لیچلے گرد نہ زندان
ملاقی ہو وین تا جانانہ کی وہ
سنو گئے ہین کوئی دم مین اوڈہی
برنگ قطرہ آنسو بمژگان
کہو نکلیا اوڑ گئے یکبار اوسان
ہوئی اوسوقت لیکن بیت باری
گرادون آپکو جو شیشت از بام
کیا راجہ نی اونکو حکم یکبار
فلک پر تہا سر تیری جلوہ کا
سر سولی کے اپہچتی ہین سر تاج
ملک بی تہے سوتا پی خوشی سے
بہلا ہے جان جاوے آرزو مین
یہ سنا وہ آپ اور سبکو رلایا
ہوئی بیخود گویا بجلی کی مار سے
تو گویا حسن جاتا ہی جہان سے
بن آوے تو رہائی اسکی کیجے
خدا جانی ہی اسکے کیا حقیقت
یہ سمجہو جو گرا سکا سر سری ہے
مگر ہی عاشق بی خانمان یہ
کہ ایسی شکل ہی عالم مین کم ہے
پریشان یا دل صدپارہ ہو نہ
کہ ہی اب عشق کی سولی پہ معراج

وہ اچہا ہے جو ہمکو ماندہ رکہیں
جو کچھ ہونا ہی قسمت سے نہ بچنا
نہین منظور ہمکو زندگانی
رہ شوق مین سر دیجیکا لیکن ہو
تصور اوسکا بس جاتا نہین ہی
خوشا وہ دم سامنے جو یار آوے
پدم ہی وہ یہیں راجہ رتن ہو
یہ تہی گفتار انہین بی محابا
کتاب عشق سی تہی اونکو تعلیم
ہوا یہ ماجرا مشہور جب یا
سحر گاہان سنے اونکو پکڑا
اودہر پہونچا ہر احوال رتن کا
مع خیل فقیران باد ل زار
بہم ملکے اپنی دست افسوس
لب بام آگئی جبی ہین تہی یہ تماشے
اودہر ہٹالی تہی یہ جب ہین پدم نے
انہین گن گن کی سولی پر چڑہایا
ہوا اسبات سے عالم خبردار
یہ تہا بس کچہ و بازار مین شور
یقین تہی صاحب نظر یکے یہ تماشا
چلے لیکے انہین جلاد خونخوار
وہ ہنستے ہین جو اوسکے وانتظار
کوئی رو رو کے اوسپر جی جلاکے
ہزار افسوس اسکی نوجوانی
کوئی کہتا جوگی ہی یہ جوگی
کوئی کہتا تہا ہم آج کہے سے
کوئی بولا کہ گو بی جندہ سہی یہ
ولیکن ہمکو بی تہا یہ پر کہا
کوئی گر ذات اوسکی پوچہتا آ
غم الفت مین جسکی ہین سر ہے
سمجہے نہ پوچہی سولی پہ چڑہا ہو

اونہیں تب جو بنسی ہو سولی پہ
یہ کہی سب سنا تو دشمنون کا
ہی یار رتن سے دشمن گو مرے گر
ہراسان پہر ہوا مرنے کیلیے ہو
سوا اسکے نظر آتا نہین ہے
وہ یا تیغ جفا کو آزماسے
وہ کہیں جان ہی ہیں اسکا تو مجہو
کہ آئین چار سو سے آگئی گہیرا
سبق تہا اون صفا جو یہ کام
کہتا جو ان پہ حلقہ جوگیون کا
غرض وہ اس مصیبت مین ہی مبتلا
اودہر وہ ہین عاشق کہر جنسی
ہوا چاہی اب زیب سردار
لگے جلنے برنگ شمع فانوس
کہ بس نعل عبث ہی زندگانی
شفا بخش مریض درد و غم
مزا خیرات کا انکو چکہا دو
وہ جوگی یعنی ملک غم کی شاہ
ہین ناحق دار پر چڑہتے
ہنین ملتی کی وہ لکھوا
کہ بس کہہ کہہ کے سبکو
کہ جیسے ناگہان کہ بجلی
کوئی کہتا تہا وہ آنسو بہا
یہ آئی کیا بلائی ناگہان
یقین راجہ ہی یہ غم کا
یہ بس اپنی ہی آج جوگی کر
جو قید جوگ کا پابند ہی
کہ وہ کانون سے سنا آنکہون
یہ کہتا ذات اپنی مین کہون
بہر الہجر الہجرا کہکے جو
خدا اپنی ہیت سی لیجی

نہو گرچہ یہ مین اپنا دلبر
کمال ہی میں محبوب لیسی ہر بار
نہ دیکہا ہوا اوس سبزہ چمن کا
سوا اوسکی راہ مین سر پکا ہو
سراپا بر سرا ہش فدا شد
ہو میرے عاشقو ہمین یہ سرا ئے
یہ سنکر بندگان باد ستائے
جو ہو منظور تجہکو کر دہ لہا
نہین اوس سنے مجہے کچہ چین آرام

تو پہر بہی زندگی سے ہو کی اوپر
پڑہی تہا سب حال اپنی پیہ بار
کہ سر پر سایہ مرغ آیا
بدل صد داغ حسرت کے جگا ہو
کہ این بار گران بد جوش اوامید
کہ وا عشق پر معراج آئے
لگا اونین سی کہنی کوئی وفا نے
کہ بس کہنچی ہو دم مین برابر
مجہے ور زبان ہی گا وہی نام

فلک کو دیکہہ شوریدہ احوال
کرائی پنج تن کجسباز صد آہ
پہر اصحرا بہ صحرا جستجو مین
ہوا سو عشق مین آج پورا
یہ پہر چہنا ہی جو مجکو آج مراد
اگر ہو سوتن ہو وے مجہے اب
جو جسکو یاد کر نا یا کہ لے
مہ بولا مرگ سی کب مجکو غم ہے
اوسکی ہون اب شمع ہو تر

غم عشق بدم کا یعنی احوال
قران مشتری دیکہا نہ یا ماہ
یہان آیا مین جسکی آرزو مین
نہ تہا مین جسکی الفت مین پہرا
سو ملک عشق کا ہو تا ہون سلطان
ولی پہر نا مجہے ہی ننگ اور عار
کہ اوسکی یاد سی ہی اشتیاق کرے
نگر جی میرا مشتاق بدم سے
سوا اسکے مجہے سب سی فراموش

سنیاسی شیو کا لباس بہ چمن مین آ جانا اور گنبد سرپ سین کو حال بن بن کا زبانی طوطی کے مفصل سنوانا

پہنسا کر دام غم مین عاشق بچارا کو ہی سنت
ذرا پہر تو کس طرح عشق آ ہی جاتا

بتا دو ہی کہ ہوا مستسر سرشار
گہر و عالم مین جسکا رتبہ تہا
بہر اس سرگ سطلق کچہ نہین ہے
بنا کر شکل اوسنی برہمن کے
جہبی و ستور دان بامہن کو دیکہا
ہوا ایمان جہان مین جو مہاراج
کہ بیٹہے دست راس اچہی یارو
مقابل ہو سرا الیسا جو دیکہون
کیا پہر اوسنی استفسار احوال
کہ ہی چابک یہ الیسا را اتا ہی
بدم کے غم کا سو ہی بر وسگے
کہا راجہ نی غصے سی کہ جاہل
کہان ہین رات ... صاحب تاج
ہی میرے تیغ کی عالم مین دہوم
تری سر پر یہ آفت پہر نہین آئے
حکایات بدم اوسکو سنا کی
بلا اوس فتنہ انگیز جہان کو
صنم تجکو ندیم ہی نمک سے
کہا سنکر یہ اوس فرخندہ لب نے
جہان مین ہو زا افزون تا قیامت

کہون حال ان تن سارا بیان آ
سو پہلی اسنی جہیکر اوسکو دیکہا
بظاہر تن یہان ہی دل مین ہے
بغل مین اپنے لیکر ایک پوتی
سو اور بار یون مین الگ دیکہا
او ہی دست بستہ ہو دعا کو ... ج
نہین وہی دعا ہر گز کسی کو
تو البتہ ایسی الیسی وون
کہ یاری کر تو ظاہر اسکا احوال
کہ ہین رایان خلق اسکی سیاہی
یہان آیا ہی تن شکل ...
بیان کرتا ہی کیون کذب باطل
کہان ہوگی زبان ... کا ...
تہ فرمان ہی میری ستا ... اور روم
کہ ملک ہیمون مین کہین لیسا ہے
ہی و لایا اوسی ہوگی بہانے
رفیق عاشق بی جانمان ہو
قسم اسکی ... خزان ... کو
سر اپا سیر گلزار طرب سے
ترا تاج و نگین رہی سلامت

کرائی سنا ہے یہان ملک تستانی
کہ تہی اونسی ہی گفتار اوسکے
کہ ہی نام بدم اوسکی زبان پر
سنا شیو نی سنا یہ کچہ زبان سے
عیان دربار مین راجہ کی ہے
یہ کی لوگون نے اوسکو طعن ...
کہا سنکر یہ اونکو برہمن نے
ہین دائین ہاتہ سی کچہ یہ باور
سنی تقریر بامہن کی یہ جس دم
کہا زنار دار با خبر نے
یہ ہی مسند نشین ملک چتور
ہوا یہ خانمان آوارہ ...
یہ تجکو اپنی جی کا خوف آیا
مجہے کیا حرف نسبت ...
نہ تجہے گزرنیت ہو وا پہی منظور
کہا اوسنی نہین یا و ... تجہکو
ہو سکی ہی ... تحکم
کہا ای راستی گو کہ اوسکا اال
جو ہو احوال اوسکا کر تو اظہار
کرائی فرمانرواکے ہفت اقلیم
حضور مین بدم کے تہا مین قائم

کہ تجکو غم سے ہی رہائی
سنا شیو نی کہ اوسین آ خبر سے
نہین کرتا ہے اوس بن جی کر ...
کہ جلاد ونکو آیا حکم شاہ نے
سنا شیو نی دعا و ... جب
ہی آ وات عا کا کب یہ آئین
جواب تازہ عمر بامہن سے
دعا دی ہی تو ... گی کو اکثر
تح راجہ ہوا حیران کہ عالم
مریض درد و غم کی چارہ گر
بچا لی اسکا راجون مین ...
یہان تک آیا یار بحر دعوات
کہ حرف نا سزا تو نے سنایا
زمین آسمان کا فرق ہی یہان
تو ای ناداں ہو میرے پاس ...
تو وہ طوطا ہی حاضر اوس سے ...
کہ ہان اچہا اوسی ... ہی ...
کہ ہی یہ کون درد و غم کا ... اال
دروغ آمیز ... گفتار
رہی تا یم یہ تیرا تاج تدبیر
مگر ... ہی ہوئی خدمت مین قائم

ارم اوس ملکہ فخر زمان کا
جدا رکھتے تھی مجھکو وہ پرم
دہا سنتے ہی غرض وہ غیرت باغ
مجھے یان دیکھکر جہنا قفس مین
قفس کا در تو اکثر وا رہے تہا
بہولی اوسکی یہ وحشت مجکو ہالا
پدم کی ہی جو یہ حسن دوچوانے
یہ جی مین ٹہانکر چہوٹ اوسکا نکو
کرون خوبی مین کیا طالع کہا
گیا پہر لیکے وہ ہندوستانکو
وہ ہی وی زمین پر ملک ایسا
ہوا باغ و صحرا سبز و سیراب
کہ کہینچی ہی سراپا کہ فی الحال
نواح اوسکے کا عالم مین کہنچ گیا
یہانتک تہی زمین عجیب صحرا
ہر اک سو سبز شادابی و وسعت
نہ نقشہ دان کا کچہ جز بین آئے
کہ بستی تہی قیامت بیابان ہین
عجیب ہی شہر ہی وہ احسان فزا
عجب ہی طرح کا ہے شہر آباد
عجائب طرفہ تر دلکش مکان ہین
شگوفہ قلعہ کا عالم کہون کیا
عجب انداز کی ہی اسکی فضا
ہر ایک رنگین محل ایسا نمایان
ہوا اس شہر کی ہی اسقدر سبز
کہا تنک اسکی خوبی کہون بات
اگر ڈہونڈے فلک مشعل کو لیکر
یہانتک منضبط عدل اسکا حالت
لیا پہر اوسنے مجکو قصہ کوتاہ
محل مین آپنے تنہا چہوڑ مجکو
غرور حسن سی اپنی وہ نادان

کہ سب بندہ وہنسی اکثر بلند تر تہا
زمین فرقت سی ہے تہا اوسکا
برنگ لالہ ہی گلشن کے تین داغ
لیا چاہی تہی گر یہانتی لیس مین
کہ مین چل پہر اوہین آ رہا تہا
کہ ناحق ہو گی اکدن جان اپنی
سلو سکا ڈہونڈتی لیسا ہی تانے
تجسس مین چلا سیر جہانکو
ہلو صیاد کا اکدن گرفتار
نہ ہندوستان بلکہ بوستان کو
مگر ہو کے تو ہو فردوس ایسا
دل و دیدہ کو جس سے راحت خواب
وہین تصویر پر لائی پر بال
برنگ غنچہ گلزار صحرا
اوٹہائی دلکو کوئی اوسنے کیا
دل و دیدہ کو جس سے خواب فرحت
نہ وان کا حسن ہی تقریر مین آئے
چمن ہی تہر اور وہ کیا بات تہین
کہا جاتا نہین احوال جسکا
بسا رنگ طرح خرم دلان شاد
گویا دنیا مین اک باغ جنان ہے
بلندی مین گویا عرش معلا
کہے تو وہان کا تہا معمار
خجل ہو دیکہ جسکو باغ رضوان
رقم ہی جسکی ہو کے کلک سر سبز
ہی تحفہ شہر جون تحفہ طلسمات
سنجی ایسا بنا ہے وہ زمین پر
گستان ہی زیب قدم مہوشان ہے
رہا خندہ زن اوسکی مین کی ماہ
گیا تہا وہ ہے سپید آہو
انگ کتنے نہایت ہو کی شادان

رہو تہا رات دن مین اوسکی ہمرا
کہ اکدن ناگہان وہ سرو رعنا
تہائی کو منع خیال پرستار
زمین آ کی قفس مین دیکہت کر
نہ آئی تہی ابہی اوسے وہ غماز
اگرچہ مین تہی ہیبت سماکی
خوشی تہی اپنی اسکی مثل ہی
بہت کی سیر اور عالم کو دیکہا
لیا پہر اک پا مین نے مجہے بہول
کہون کیا خوبی اس کشور کی بالکل
جو دان ہانگی آب آہو کے
کوئی نقاش گر دان ہی قلم لے
وہان شیفتہ ہوا کا پر اثر ہے
جہانتک اوسکی وسعت پر نظر جائے
کہانتک خوبیان اوسکی کہیے
اگر ہر مو تن سیر زبان ہو
سو آئی شہر اونپی مین جو وہان
سوا اوس کشور مین نہ دیکہا نہ کرے
کری کیا کوئی نقشہ اوسکا تحریر
رقم کیسا جسکی خوبی ہو قلم
مصفا اور رنگین و طرحدار
زمین ہی قلعہ کا یہ حسن نعمت
عمارت یہ بلند اوسکی ہی گلگون
یہ رنگین سو بسو چوک بازار
یہ حسن مرد و زن ہی وان نمایان
وہان کا تا ہو رہا زینت و زین
سنجا ہو کے اوسکے زمین ہی زر خدیش
یہانتک رفشان تہی اسکا رواج
اوسکی صبا یکدم رستانہ مجہ مین
تہی اوسکے قفس مین اپکا آنا
نہ رہ تہی جہا لگا جیسے تحریر

ہو ہمرہ کہر یاسکے جیون پرکاہ
ہوئی سمت چمن تشریف فرما
لب دریا گئے وہ ذرہ شہوار
کہ تا انجام ہی سیر سے ہت کر
کہ بس مین کر گیا یہ جر لیکے وہ راز
وہ اک بات دل مین اوٹہ آئی
جو مجہسے ہو تو یہ شرط نمک ہی
مقابل اسکا بس بیٹہے نہ دیکہا
دنیا عیار کو جیسے دم کہول
ہین جسکے خار جس ہی غیرت گل
بیان کیا کیجیے قدرت خدا کے
کسے طائر کی وہ تصویر کہینچے
کہ رشک نخل طوبی ہر شجر ہے
غرض شادابی و سبزی نظر آئے
یہی جی چاہے اوس صحرا مین رہیے
نہین ممکن سر مو بہی زبان سے
وہان کی کچہ نہین ہو سکتی کچہ بات
تو ہی اک شہر رنگین نام چینور
کہ ہے اک صفحہ رنگین تصویر
کہ ہم پہلو ہے وہ باغ ارم سے
عجوبہ تحفہ کوچہ اور بازار
کہی روز مین پر نقش جنت
کہ جسکا زینہ پایہ ہی گردون
خجل ہو دیکہ جسکو صحن گلزار
گویا اگر بستے ہین حور و غلمان
نہایت داد رس اور صاحب تمکین
لیا منصف نہایت مہد کیش
ستا گا ہی اوسکا نام محتاج
ہوئی یہ واردات القصہ اک دن
نہ سمجہے تہی کسیکو اپنا ثانی
کبہی مجہسے نہ کوئی اور تصویر

اگر حسن مین بہت محبوب تہا
مین جسکی بند مین تہا سفر ر
سنا ہووے گا تم نے ملک مشکل
تو کہتے آپکو جو مہ جبین ہی
ہی گلشن میرے مین اوسکا نام مشہور
شجاعت مین ہی یاد اوسکی عیان ہی
یدم نامے ہی اوسکی ایک دختر
زلیس ہی حسن اوسکا یہ نمایان
حوالی پہر کیا اپنی دوا سے
نہ پایا جب تن نی مجکو گہر مین
کمون پہر کیا غرور حسن رانی
نصیحت کو جو اوسکے اپنی آ تا
بنا کر شکل جوگی چہوڑ شاہے
تہا جسکے پاون پر رنگ حنا بار
تہین انکہین جو سر رنگ نرگس
رگ گل جس کف پاکی سر دن
اوٹہا کر تخت شاہی پہینک تاج
گئے سیف ... اوسکے ... سنے
غرض وہ اوس پشیاہ ... گیا ہے
غرض یون لیکے لشکر جو گیونکا
بیابان واقعی ... سنا یا

نہین مجہسے یہ کوئی خوبصورت
پرستار مین ہین شکلی تجہسے بہتر
سراپا حسن اور خوبیکا دنگل
سلونے ہین خال خال ایسا کہین ہے
ہین اوسکو جانتے نزدیک او دور
کئے ہے سرتم کو زار ناتوان ہے
سپہر حسن کی تابندہ اختر
کہ جسکو دیکہہ ہو تصویر حیران
کہ اس بیباک کو تو مار جانے
ہوا ہار ایک اک عالم نظر مین
سنا رانی نے سب یکبر زبانی
اثر مطلق نہ اوسکے دل پایا
ہلو جیون گرو باد وحشت را
پر شہ بادہ تہا اور وحشت کے خا
ہو نظر تا بند نرگس پل مین بہا
سو جو ہر تہا رو وہ غرق خون ہے
ہوا جوگی بدم سر چہوڑ سلطنت تاج
وہ اوسی جیون سوتہ اوسکے جوگی
جلو مین لشکر آہ و فغان ہی
تری آس تہی سنگل مین آیا
کہ یان کاہی کہ ... لیکن رستے آیا

کہا بیٹی کہ یہ ہی بات احقر
خدا نے روپ اوسکا یہ بنایا
زلیس قدرت خدا کی ہی ہویدا
وہ لکارا ہی تا صاحب تاج
کہونکیا اوسکا خلق و مہربانی
زلیس لب شیرین سا اور رس ہے
پری ہی حور ہی مہر و قمر ہے
سنے یہ سب جو رانی نی تقریر
غرض اوسنی نہ مانا او رچہپایا
بہت ساجسکہ رانی کو ڈرایا
ہوا مشتاق سنکر او بیتاب
لیا تہا تنگ عشق نی اوسکو گہیرا
نہ پڑتا تہا زمین جسکا سایا
وہ ٹکڑا تہا جو اوسکا مہرتابان
کبہی تہا اوسکو پائین پر ناتوانی
طبیعت سے غم کی سی ایسکے ہے
کہان آرام و تسکین سی اور کام
ہر ایک تصویر رنگ سا مہر ہے
ہزارون درد و غم او رنج و ...
ہزارون سانپ اندو انکہین ...
اٹہا کر لیکے بیٹہکے آپ مختار

جہان مین ایکسا ہی ہی ایک بہ
ہی بہتر کہ جیسے اوسکے قد کا سایا
کہ ہوتا ہے جہانسے حسن پیدا
جو ہر دم وہ شام تک لیتا ہی ...
سخاوت مین ہی وہ حاتم کا ثانی
غریبون کا بدل فریاد رس ہے
عجب صورت کی کوئی وہ کسبر ہے
ہوئی غرق تحیر شکل تصویر
قضا کے ہاتہ سے مجکو بچایا
سیہ پہر اوسنی ہر صورت منگایا
کیا سوقت اپنا حسن خوب
کہ اکدن کرکے حیا ... تنگ
ہزارون کو سحر وہ یاد آیا
ہی جیون آئینہ خاک آلودہ حیران
کہ موتی سحر ہی تہی سر گرانے
وہ رنگ سبز سو ... سبز کا ہے
کہ حسن حبشی کو زلف حسن ہو دم
بسن حسن ماہ چاند وہ ہے
جلو مین فوج وحشت دست بستہ
مصفا اور سر و منشین مین اپنا
چلا پڑیا گہوڑے کو کوئی با

گئے جو سیف ... مین کارن سلطین سے امتحان لینا اور نجومیونکو مقرر کرکے ساعت شادیکا حکم دینا

گرد ہی امتحان جسوقت خاطر خواہ تیز
تو وصل یار کی یہ عشق انتظار ہی تہا

پلا ساقی مجہے عشرت کا اک جام
سنا دون تجکو مین جو بد عاشق
سنا سوقت طوطی سی ایجوال
لیا سکو سکے ... صاحب تاج
یہ ٹہرا کہ لیجئے امتحان کچہ
نہایت تیز و شوخ ایک گہوڑا
سوار ایسا جو ہوتا کوئی اگر
الٹ کر اوسکا سایہ دیکہہ پاتا



ذرا گہوڑی ہی للکدا اوسپر لگاتا
پکڑ کر چہوڑتا اوسکو نیک باطن

کہ ابتو توسن ایام ہے رام
کہ ہوتا ہی عیان مقصود عاشق
ہوا دل وا علی شاد و خوشحال
کہ چہوڑ آیا ہی اپنا ملک اور راج
کہ دیکہین شان شاہی عیان کچہ
تہا اوسنی رات ہی سی گہوڑا
تو پہنچا تا وہ اوسکو منزل اول
عبادت اوس حسن کی ہی ... کل

لگدزن و زنگیرو سرفشان تھا
منگا کر اصطبل سے اونکو چوبان
نہیں اسکا جو تاج و تخت تابوت
بجا لاوے تسلیمات یکسر
عنان لیکر کے فورا کی جو مہمیز
عنان اوسکی جو لی اوسنے وہ چھک کر
وہ دوڑا رخش بادپا تو کہوں کیا
اسی صورت غرض اوسکو وہاں دیر
ہوا اوسکو یقین یہ صاف بالیقین
خوشا روزی وقت نیک و جام
کہ سبھی اپنی آنکھوں سے پریشان
اوٹھا کر وانسے پھر اوس فرش کو
گئی تھی فوج دشمن جو تمامے
عمارت ایک خوش تعمیر اچھے
بلا کی پھر منجم اور برہمن
سو باہم عقد کرنے کی جو تھی تشکارا
دو مہینے کر رتن کو بادل شاد
دیا پھر اونکو مال اور زر
یہ فرمایا کہ مجھے جلد دو سہرا

نہایت بدلجام و کجروان تھا
کیا راجہ رتن کو بھی یہ فرمان
تو ہے تخت رواں بھی تخت تابوت
رضا حق کو لے اپنے ساتھ لیکر
کہوں پھر کیا میں اسکی جست اور خیز
گیا نظروں سے برق آسا چمک کر
گویا گھوڑے زمیں کو لیگیا تھا
حضور راجے گندھرب سین کے آ
کہ سرداری اسکے آب و گل میں
ہما کے دولت ایسا آوے در رام
بدلجمعی ہوا آخر وہ شادان
چلا خوشحال وہ دولت سرا کو
ہوی سب بستہ اوسکی او سلامے
برے مسکن بلوا دن وہی دے
مقرر کر کے ساعت سعد کا
مہینہ ماہ لازم ہے ستارا
کہ رہیو تو مراد دل سے آباد
لباس فاخرہ با لعل گوہر
کہ کار خیر میں ہو دیر چنیں

سو فرمائی اوسے اوسپر سواری
ہوئی اسکا اختر اقبال تابان
کہ بھی حاضر جو یہ اسپ قدم باز
وہ خالی تھا جو اوسکا خانہ زین
سبک رو جیسے صبا کا بھی جوان تھا
ہوا جب تیز تک وہ ساختہ رو
کیا دونو عنان پر جب کا وہ
اوتر کے روبرو راجہ کے آیا
ہی اسکو زیب تاج شہریاری
غرض یکہا جو نہیں بیداغ و ماہ
غبار خاطر دل سب مٹا کے
گئے تھے یا کہ لڑ نیکو وہ سر جا کے
ترانہ عیش و شادی کا گاتے
جو ہو دستور شرط مہربانی
کہا لانے تئیں اوس سے نگاہ
یہ بھی نگلیرے پوچھ تھی نگن
کہا پھر اسکے گندھرب سین بھی آ
بلا کر خانساماں کو تکرار
کہوں کیا میں کہ دیر کچھ بھی نہ تھی

کہ ہو معلوم قسمت شہریاری
تو البتہ یہ ہوگا زیر فرمان
دکھا اسکے پہن جو پھر یکدم تاز
ہوا پر رونق کاشانہ گو زین
گئی نظر دستی یقاب کہ عیان تھا
کیا شرمندہ پھر حسن پری کو
تو جیسوں وہم و گمان تھا وہ نیلا ہو
کمال نسب سب اپنا دکھایا
اگرچہ بی گدایانہ بخواری
ہوا راجہ کا مطلب جسب دلخواہ
ہوا خرم اوسے چھاتی لگا کے
سو ہو کی باغ باغ آکے یکبار
لے آئی سب اوسے گاتی بجاتے
بجا لایا سو لیے بیاہنے
قران مشتری جیسے ہو با ماہ
سعین کو سکے ساعت نیک او دن
مبارک ہو یقین دل کی تمنا
کہا اشیائی شادی سب مہیا کر
کہ لیس شادی کا تھا موجود سامان

رتن سین کا با جاہ و تجمل نوشاہ بنکے آنا اور پدماوت کا مضطربانہ کوٹھی پر آکے سواری دیکھنا اور غش ہو جانا



کرم ہو بادشاہ عشق کا جس تخت پر با چمن
پڑا ہو پائے عمر اپنی مسرور

اگر ہے گدا اوسکو نوشا بنا تا
غنچہ ہو سر پر حسن سے اب دور

پلا دے مجھکو ساقی جام عشرت
کہ گھر گھر جنبیر نوبت رکھا رے

بجا بدن لیسے سبن شادیکی نوبت
صدا سے عیش عالم کو سنا دے

عمارت اور مکان لاکہون سجا کے
خزانونکے دیے کہول دلکہول
کہونکیا مین کہ جسدم درون آیا
مرصع سر پہ کہا اسکے وہ تاج
کہ تہا ایک عالم کو نظارے
گلے مین ہار موتی کا نمایان
ہزاران اسکے ہمدم تہے جو آئے
ہزارون پالکی نیل و عماری
مرصع تہی جو چوکی مین کہی تخت
چڑہا کوئی شتابی پالکی پر
کسی نے ہی سواری تہہ کی تاکے
اسی صورت سے ادنی اور اعلے
منجم بولے چلیے ای مہاراج
کلونکی ستیان لاکہون نمودار
ہر اک گلرو کی ہاتہون مین تہی پہول
بہجنی اور انار ایسی تہی جسپر
ہزارون آتشین طاوس عصا
وہ عالم چاند کا تہا نمایان
وہ آتشبازیکا چہٹنا وہ چکر
صبا کالم ہو روشن تاکہ روشن
برات ایسے چلے آراستہ جب
سراپا حسن کی تصویر بن کے
لگا بس کہینچنی اپنا سراپا
پرم کی تہین جو ہزاران محرم
برات آئی ہے جس طرح سے
گدائی مین جسے دیکہا تہا وہ آہ
دلہن پن کی اسی جیسی جہاتی
عجب ہی لطف سی وہ ماہ پارا
کہ وہ مہر سپہر عزت و جاہ
کہا سنکے جو وہ تخت و تاج
تماشائی برات کر فراموش

ہر اک جا نثر شاہانہ بچہا کے
زمانیکو کیا مستغنی احوال
رتن کو سب نے پہر دولہہ بنایا
کہ جسمین صرف ہفت اقلیم کا باغ
کہ بس منہ پر فدا ہوتے تہے آئینہ
پڑا سینے مین عکس سلک دندان
انہین تہی خلعت زیبا پنہائے
جواہر جسپہ تہی صرف طلاء کے
سبک زر اور قیمت مین گرانتر
چلا کوئی چڑہا اپنی نالکی پر
کہی گی یہ سواری دیوتا کی
کہ اپنی وضع اور خوبی دو بالا
کہ ہی ہے قران مشتری آج
شگفتہ سر سے تہی دونکے وہ گلزار
کہ جسمین اور گل بلبل گئے بہول
لسان آہ عاشق شور انگیز
خجل جس سے طاوس گلستان
ہزارون رنگ سی پہولا گلستان
کہ تہا اک کرہ آتش مدور
فلک کی انجم کی مہتاب تخت
ہوا گلزار گویا ہستہ سب سب
جو دولہ پونچا یون سر دولہن کے
کہی راجہ رتن دولہہ بنایا
ستارے ماہ کے جیون گرد باہم
نہین دیکہی کسی نے ہر طرح سے
سو دیکہو اسکی شان بادشاہی
پہ مشتاق مشتاق لقا تہے
زلیخا کی سی کرتے تہے نظارا
محبت اور دیار عشق کا شاہ
سوا سیر وہ شتہ سخت جو آن پہنچ
نگہ کی ساتہ ہی باقی رہی ہوش

لگا ہونے ہر اک سو راگ اور رنگ
کسی کے دل پہ غیر از لالہ و باغ
پنہایا خلعت زیبا و رنگین
بندہا سہرا جسپہ اوسکے موتیونکا
سراسر اسمین وہ تقتیش کا تار
جو اسکی سراپا زیب تن تہا
سوار اسکو دیا اسپ قدم باز
ہزارون تہے مرصع اور مطلا
جب انمین ایک پر بیٹہا وہ آکے
کوئی فیل سیہ پر جلوہ گر تہا
کوئی گہوڑی پہ چڑہ کے غیرت ماہ
پری کی نیر ہی گاڑی پہ سوار وہ یار
چلے بس سنتی ہی اوسکی سواری
وہ آتشبازی کا عالم کہون کیا
فلک فرسا ہوائی وہ نمودار
گئے روشن فلک تک جو انگار
نہین دیکہا کسیو عالم یہ در خواب
چمکتونکا ہی ہر جا جہومتہا
چراغونکی دو رستہ گوشتی مین جابجا
ستارے کے تہے نگرون پر نمایان
اسی صورت غرض با شوکت و شان
تماشائی جو اوسجا تہا اک عالم
محل مین عیش و عشرت ہر طرف تہی
کہا سب نے کہ ای سرو گل اندام
چلو آؤ چلین دیکہین تماشا
مگر سچ بات ہی یہ پا کہ ہی لائق
تماشی کو چڑہے بس وہ گل اندام
لگی کہنے یہ اپنی ہمدمون سے
کہان ہی کس طرف ہی اور کدہر ہے
لیے اور آؤ دیکہہ اسکو وہ پری وش
ہمین ہیجران وہ اسکی ساتہ ...

نوازش مین ہر اک جا بربط و چنگ
جو دیکہا تو نظر آتا تہا داغ
کہ تہا لعل و جواہر سے وہ رنگین
نہین تقریر مین آتا کہون کیا
کرن خورشید کی جیسے نمودار
کہ وہ گل آپ ہی راجہ رتن تہا
کہ خاطر خواہ ہو جنکے تگ و تاز
تہی کلغی جنکے مہر و مہ سے زیبا
جنور چلنے لگے بال ہما کے
کہے تو اسکے اوپر قسمر تہا
رکاب دولت نوشہ کے ہمراہ
چلے کبک یعنی سرو کبک رفتار
چمن کو جسطرح باد بہار سے
کہی تو شب براتی تہا تماشا
برنگ نالہ عاشق شرربار
رکہا ہی نام شب نے ستارے
جو تہی ہر مہوشن کے ہاتہ مہتاب
کہ ہر پونکا ہی سفر پہ تہا
کنول روشن ہزارون سے گڑے جہاڑ
فرشتون نے کیے روشن چراغان
کہے تو تہا عجب چلتا گلستان
صدا آئی اونہون سے خیر مقدم
غم حسرت دلون سے ہر طرف سے
ذرا چل دیکہ تو بہی بر لب بام
یہ عالم پہر خیال و خواب ہوگا
کہ ہوتا ہی کہین کے بعد سامان
مع انجم مہ آیا بر لب بام
انہون راز دارون محرمون نے
وہ آس خلوت مین کسیجا جلوہ گرکر
کہون کیا مین کہ نوشا ہو گئی غش
کہ جیون محو تحیر نقش قالین

کوئی آنسو بھی پی پی کے تھیں رو رہی
کوئی تشخیص کر بولی کہ ہیہات
کوئی جو ہوئی الفت سی تھی آشنا
ہر اک ساتھ محل میں تھی اپنی واواہ
بہم کرتی تھیں آپس میں تقریر
کسی نے میں شتابی اوسکا دھویا
کسی نے بارش جلیبی بلایا
بجا جسوقت اوسکے ہوش پایا
جو ہوش آئے بھی تجھکو تو ہی لگیں
لگے کہنے وہ ہوں کیونکہ خرسند
یہ آتا ہی جو لاکھون عز و شان
ہوا دیکھ میں تجھکو وان یہ جانا
اسی گھر جانتی تھی ہم رہین گے
چلے جاوین گی یا وسیحا کام ناکام
ہو جب سے خاطر خاوند خرم
زبس جو رو کی جھکو یہی ڈر ہے
یہ کہکر جو ہوئی وہ بیزار
نہ بچھے تھی فرش شاہانہ جا و بجا
وہ جھینی پاہلے کے بس چھلا چل
بھری بس حسن سی رنگین وہ تکیے
وہ روشن ہر طرف شیشے کی فانوس
ہزاروں رنگ کی شیشے بھری تھی
کہوں کیا روشنی کی جھلک تھی
گلے میں کر سیان گل کی طرح جدا
نئی رنگین وہ نازک جو کڑی تھے
معطر عطر سے ہر گلبدن تھا
محل میں تھی اور ہر سو طرب اور دھام
کوئی دلھن کی آرائش میں مشغول
چلے آفتابہ لیکے آ رہے
طلائی نقرئی رنگین سبھی ظرف
وہ کیوڑا اور برنج اور شیر و شکر

لگے کہنے سایہ ہو گیا ہو
مصیبت دل سہی اوسکے بخارات
کسی نے یہ ہی کہی تو نہ کھینچ آہ
مبادا کوئی ہو جاوے نہ آگاہ
کوئی کچھ جلد ہشیاری کی تدبیر
لگی کرنے کوئی آیا ہی شہو با
کسی نے لخلخہ اوسکو سنگھایا
کبھی تو ہوش اوسکے پھر اوسان آئے
عیاں ہی یہ تجھ ہر درد و غم کی تاثیر
کہ اب مہمان ہوں یا تیکے چند
سو اب لیجا ہی گا ہمکو یہاں سی
نہیں ممکن جہاں سے پھر کے آنا
امید اپنی سدا یا ہم رہیں گے
جہاں کا آنا نہ ہو گا نامہ و پیغام
نہو میں بی ہر شہو وان ہم
کہ بیمبکا تھا ن خاوند کا …
لگی رونے با صد آہ و فریاد
ہوا نوشہ سوار ہر طرف شور
تماشے کی قناتیں فرش مخمل
یہ جی چاہی بہیں کو بیٹھے تکیے
یہ میں کو ہو وے گر …
… وہ کہ تو …
کہ روشن جس سے قندیل فلک تھی
کہو نکیا بزم میں ہو لا تھا گلزار
الٹو ہی وضع کی بس گلبدن تھے
کہ حیران جسکی خوشبو سی چمن تھا
کہ مصروف طرب تھی وہ گل اندام
کوئی باندی کسیکو پان اور پھول
تھی جسپر نگ جو اسکے لگانے
جواہر تھا لگیا جنکا اور پر صرف
رکھے آگے منگاکے سب سراسر

کوئی بولی کہ نازک جوان ہے
کوئی بولی عروس نو بہی تھی
بسان مدت نظر و دلدار او ہے
خبر مادر ہو اوسکے یا پدر ہو
کسی تھی وہ جو اسکی بند تشواز
لگی سہلانی کوئی دست و پا
زبس ہر ایک تھی حیران گرم بیتر
کہا سب نے یہ کیا تھا کیسے اوڑ
یہ جا کچھ جائی درد و غم نہیں ہے
گیا اب وہ بچہ یا نہیں ہا
جدائی ایک تو ہو گی تمہارے
نئی خلقت نیا شہر اور نیا گھر
لے سکے میں بھی سامان آئے
یہی ہو گا کہ دل اندوہ گیں ہے
کبھی گی اونکی خلقت یوں رہا ہے
یہاں سب طرح سے گذری سو بہتر
یہ سہرا اپنے محرم راز
زبس فرش … ہر طرف تھے
نہیں مسند کی کچھ تعریف ہونی
وہ نوشہ جسکی بیٹھا اوسپہ آکے
ہزاروں طرح کے رنگین انجمن
کہ اوس کا ہو جیا عالم نمایان
وہ بیٹھی تھی سراپا بار لیکے پوش
سبھو تکی پاندان آگی ہری تھی
سلیقے سے کہی تھی اوس میں جو چیز
ادھر نوشہ کی بھی یہ دور و تیر
کرتی تھی سبھوکو دلھن کا لگانا
ہوا اتنے میں کھانا سبکو طیار
سراسر ہاتھ سبکے سر و بال کے
طعام خاصہ اوس جگہ ہر سمت آیا
جلیبی ہرنی اور نقل ہوتا سا

یہاں تک تاب چڑھنی کی کہاں ہے
لگے ہووے نظر شاید کسی کے
تو ممکن ہی عقل ہوش جاوے
تو بدنامی نہیں یا یکدگر ہو
کسی نے جلد آ کر کر دیے باز
گلاب و سپر کسی نے آنکھ پر لگا
ہوئی ہشیار اتنی میں تصویر
کہ تیر اہو گیا اک بار یہ حال
محل میں عیش ہی ماتم نہیں ہے
ہمارا اور تمہارا ہو چکا ساتھ
اور اس میں یکیہ صحبت ہمارے
برابر آوے گی صحبت اونسی کیونکر
شب نکلیگی یعنی اب لب میں برائے
کہ ہم میں وصف بھی کوئی نہیں ہے
کہ زن بی ہر آئی کہاں سے
یہاں بستی ہی گذرے تو بہتر
اور تر آئی محل سے پھر وہ طناز
براتی اور بیٹی صف بصف تھی
تک جھاڑ میں جسکی گرد ہوتے
و ہا مسند مصاحب بیٹھی جاکے
بلور میں جھاڑ اور شمع کافور
رکھے تھے آٹھ میں شمع چراغ
جہاں مہر و ماہ جنکو دیکھ بیہوش
کہ بس وہ حسن خوبی میں بھری تھی
طلائی نقرئی سیپار رچ بچ
کہ بس تھی سیج اہل کعبہ دیر
کوئی لی ڈھول تھی بزم سجائے
بچھایا لا کے دستر خوان گلزار
جنا موقع سے خاصہ ہنگام
سلیقہ سے ہر اک گل کی تھی کیا
جنہیں دیکھی سے جی جاہیگی کہاں

وہ شیرینی لطیفہ و چند در چند
جو اک لقمہ کوئی اوسمین سی کہاوے
اچار ایسے جو اونکو دیکہہ پاوے
یہ سبب تہا پرستی وان آگ لگاوے
برائی اور مصاحب تہی جو بیٹھے
وہ حقیقت کوئی ہم سے کم ہوا ہے
دیا کہانا نہین ہی جس سے لکہوا
ہوا وہ جو فرشتان اپنی زبان سے
جو قدرہ جیکو ہی وہ پیش لا حل
ملے یہین آدمی کو چہار لذات
طعام خاص ہی قوت زبانی
جو اب تا صواب اسکا جو اوہین
جو راہ علم ظاہر پر ہین قایم
ہوئی کیفیت اوسکے حسکہ معلوم
جو باطن بین ہین ہیں مست جام الفت
کہ بس اونکی وہی ہی منزل وصل
شب فرقت گئی وصل سحر ہی
جہٹی تن سی تمہاری خاک دورے
کہ اونسی لاکہ جا اسکا ہی
قریب اسکے جو یان جنیہ عیان ہے
فراغت جب ہوئی کہانے سے حاصل
سماع و رقص کے اگر ہیلو ہین
قرینے سی ہمیا وان ہر اک شی
کوئی مہر و لیے اک دایرہ ہاتہ
کہا جسنے اور سارنگی بنا کر
مہا تبحان نے طبلونکی کہینچے
وہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بیان ہین جسکی ہوتی ہی زبان بند
زبان پر لذتین لاکہون تہا دے
تو منہ مین پانی ہر اک کی بہر آوے
کہ راجہ راگ بن ہی کچہ نہ کہاوے
سبہون نے اپنی اپنی ہاتہ کہینچے
کہ جس باعث سی تہے بر ہم ہوا ہے
نہین پایا تہا ہی صاعت اے شاہ
کہا جلدی گروہ بید خوان سے
طعام اول ہی پایا ہی اگا دل
ہین چار ونکے مقرر چار اوقات
ہی بلنی کو ہی خوشبو ہیمانی
تو ہان البتہ کہانا ہم یہ کہا لیں
نہ دیوین اونکو رخصت راگ کا ہم
تو پہر حکم کتابت سی ہی محروم
انہین کو چاہیے اسکی سماعت
بغیر از راگ ہی ونکی تسکین دل
ہوئی چلی راہ دور اب یہ گہڑی
ہاتہ ہوئی اب تم تہا دو شکل نوری
کریں دلشاد اب تم جان سے
مہیا راگ کا اسباب آن ہے
ہوئی حسب الطلب کہرین داخل
گئے اوس جنیہ راحت فزا مین
رباب و بین و طنبور و دف و نے
کسی سی کہتی تہی کیجو مرا ساتہ
موافق اونکی سب باتین بنا کر
کہ وہ جان ملاکہ گرو نسی انجہ
سنی سی جنکے دل کرتا ہی فریاد
کہو تکیا مین مہیا وان ہی سب تہا
گئے جنیہ مین کمل تختی چمن کے
پسند آیا انہین گانا پرانا
[illegible]

ہزاروں شمع کی کہانے دینا
مربہ ہر طرح کا چاشنی دار
ہزاروں قسم کے میوے رکہا
کیا جب نوش جان آدمی نکہہ ان
برہمن دست بستہ روبرو آ
ہی کیا مطبوع خاطر شرب و اکل
جو فرماؤ منگاوین ہم ابہی در
گرامی آگاہ علم بید خوانی
در دل راگ ہی ہوتی ہین مفتوح
وہین ملتی چشم و گوش ای یار
جو دیکہا لذت چشمی سے معلوم
اونہون نے عرض کی اوسکی تہا
نہین ہی سالکونکو راہ نہ جو
نہین کچہ خوب ہی اسکی سماعت
پی عشق حقیقی کا پیالا
کیا جس واسطے تہا ترک آرام
تمہارے واسطے اقسام اقسام
مگر جو یہ تمہاری ساتہ ہین یار
کمی سرکار مین اونکی نہین ہے
غرض یہ بید خوانون نے سنایا
ادہر انکے مصاحب اور ہمدم
مکان پایا عجب رنگین و دلکش
کسی ہر جبین کے پاس قانون
کسی کے جلترنگ اک ہاتہ مین ہے
ستارونکی ملا کے تار کیا
جہیر ونکی لیے وہ جہڑیان ہاتہ
وہ موروچنگ مہتیا اور وینا
جو ارباب نشا طالقصہ وان تہی
بہم کر مشورت آپس مین تہی
[illegible]
[illegible]

بساخوش صنایع بشوہین و تکین
نگاہ ناظران جن پر گلس دار
کہ وہ تازہ ولایت سے تہی آسے
ہوئی انگشت حیرت سب بدندان
لگے کہنے کہ ہو جب اسکا فرما
نہین پایا ہی جسنی رہ بر و دخل
وہ کیا ہی جسن سی دل تیر آہو خونخوار
عیان سازندہ راز نہانے
کہ آئی جسم مین ہی راگ سی روح
رکہی ہین جسم مین یہ لذتین چار
زمین پر گوش شنوا کیونکہ محروم
بہتر سالکون نے کی ہین دوراہ
کہ سنکر اسے ہو جاتا ہی مجذوب
کہ موقوف اس سے ہوتی ہی عبادت
ہوا اسکی اس سے کیفیت دو بالا
ہوا اسواب تمہارا آخر انجام
ہی اکل و شرب ہر جا بہر آرام
اگر انکو ہوا اسکا شوق بشمار
ہر اک مہرو یہان زہرہ جبین ہے
وہ کہانا اوسنے بہر خوشی کی پایا
بحکم بید خوانان ہو کے باہم
ہر اک رونق فزا اوسمین پریوش
فرشتے ہی اسے سنکر ہون مجنون
وہ لی اوٹہتی ہی گویا راگ کی لے
بنا کر ٹہاٹہ کر رکہتے ہین طبلا
کہ جنکا راونکی گوش زہرہ تک جاتے
کہ دل عالم کا لیوین سر جبین
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

خوشی آئی جنکے تئین قبا ونکی بار
اونہونکی سر جلد عالم نشا کا
رکہی تہی سب پیوست اپنی جو کرسا
کہڑی ہو کر بجا یار اک جسدم
جو بیٹہا تہا سو بیٹہا رہ گیا تہا
اہی صورت ہزارون نذریان تہین
کبہی جانب وہ لونڈی برج باسے
ادا ہین اونکی وہ غارتگر جان
وہ پاؤنکی ٹہپک کبہی جان کیا
اوٹہا کر ہاتہہ آنا نامی رہا
اگر کچہ جلوہ دیکہہ پاتا
سمان وہ سو رہی گر دیکہہ پاتا
اکہاڑا وان پہ اندر کا مجل تہا
ادہر نوشہ گیا تہا جب مجلس
یہ جہالر ہو تیونکی تہی نمایان
سبہی مسند رکہی تکیے زبس نرم
غرض جا کر یہ بیٹہا تخت اوپر
اداہونے لگین ہمین جو طرفین
ستارے برہمن نی چند گین کر
بہم ہوا ایک جا وہ مہر او ماہ
دیا پہر اوسکو اوسنی آب بہر کر
اجابت ہو چکی اونکی وہ جسدم
عروس لیل نامہ حشمت و جاہ
سپہر بادشاہی کے اوپر آئے
ہزارون فیل منگلوسی سبک دو
ہزارون پالکی لاکہون ہی چنڈول
نہ تہی بس وان پہ قدر سیم او زر
غلام مہروش وہ چند در چند
گلاب عطر کے شیشے وہ لاکہون
کمان چاچ او ونسی ختن کے
مقرر کر مکان اک نیک منزل

جبہی اونکی ہہی بزم شادمانی
جدا اک سمت کو جلسہ جمایا
لگے گانی ملا کر ساز و آواز
او کہاڑا دلسی ساری خلق کا غم
کہڑا تہا جو کہ سو حیران کہڑا تہا
وہ پریان بزم کے اندر عیان تہے
دلونسے دور کرتی تہی اودا سے
قیامت جہانولی آفت غضب آن
کہ تہا ہر سر او بیچ مین ناز سہرنا
بہلا کیونکر نہ دل ہاتہون سے کہنچا
نکل جاتا نہ ہو کر باولا سا
کنہیا کا وہ سب جہمکا ہو لاتا
تکیسا یار بد سے منفعل تہا
تہین رہین ایمان کیا کیا عجل مین
کہے تو جیون شعاع مہر رخشان
صفا سے جسکے مخمل کے تئین شرم
پرستان مین گویا آیا ہی اندر
ہالوحاصل رلونکی رحمت چمن
پڑہی اشلوک جوہی وہ معشر
کہی بہیری بہری با عزت و جاہ
مبارک یعنی مین ہون سے سر بسر
ہاتہ آئے واسطے شاد و خرم
جیسے لے جیل انجم لئے ہمراہ
بصد خوبی ہوا جب جلوہ فرما
کہی لکہہ اسپ تازی خوش نگا دو
خراج ہفت کشور جنکا ہو مول
سجا اوسکی دیی تہی لعل گوہر
بخدمت روز و شب حاضر کہ بند
معطر جس سے مغز دوستان ہو
ہزارون تحفہ جات اپنی دلہن کے
جہیز اوسکا گیا وان یکی داخل

خیال آیا جنہین بیٹی کا دین
لگا ہونی اونہونکے آگی جو راگ
اوڑہی ملکے سر اونکی وہ ہواؤں چار
کمر و تکیا او سہما بند کی تقریر
کہ تہی وہ نی قیامت با ستم تال
قیامت رقص مین آکر کی در خیشر
وہ بیٹہی بیٹہی لی سوٹہ کی تانین
ستم اونکا تہا وہ ٹہو کر لگانا
غضب اونکی نگاہین نہکیان تہین
بیان کیجی کہانتک او سامان
نظر آتی تہی جو سر وکو وہ صحبت
زہی بزم و زہی نعمت ہستان ہے
رتن کی بار دن لیون شب گذاری
تمامی کا جو شبگیر اکہڑا تہا
بچہا اوسکے تلے تخت مرصع
طلائی اک سوچہ لا کیا وان
کہو نکیا اوسکا ٹہ بنکے جای عشرت
وہ دولہن و دولہہ کی دی جب گانٹہ باہم
دو دولہن و دولہہ نے سر وارید کی بکہ
دو دولہن نے لیکے ہاتہون میں وہ پانی
غرض ہاتہون میں دولہہ کی یادہ
ستہہ زرین کلاہ جیسے چرخ چارم
پدم جانے دگر ہوکے برآمد
جنہیں انبیا دیا اعلی جہالنسے
شتر ایسے یہ جنکی عزت شان ہے
کہون کیا مین وہ ملبوس شاہانہ
پرستارین ہزارون وہ پریوش
ہزارون تا تہا ہی مشک تاتار
سپیر تیغ و کمانکی لاکہون صندوق
طلائی نقرئی جنسی سبہی ظروف
نہین تحریر مین آتا لکہون کیسا

کہ تہی اک چلبلاہٹ آج گل مین
زمانی سے گئی رنج و تعب بہاگ
صدا سے بہر گیا گردون دوار
کہ ساری بزم تہی اک بزم تصویر
کیا تہا ضبط جسکو جیسے پامال
اوڑا رکہے تہی ساری بزم کی ہوش
نکالی لیتی تہین قالب ہی جانین
کہ بس پامال ہوتا تہا زمانا
دلونکی پار ہوتے برچہیان تہین
حیا نکی سرخ ہی پکڑی تہی ان گان
بلا تشبیہ کہتی ہے کرامت
کہ بیچ وہ دان پہ ہر سرپرجو ان کہے
سنو پہر اب محل کے جہل ساری
لکے تو اک فلک زرین بنا تہا
بنا سونی کا با کار مرصع
کہ گویا جسمین بہرا تہا آب حیوان
بٹہاکے لاکے جسدم وہ پری وش
کہلا دل اوسکا ہو کر شاد و خرم
گلے ڈالی ہین بکہا دیکر طلا دار
اشارہ کر زحسن زندگانی
بجان مقبول اوسنی لی لیا وہ
ہوا دولت فزائی تخت عالم
رتن و دولت سارسے کر بر آمد
برون تحریر او افزون بیان سے
ستون آسمان کوہ روان ہے
بہا جسمین سبہی یہ صندوق زمانہ
کہ جنکو دیکہہ کر ہو سے پری غش
کہی من عفران انبار انبار
ہزارون طرفہ لاہوری وہ صندوق
کہی اونٹ جواہر تہی [illegible]
[illegible] آیا

آیا ملنا دب وه سرو رعنا
بجالایا عرض آداب بسیارا
کہا ای حسرت جان نور دیدہ
یہ تن مانند جان منزل گزیدہ
جو دیکھا تمنے اپنی آلپن کر غرور
تمہارا در ہی ہی لبس ملک چتور
رتن نی دست بستہ عرض کی تب
کہ ہی لطف و عنایت آپکی سب
یہ تمنی کی ہی سیر سمدر بیابان
کہ جیسے مور پر لطف سلیمان
ہوا تہا لسکہ مین تجز حیران
کیا صد شکر تمنے مجکو انسان
در دولت پہ تیرا ای یگانہ
ہی میرا او مسجود زمانہ

تو گند ر پہ سین لی آگئے ہلا کے
ہمیشہ در پر او رہا لگا کے
دل و دیدہ ہوئے روشن تبھی آج
مبارک ہو یہ تجکو تخت او تاج
محل کا بھی سنگدیپ کا تاج
کہ ہی یہ بھی تمہارا ملک و راج
اگر ہر سو تن میرا زبان ہو
ثنا تو بھی تمہارا کی بیان ہو
جلالی تہی مجھے جو نار دورے
بنایا خاک سے میرے سو نور سے
بنایا قطرہ کو جو بحر عمان
کیا ذرے کو تمنے مہر تابان

مکان ستلہنڈی مین تن سین کا آنا او سرا

لیسبر جسکو وصل یار ہو بدل دنیا کی
برنگ عندلیب پہ وصل گل تک پین پایا ہی

وصال پدماوت سی لذت وسرور پانا



کہ پہر ساقی مست گلفام
مئی عشرت سے مجکو بہر دے اک جام
نگین یعنی بدم رشک چمن کے
شب وصل اوسکی اور راجہ رتن کو
جو بیٹہا آگی وه سرو خوش آئین
رفیق و یاروں نے نذر نین کیا این
مقرر تہا مکان اک ہفت منزل
برنگ چرخ چڑہا جب ہشکل
عجب رنگین منقش تہا بنایا
جواہر سے پہ تہا ہر جا لگایا
تہلی ہو تیونگی تہی سرا پا
در و دیوار جیسے موج دریا
برنگ آئینہ درخشندہ شفاف
جو دیکہی اوسکو دیکہی آنکہو صاف
تماہی بانلی کا جا بجا فرش
رہی سب سے منور منزل عرش
دکہاتی اوسکو منزل اور مکان
گئیں القصہ لے اوسکو تان سب
کہ پہر اشتیاق عاشق زار
وہ ہر اوکی جو تہین اوسکی طرحدار
مگر عالم جو دیکہا اوس مکان کا
ہوا شوق طپش اسکو دو بالا
جواہر کی تہا کہ مرقع نی
نظر کو آتی تہی جس سے چکا چوند
یہی تکہی نظر جاوے جہانتک
مرصع او منقش او سنگ
تمامی باد لہ سے سبز بچھا تہا
زمین کا ردپ کیا کہیے کہ کیا تہا

لکہون تعریف بیان حسن جہین کے
ثنا بعد اوسکے پہر اوسکے نگین کے
کہ جب کر عذر حسر ہی وہ راجا
مکان خاص مین اپنے پہر آیا
گیا وہ روز آئی وصل کی شب
کدا وس بند تلخ جان تہا وہ شکر لب
نہ پونچی جب ہر گز وہم جالاک
کہ تہی وہ ہفت منزل ہفتا فلاک
مصفا خشت ہر سی تہی اوسکی
گلاب عطر آگین آب گل سے تہے
ہوا اون صندلین فرش اوس مین کا
کہ عالم تہا وہ لوح صندلین کا
مکان ایسے ہی سب منزل اوتران
جواہر اونمین تہی یا تہے لگے دل
بلورین ہی فرش ایسے نمایان
فلک پر قطب جیسے ہو درخشان
گیا جب منزل مقصود پر دان
نہ دیکہی لیک مہوش جلوہ گردان
او ہی جا اک مکان مین شاد و خندان
کیا تہا اوسکے بن نظروں سی پنہان
کہ پر روشن تہا زین جس کے نور
جہان کا فور نور شمع کا نور
فرشتے تہی جیسے ہو ونگیر شیدا
کہ تہا دیوار و در سے حسن پیدا
زمین تہی سب صفا اور رنگین
نہا اسکو احتیاج فرش قالین
چہپر کہت وہ مرصع کا بنایا
نگہ کو جسکے دیکہی آتی تہا حجاب

کبھی مخمل کی جسپر صاف توشک
کبھی چادر کسے کسنے وہ اوسپر
او تکیہ وہ بہلا مخمل ہی تہا سے
زمرد کی تہی بی جوڑا اوسکی قلاب
بیان کیجیے چمک اور کیا صفائی
کبھی اک سمت کو پسند مفرق
زمرد کا جو ترشا پیکدان تہا
رکہا اوسکی برابر ایک تنبول
تہا اور اور گلدستہ بہر طاق
جو اوسکی ہمدمین تہین سرو قامت
جو یہ کہتا تہا اوسنے مسکرا کے
کوئی کہتے کہ یہ ہوگی جتنے ہے
بہہا ہین سب اوسی پہلو مین سیارا
عجب صورت سی آئی وہ پری وش
قیامت بیٹہنین مانگ تہی واہ
وہ ڈہیلے پیچ اور جعد معطر
مباون سنج زرین یہ نمایان
دیا ہین شروبان حسن بر پا
جبین و لوح سیمین ہین کہون کیا
وہ مژگان تیر ہین یا خنجر تیز
عذار صاف رشک فکر بلبل
دہان غنچہ کہ لفظہ یا گمان ہے
مسی پالیدہ لب ہے اور دندان
نگاہ اوس کا غضب پر جو جاوے
ٹھڈی سیب ہی ہین جسکی سرو دوش
قیامت صاف وہ نازک کلائی
انگشت مثل پنجہ اسی بار
یہ اوبہری ہین کہ جب او نپر نظر آ کے
یہ سمین لبس چہپا ہیون پردہ کہا
صفائی چشم پر رشک فکر بلبل
ہی اب صفر اض خوبی قاطع موشر

کہ نرمی ہین نہی کچہ جسمین نوشک
ٹکے تکمون مین جیسے لعل گوہر
جہان کمخواب کو حکم غلامے
سرا سر لعل کے استادی تہا
کہ وہ چہپری تہی پہر یکی بنائی
سراپا لعل گوہر مین غرق
رکہا سب کہ کوئی یہ عیان تہا
خراج ہفت کشور جسکا ہو مول
فدا جسپر فدا ہو چشم عشاق
سراپا ناز اور بہشور قیامت
کہ آئین تم اوسی کس جا چہپا کے
بدم سے کیا کہے وہ لکہتی ہے
کہ لیلۃ القدر آئے آشکارا
کہ جسکو دیکہا یا اوسکی ہین غنبر
شب یجور ہین عاشق کی جواہ
زلف جو شمع روہین جیسے مشک و عنبر
کہتا کی عبا تہ جیسے قبا رحمان
کہ تا عاشق کی نظر ناشکیبا
قیامت سین مثل موج دریا
سنان نیزہ یا جیسے ہین خنجر تیز
قیامت گوش مثل غنچہ گل
داغ عاشق سی پوچہ تو کہا ان جیسے
تہ ابرو سیہ برق درخشان
فلک کی مند مین ہی پانی بہر آوے
خیال عاشقان جیسے ہم آغوش
نہ دلکو جسکے ہے یکجی کل آنا
گل و بلبل ہیون جنکے عاشق زار آ
تو غیر ازاو نکی شب لیے او تر جاوے
کہ در حج حسن پر مہرین لگا گئین
کہ نازک زیادہ از رنگ گل
دیا یکتا غنچہ شگفتہ خاموش

یہ چادر اوسپہ پہولونکی بچہی ہے
وہ گل تکیہ کہ گل ہی تہی کیا تہو
وہ گرد اگرد اونکے لعل گوہر
کہونکیا مین کہ وہ نگین پائے
چمک مین وہ غلاف پردہ جیون برق
ہر اک تکیہ جو وہ اوسپر رکہا تہا
رکہا تہا اوسپہ اک مخمل کا رومال
لگا آئینے آدم قد بہر رنگ
ہوا مسند پہ جس دم جلوہ فرما
وہ کرتی چہلین خاطر خواہ اپنے
کوئی کہتی کہ ہے دلکی تسکین شرم
کوئی کہتے یہ اوس سے ہو گی تحمل
یہ ہم کو اوس مکان نے محرم راز
کہونکیا مین وہ کہڑا غیرت بدر
وہ ماہین السما ہین کہکشان ہی
نظر چہوٹی یہ اوسکی پیٹہ پر آ کے
نہین ہین لف وہ ہین سب ہوش
دھیلے سیلی ہونکی سب ملک آ کے
کمان یا تیغ ابرو ہین کیا ہین
دو باد ام سیہ یا چشم جادو
یہ بینی حسن کو جیسے ہی یکتا
وہ اوسکے لعل لب الیسے عیان لال
ذقن وہ مغز خوبی چاہ بابل
جو آہو گردن اوسکی دیکہ پاوے
برابر اور گول اوسکے وہ بازو
خدا بستہ صفا اوسکے صفا خوش
حباب چشمہ خوبی وہ پستان
وہ اوسکے بیٹہنونکا ہی یہ جوبن
شکم وہ دور جسمی حیرت سخنی
کمر کا اوسیرین کا تہا عالم
صفا نازانو کی اوسکے یہ قیامت

کہ اگر گل کی پہوڑی گری بی
تہی گل اوس سے تو گل تکیہ منقا تہی
نظر کیجیے تو کب ٹہیری ہی اوپر
خدا جانے کہاں سے ہاتہ آئی
سراپا وہ چہپر کیسے مطلع شرق
سجا ہی جنہ حسن آئین بہر اتہا
جیون آب پیکدان نگاہ اسکا تہا
کہ جسکو دیکہ ہون اہل حلب تنگ
تمنا وصل کی لیس من وبالا
بہم ہمنشین تہین کچہ باتین بنا کے
کوئی کہتے کہ توجی آپ ہین گرم
کرین ہم اوس سے کیا عرض احوال
رتن کی پاس لائین پہر لعبات
وہ ہوئی سر بہ رنگ لیلۃ القدر
وہ یا ظلمات کا رستہ عیان ہے
کہ لوح مسند لین پر سانپ لہرا کے
کہ جاتے ہین سدا وہ دست بردوش
اگر لغزش ہی کہا دے تو نہ رہ جاوے
ہلال نوک محراب دعا ہین
ہین صیاد جہان اوسکہین کہ آہو
الف ہی نیشے وحدت نے کہینچا
ثنا ہین جنکے ہی سرے بال لال
نہ نکلے جسمین گر کے پہر کہیو ل
سر اپنا پہر خجلت سی اوٹہا دے
کہ جن سی رنگ گل ہو ہم تر از و
شفق ہین مہر جنکو دیکہ ہو دنگ
دیا ہین دو انار باغ رضوان
کہ شرمندہ ہو جیسے نکہت سوسن
قیامت صاف اک صندل کی تختی
کہ وہ سعلی ہین اک رستی پہ ہین یا ہم
کہ آدمی دیکہ آئینے کو حیرت

وہ سیمین بناگوش مثل شمع کافور
وہ فندق اور کف اوسکی نہ پوچھو
بہری یہ مانگ موتی سی سراسر
پڑا او نپر ہی وہ گوہر کے خوش آب
چمکتے تہی یہ جگنو کی سارے
بیان کیا کیجیے مروارید کی ہار
وہ نازک پونہچیان دو طرفہ نورکی
چڑا او وہ کڑی لوٹتی طرحدار
ستارے کی بہری چھنت ہالو پوش
چھرائی سب تن او سینہ چہپائے
نہ آپس مین اشارے اور تقریر
آئینہ سحر ہم اوسکے او آئین
قدم پہ سر کو رکہا آنسو بہا کے
کہ تیری غم نے تہا جوگی بنایا
پہر آکے طوطی تنگ تہکر نے
رہا ہین یان یہ جس طرح منظوم
کہا اپنا کیا کہو تجہ سی احوال
بہانہ کر پرستش کا صنم سے
یہ تو ایسا ہوا بیہوش یکبار
وگرنہ بار مین رہتی گلے کا
وہاں سے ہو گئی مین ناچار آگے
نہ کہانا ہوش مجھے آتا نہ سینا
بصد ناز و ادا اسکے اوٹھتے
کہون کیا اوسکے مکہ کا تبسم
کہون کیا یکدگر وہ سنبل
بنا طوق کمر وہ ساق سیمین
شگفتہ ہو باغ باغ او تہا وہ خرم
بہری اوس باغ مین بستر گہ
بیان کیجیے اوس حال کیا تہا
کسے کی نیند چاہیے کی گہی لوٹ
کہون کیا اسکے دل کی آگ

بلور مین یا ستون نقرئی ہین تو ہو
کہ ہو سر سبز جیسے باغ پائین
شب مہتاب مین جیون ماند اختر
سحر دم جسطرح سے عقد پروین
گلے مین ماہ کی گویا ستارے
خراج ہفت کشور در شہوار
کہ خوبی اونکی آگی ہاتہ جوڑے
بصد منت پڑی پاؤن ہی پایے
کیا اوڑجا دین فلک کی نگہ کر ہوش
غرض مسند پہ بیٹھی جب وہ آ کے
گویا خاموش نہ دونون بشکل تصویر
بہا کی اونکو اوٹھکر جوش آئین
طپش لگی او سی اپنی دکہا کے
یہانتک چہوڑ کر مین راج آیا
مریض غم کی لینی چارہ گر نے
سو یہی وہ تجہ پہ ظاہر اور معلوم
سنا ہی ہوگا اوس طوطی سی سب حال
یہان بہی باغ مین جا وان یہ آئے
کہ آتا ہوش تہا وان مجکو سنبہالا
کہ وہ آئین و رسم عقد سب تہا
دل بیکل سے لیکن کل نہ پائی
کہ تیری غم سے تہا دشوار جینا
بہر کمٹ پر گئے آرام لینے
کہے کیا کیا تری دکھون نے باہم
بہم جیتی تہی اپنے وصل کے گل
ہوا اس سلسلہ جنبان
بہرے اوس غنچے مین قطرات شبنم
کہ جیون برج حمل مین جا اختر
بہم دونون صد ناز و ادا تہا
لگے سوی ستیز چہوٹا
فراغت کر کے اوٹہی جب پلنگ سے

وہ انگشت گول اور نگین یا لکل
قدم تک سر سے لیکر پا و لو پوش
وہ ٹیکا اوسکی پیشانی پہ آفت
وہ نازک کان مین جو بالیان ہین
زمرد کی وہ ہیکل اسقدر سبز
غضب ہے بند آفت نورتن تہی
وہ نگین اوس سیب بینی کی چہلے
اگرچہ تہا یہ زیور زیب قامت
وہ اس عالم سی کافر جبکہ آئے
لحاظ و شرم سی بیٹھی وہ خاموش
پرستاریں وہ دانا سے بتانا
ندیکہا غیر کوئی اوسکی جب پاتہ
کیا تقریر اوس سے اپنا احوال
کہون اونکی سو کیا ای ناہرو بات
غرض سب حرف گاگری تکرار
کہون کیا سن چکی جب زبانی
کہ سنکر حال تیرا ہوگی بیتاب
ہوئی عاشق مین تجکو دیکہ اسجا
خدا کو تجہ اوپر میری نگہ سے
تری چہاتی کو صندل مین لگا
بظاہر تہی حیا ننگ و ناموس
بہم جب کہ چکی حال دل زار
گرا دین چلو مین جو تہین خشت اسکو
بہم دونون وہ صدف
بزانو مستعد ہو کر وہ مائل
ہوا ابر جوش بہر ابر گہر بار
جو تہا وہ راز مخفی در مسفت
نہال آرزو تہا در از آب
لگا کی رنگ جیون مہتاب ہوتا
ملا دل دل سے تن سی تن ملا تہا
کہلے دل وصل سے ہو شاد خرم

کنول کا پہول یا گیندی کا ہی گل
کہ مہر و ماہ کی بہی جانین اوڑ ہوش
بہم مہرو مہ آثار قیامت
جہکے پہول اور پہلو نسی ڈالیان ہین
قدم تک حسن یوں جیسی ہی سبز
بہم دل لینی کو یک جا و تن سہی
ہر اک جہلا دل عاشق کی جہل لی
یہ کی طلخال سے برپا قیامت
نظر آئے رتن کو اک خدا سے
شراب عشق سے لیکن بدن جوش
کہا لیکن ہنسے السی لی ہر اک بہا
رتن نی پاسکے تہا اوسکے ہاتہ
جو گذرا ماجرا تہا ناصح حال
جو دیکہی روز و شب تجہ بن صعوبات
سنا کے داستان عاشق زار
تو بولی وہ گل باغ حیا سے
نہایت مضطرب مانند سیماب
کیا تجہپر فدا مین نقد دل کا
حیا ہی ہر زبان پر سد رہ تہی
یہ تو ایسا ہی سویا پہر نہ جاگا
کہ جلتے تہے برنگ شمع فانوس
کہ نکلا پاؤں سے ورد کے خار
کہ لیتی جا یہ بہی پر وہ بہت خوب
کہ لب سینہ بسینہ لب بہ لب تہی
کر اپنی دست اوس مہ کی حمائل
کرئی زیب صدف پہر در شہوار
بسان دو ہلال نو بہم جفت
ہوا ہر یک وہ تازہ اور سیراب
کسے کا رنگ رو مہ شفق تہا
تہو ابل للقدر یا دن عید کا تہا
تو پہر مسند پہ بیٹھی آکے باہم

بہم تقریر انکا اور اشارات
رہی تا صبحدم حرف و حکایات

وہ دلہن و دولہا کی خاطر خواہ پائے
کہ تھی جیسے کی جنت او ٹھہائے

جو تن من جان کہین اپنا ملائے
تو مطلب کیون نہ ہر گز گستہ پاوے

حسن و جمال کا اور بسر کرنا عیش و کام مین بادہ و پیالہ کا

دی ای ساقی مجھے جام لبالب
کہ ٹوٹے کہیں خمار شب کی یکسر اب

ہوس ہے مگر ہیں ان مثل سیماب
برآیا ہے مشرق سے جہانتاب

بدن سے ہیں آئینہ محرم راز
نہ سرو شوخ دلبر او طناز

کہ باوجود اسکے اوسکی خوش آئین
برنگ نرگس شہلا ہین رنگین

جو ملبوس عروسی ہی ہی تن سے
سو لیکر سر سے پا تک شکن ہے

جو ٹوٹے ہو تو ہونگے ہار تھی سب
پڑی ہین دہن کے جیسے کوکب

بیان کیا کیجے اوسکی زلف کا کل
پریشان ہین سراسر مثل سنبل

مگر در بر او ہی کہنچا تھا بس تنگ
کہ تن ملتی سکے بستر پہ جدا رنگ

یون خمیازہ ہی بس چلتا تھا منہ کھول
نسیم صبح سے غنچہ ہی جیون گل

یہ دیکھ اوسکی مصاحب و ہمدم
کہا یہی غرض آپس مین باہم

کوئی منہ دیکھ اوسکو مسکرائے
مقابل کوئی آئینہ دکھائے

کوئی کہتی ذرا تو اپنا منہ کھول
تجھے میری قسم ای غنچہ لب بول

وہان اوس گل کی جسدم پاس آئے
تو دیکھ اوسکو نہ پہر ہوئی سمائے

بنا کر بیٹھیان میو کی وہ گول
اور اوسکی ساتھ باتین سب تنبول

دولہن کو لیگئین حمام مین سب
کہ بیچ حوض مین جیون چاندنی کب

بدن پر تھا زبس پانی کا عالم
کہ برگ گل پہ جیون قطرات شبنم

کھلے بالون مین چہرہ یون لگا آکر
گھٹا مین جسطرح بجلی چمک جائے

نہائی بسکہ جتنی آب مین تھی
ہوا پانی وہ سب عطر سہاگی

نہا ہو کی وہ نوشہ جا نہین آئی
لباس نو عروسی اور منگوا

رکھا بس گست پیتو نہین لاکی زیور
سکہ کیجے زیب تن ہو حور جو بشر

زبس آئی نکل یون جو اسنے یکبار
قمر جیون بیچ آبی ہی نمودار

کہ جو فرش و فروش و سجا بچھایا تھا
اوٹھا کی اوسکو تھا بہتر بچھایا

قرینہ ہی سے مسند بھی بچھائے
مکان کی شکل جنت کی بنائی

غرض اسباب جب سب کچھ بنایا
پھر اوسکو اوس مکان مین بیٹھایا

ولی اوس بن تھا اوسکی دل مین ہنوز
ملک کے مجھسے وہ ماہ اول افروز

کوئی ہمدم جو بولی تو وہ بولی
نہین لیتی شرم ہی منہ کو نکہو لے

جواہر کی ہزارون کشتیان مین
کہ وہ اوسکی رفاقت مین کھڑی تہین

برآیا بسکہ اونکا کوکب وصل
کہ بعد از روز ہجران تھی شب وصل

کیا تھا ترک جسکے واسطے راج
ہوا سو آخر کار اوسکا سر تاج

بیدار ہونا صبح کو اون دونون آفتاب کا

فلک پر جالس خورشید طالع ہی ہو کر روز ہجران کا
شب وصل انہم لیس بات انہی پرچھا تاکر

دولہن دولہا کو سوتے لیے وہان سے
جو آرائش ہی اونکی بہر ستان

برآمد ہو رتھ دولت سرا سے
رہا سو ہو اک خلوت مین آکی

یہ دیکھا رنگ وہ آراستہ کا
گل باغ حیا نو خاستہ کا

عجب ہی شکل اوسکی ہو گئی تھی
کہ رنگ سرخ تن اب جھینپی تھی

کہین جسکے ہی انگیا بند ہین باز
کہیں جا سے گئی چل چین پیشواز

جبین تھی جو افشان سے نمایان
سو ہیگا روی پر افشان اوسکی زلفین

ابھری کچھ سے وہ اوسکی لال گال
برنگ غنچہ و بامنند گل لال

غرض یہ زن نازنین تھی سر سے تا پا
کہ شب باقی ہی مین گل جاتا ہے تھا

اوٹھا کر ہاتھ انگڑائی تھی وہ ماہ
گویا لیتی تھی یہ حسن کی تھاہ

کوئی گا کر سہاگ اوسکو سنائی
کھڑی کیا مین کہ کوئی کلسٹ مین تھی

جدا ہو کر کوئی اوس نازنین سے
جمالی لی کوئی ٹیکا جبین پہ

تھی سرگرم شرارت ہر پری رو
ولی وہ شرم ہی تھی سر بزانو

بدن اوسکی پہ بعضا جو نشان تھا
کھڑی کیا مین سہاگ اسکا نشان تھا

سوا اوسکی جو سمجھی رہی تھین
کھڑی کیا مین غرض اک اک سہیلی

دیا مثل اسطرح اوس گلبدن کو
کہ جیسے آب ہی تازہ چمن کو

چمکتے تھے یہ قطرے ہوی سر کے
سحر دم سبطرح جیسے ابر تر سے

گرا تا یونہی جو پانی زمین پر
کہی تو تھا وہ عطر مشک و عنبر

زبس خوشبو سے وہ حمام سارا
بیان کیا کیجے شیشہ عطر کا تھا

گرا اوسکو سے پاتک بیسات قا
بنی گویا سراپا اک قیامت

غرض یہ پوشاک نوکر زیب تن کا
سر لو بہی کی شکل بن کر

ہوئی آراستہ ایسا پر زہ مہرو
کی آرائش اور خلوت سر اونکو

پلنگ سونیکا اک بچھا کے
بچھایا اونکی آسائش کو جاکے

جو تھا اسباب عیش خانہ رنگا
کیا سب جو قرینہ جا کی جا

تھی ان ولی فراوہ غیرت شمع
ننگ آسماں ستاحب سب جمع

تصویر مین اوسکی وہ پری رو
تھی بس خاموش بیٹھی سر بزانو

غرض تھین تھین اوسکی جو چالا
ولی ہر اک کو زیور اور پوشاک

زرتار پان غسل فرما مین خلعت
کہ تھا وہ جو نسا ماہ اک خلعت

مصاحب اوسکے بھی ہمراہ جو تہے
گہڑی بہر کو بیٹھ کر اپنی جس پاس
بجا لایا محبوب سہو کی یک بیک
عجب عالم مین عالم اوسکا دیکہا
لباس نو عروسانہ وہ رنگین
صفائی ہو نہ جیسے ہو نگینے سے
ولی اوسکا بہی یہ عالم بنا تہا
یہ بکہڑا اوسکا گہونگٹ نکلی یان
ادا ایسی مین اشارہ او تقریر
مکان خالی اونہون نے جب کیا پایا
اسی صورت رہی پہر زیر سقف
جنہون نے ساتہ اوسکی تہا نبہا
کہ جب ہنگام سرما سر پہ آیا
لعابِ سفلی احتشام احتشام
ہزارون یار گئے اپنی وطن کے
ترے بس رنگین شالی ہر برانی
گئے سردی ہوا گرمی کا موسم
کہ جنکو دیکھ کے یہ دیکھہ یاد
سجا گئے شمع نے خانونکے اندر
گلا سیا ایسا ہرا جو صحن تہا سب
جو دیکھی سو کہی ہی طلسمات
رہی لو سجا غرض یہ خرم و شاد
ہوا برسات کا موسم نمایان
بلندی مین مکان جو تہی نہوا
برسنا مینہہ کا عالم گھٹا کا
پر برو لونکی ایسے سرخ نوسا
گردون کیا دان کا عالم اسے کہا
خیابان چمن سبزہ شاداب
ہر طرف کہیون مین سبز رکہید
جو آیا سرد چشمہ او ریلائیم
بہ رنگ لالہ نگاہ وہ سرا پا

سو گہوڑے اور جہوٹے سبکو تہے
پہر آیا جس مکان مین تہی سپاس
کہا اوسکو دیکہہ کر بس شیشہ رہی تک
کہے تو ہو گیا انکہونکو سکتا
کہ جس سے حسن وہ چند ا نکلین
نگہ زیور سے پہلے پانون پوچے
کہ تہا حسن کا شعلہ سراپا
کہ جیسون ابر تنک مین مہر تابان
بہم بیٹہی ہین دونون شکل تصویر
بیان کیا کیجے پہر تخمین ہوگیا
بہم خوشحال مصروف طرب وہ
اونہین بہی ہوا ہم سے پہاڑ بیا یا
بہم وہ دونون نے کیا کیا چین پایا
سبہون کے زیر قیامت پہر آیا ہم
نئی پروانگی چین دو کن کے
جنہون کے ملک شہر مین دو بالے
بیان کیا کیجے اوسکا جسے عالم
دل و دیدہ کو بس آرام آوے
لگائے جا بجا تہے لعل گوہر
کہ جام چشم عاشق جیون لبالب
کہ یان باہم ہین جا بجا اور سیات
بسان حور غلمان شاد آباد
کیا ایسا او نہون نے ایسا مالت
کیسے رہنی کو ایسے پہر چلیار
نہین تخمیر مین آتا انکہو نکیا
برنگ برق چراغ جب جلا لاکہ
کہ تہی کس لطف ہی بس سبزہ زار
طرا وت جیسے ہو چشم سیراب
جہکا جا رہ لطف ابر سیاہ
اہر طادی لیسے بس یک تخت گوہر
او را منیر سو قع موقع کا رینا

سبہونکو پہر طعام خاصہ کہلوا
سلام و کورنش تسلیم ہی یار
وہان پہر آیا وہ تنک پرزاد
یہ سر تا قدم تہا حسن زیور
نہ تہی کچہ احتیاج حسن زیور
غرض آ کی یہ بیٹہا پاس خاموش
بدم کو شرم تہی جو بہر ہو نکے
یہ دیکہہ اوسکے وہ ہمراہ ان باہوش
طعام خاصہ دونو نکو کہلاکے
کیئے جو جو مزی دونون نے باہم
او تہا جس لیئے تہے دردا و رنج
غرض اک سال اوسجا ہون پاصدر
وہ رہتی گو سراک خلوت سرا کہ ہم
ہراک پوشاک تحفہ ریشمی سے
در سکہ کہینچے تختونکے وہ تصویر
رتن بٹے یہ دیا اپنے سبہون کو
کہ خاطر خواہ غسل خانے سجائے
یہ فرش صندلین ہر جا بچہایا
رہین روشن وہ تہل شمع کافور
وہ فوارونکے ہر دم جوش پہر
ہزارون جا سے عالم گلستان کا
تو سل مین دلہن دولہا کی جو تہی
مکانونمین بچہائی فرش رنگین
چہنین پردے لگائی سرخ ہر جا
کہہی کالی لہٹا اودہر کو جہاکے
وہ نمانہ باغ مین جو سیر کرنا
گلستان سبز تر فیض ہوا سے
درختونکی وہ سبزی سرخ وہ گل
ترشح گاہ گاہ کہ شور باران
چمن مین جا بجا بگلون کے جہولے
بناتی اوسکے پودی سرخ رنگین

مہو سمت محل تشریف فرما
جو ہون آداب رایان جہاندار
جہان تہی وہ صنم حسن خداداد
زلف خورشید کی ٹہکرے نہ جسپر
ہر اک اعضا تہا اوسکا حسن سے بہتر
کہ اوسکے اوٹہ گئے تہی دیکہکر ہوش
دل گہونگہٹ سے ہی جز دیدہ نگہ تہی
کہ ہو جیسے سہارے ہین جا ہوش
چلے آئے مین اونہین تنہا بٹہا کے
کہا جاتا نہین لو لین سو کیا ہم
ملے سوین حسرت کی اونہین گنج
کہ کس سر چین سی گذر اپنی بصل
پیچ کے وہ درش محل جا بجا نرم
کہون کیا مین کہ وان کس کی تہے
ہون جنکو دیکہہ حیران اہل کشمیر
پدم لی پاپی محرم ہمدمون کو
تیلے اونکے یہ تہ خالی بنائے
گئے ہر جسم مین عطر حسن لگایا
حرارت جنکی آئے رنگ ہی دربر
وہ جہینٹا چادرونکا اور جہرنے
گویا لفظ تہا وہ باغ جنان کا
اونہونکی ہی مکان ایسی بہی تہے
کہ جنکے پاس سے ہو عرش رنگین
کہہی برسات مین عالم یہ بہاتا
جہڑی کا مینہہ تہی ہی کی لگا کے
وہ بالاخانون سے گاہی اترنا
زبان کو تازگی جسکی تہا سے
گویا لعل زمرد کی ہین بالکل
صد آکر چمن پاہم برق رخشان
کہ جن مین آہ گوشت حسن کو تہے
سراسر گرد جنکے کام زر مین

ہزاروں جانور وسنانسر کے
صدائے طوطیاں سرخ منقار
جھہیو نکے صدائیں وہ پیارے
مکان لاکھوں بلند و پست پیارے
جدہر دیکھو قدم تک سر سے لیکر
کسی کا رنگ ملبوس سنہرے
یا یہ عالم ہیمنت کی سب یہ ہمدم
بہم دولہا دولہن تھی ہر سحر شام
کسیکو خوش تھی سیر باغ اور گل
یہی عالم تھی ہر شام و سحر ہے
بیان کیا ہے اس مجمل کی تفسیر

لٹکتے گرد اون بنگلونکی سجرے
برنگ تیر لبس جہانکے بیوپار
کہیں پی پی کے بند ہی اپنی اکیلا
انیس و ہمدم و دولہا دولہن کے
کسی کی تھی پوشاک اکثر
کسیکے زرد پوشش شوخ گہر
رہیں ہر وقت میں خاطر شاد و خرم
لگے کس کس طرح جیسے چین آرام
کسیکو باغ گل ہی فراغ اور گل
کوئی خندان ہی کوئی نوحہ گر ہی
ہی اس احوال کی یہ جای تقریر

خلاف انکی سنہرا زرد رنگ
فصیلوں پر ہم طاوس تھے قصان
سب یادمین بنگلونکی قطارین
رہی انہین باہم سب سیر کرتے
کوئی پہنے ہی اودی سرخ پوشاک
کسیکا ہی لباس سبز دہانی
دولہن دولہا جہاں جا بیٹھ جاتے
مجھے کرکے بیان حیرت ہی آتی
کبھی کہہ بہار بوستان ہے
اسی میں یہ جو ہی برسات آئی

کہ نیرنگ فلک ہو دیکھکر دنگ
صدا جیسے کہ تھی ہر گلستان
کہی تو آپ جیسا انکی بیچ بارین
دم خدمتگذاری او نکا چہتے
اور انمین آپ جیسے وقت چالا
کہ جیسے سبز ہو باغ جوانے
کہ تھی سب انکی خاطر باغ و بستان
کہ ظاہر ایسی سے قدرت خدا کے
کسیکو پھر رہی عالم خزان ہے
کہیں بارش کہیں آتش لگائی

ناگمت رانی کا یاد رتن سین مین صحرا کو جانا اور اپنا حال پر ملال جنگم نامی طائر کو سنانا

الٰہی ساقی بار غم جہان
لبالب جام سے دے مجھ لبنا
ہوا تھا سو کہی سنگدل بے خست
دل رانی کا ایسے کیا کہوں حال
جگر تھامی ہوئی غمگین بیتاب
کبھو وحشت میں آ باہر نکلتے
کبھو منہ ڈہانپ ڈہانپ اپنا وہ روتے
کبھو دیوانہ سان بکتی وہ دلگیر
کبھو مقنع سے منہ اپنا چھپا کی
جلا کی مجھکو غم سے مثل ہو نے
نہ دیکھا نہ سنا ہی جو گرا ایسا
کبھو بیتاب ہو کر در پہ آتے
بسان مہر جلتے تھی وہ بیتاب
اوسی غم سی کہ تھی حیران نالان
غرض اوسکی جدائی میں شب و روز
تصور دل مین کر قدرتن کا
نظر آتی تھیں چشم رتن سین
چمن مین جا کی اپنی داستان مین
محل سی آئی گلشن مین خرامان

انیس و ہمدم آفت نصیبان
لکھی ہی داستان وحشت فزا
اوٹھا کر یار کی دل سے محبت
کہ اوسکا تھا یہا تک ہی کہ احوال
پھری تھی لوٹتی مانند سیماب
اوٹھا کر خاک کا ہی منہ پہ ملتی



ہوئی صبح وطن شام غریبان
گذرتی تھی نہایت باغم و سوز
تماشا دیکھی سرو چمن کا
تو دیکھوں چشم نرگس کو نہ تن مین
کرون جا کی سوسن بیچ تن مین
کیے مانند گل ٹکرے گریبان

وہ سنا سکر اپنا اپنا سیہ تم تاہی
پلا دی مجھکو وہ اک جام لبریز
کہ یعنی ہو کے جوگی جب وہ راجا
یہان تھی اک جہان سیر اوسکے
کہ اوسنی مثل گل اپنا گریبان
یہ تھی پر جوش اوسکی چشم گریان
کبھو زانو پہ سر رکھ کی وہ بیمار
اوسی ارسکہ ہو کر غم کیے ستھے
خیال اکدن یہ اوسکی جی مین آیا
عذار و لعل لوشین یاد کر آپ
جو یاد آ رہی وہ زلف پریشان
یہی مین ٹھانکر وہ عبرت باغ
زبس غم سی وہ سر گرم فغان ہے

تو پھر دیا دانا مجھیا ان کی وہا باہر
ہو جیسے آتش دل اور بھی تیز
لیے ہمراہ لشکر جوگیون کا
تھی جیسون دریا ہو تکی اشک جاری
کیا تھا چاک لیکر تا بدامان
کہ ہر گوشے مین اوسکا کہو دیا
کبھی بیٹھے رہتے شکل بیمار
تڑپتی اور ملکتی جان کہو سے
کبھی بیہوش رہتی مثل تصویر
بیان کرتی تھی یون آنسو بہاکے
گئے جوگی منڈہی کیون کر سر
کہ جوگی چھوڑ دی جوگن کو ایسا
جگر تھامی ہوئے پھر گر جاتی
برنگ ماہ ہر شب بیخود و خواب
کہو دیکھا مین جوگی رہ گئی تھی
کہ دل بہلاؤں اپنا باغ مین جا
گل غنچے سے کہے دل کا مطلب
وہ سنبل پر کروں گی جان قربان
برنگ لالہ گلشن لیے داغ
لگے تو منہ لپیٹ بوستان سے

غرض آئی تھی ہمالے کو دو دل
جو نکلیں سو لہو نہرین جاوہ کر
قریب سر دہیر پہرکے جو آتی
تہ آبین پہنچتی تہی وہ تشویش
جلے تہا نہ گل او شجر تہے
حرارت اوسمین تہی بس نہ سمائے
بگولی کی طرح وہ مضطر حال
ہوا سرکش جو درد آہ اوسکا
چنار آسا کف افسوس مل مل
او نہون مین ایک طائر بادیہ
تو ای دل سوختہ ہی کون آئی
خدا کیواسطے اے ماہ پیکر
تو ای لیلی روش بار و گلگون
تجہے گردون نے کیا آفت دکہائی
کسی کے ہی تو عاشق ای پری زاد
تجہے احوال اپنا کہہ تو سارا
لگے کہنے کہ ای مرغ وفادار
وہ آتش ہی کہ سینہ مین ہے سوزان
کرون شکوہ مین کیا بخت سیہ کا
زبان ہی سیر میری دشمن فال
عجب بستی کا وہ دلکش مکان ہے
سراپا مین شکستہ پیر تیراو
فراغت سی تہا اوسکا ملک تاج
لیے پھرا او لیئے ایک طوطا
ہوا جب سنکی راجہ او اشتیاق
زبس وہ طائر شیرین نوا تہا
ہوا موقوف اوسپر اوسکا جینا
ہوا تہا سوی صحرا عازم صید
مین اوسکی انتظار مین بس تہی مشتاق
نہا وہ ہوگئی الیسے بیان سنکر
سنا کر آئینہ بار دی شادمان

ہوئے آسکو کرکے وہ مرغ بسمل
تو پھر کرنے لگے وہ اشک باری
تو لاکہوں سرد آہ ہونکی بنائی
فلک پر پہنچتے تہی جسکے آتش
کباب سوختہ سی جانور تہے
کہ جیسے آگ صحرا کو لگائے
پہری تہی بس غم الفت کی پامال
سو اتنا تک ہی سیہ گردون پلایا
جلاتی آتش غم سے وہ جنگل
بہنگم نام تہا او سرحد پہ بیٹھا
کہ آتش تیرے آہونے لگائی
بتا کسکا ہی تیرے داغ دلپر
ہوئی آوارہ کیون مانند مجنون
جو تو نے اپنی یہ حالت بنائی
کہ اوسکی غم سے ہی تو جان ناشاد
بجالاؤن جو مجھ سے ہوسکیگا
کہون کیا تجھسے اپنی حالت زار
بیان کیجے تو ہو اک خلق بریان
بدولت جسکے الیسا روز دیکہا
کہ یہان تک جس سے پہنچا ہی میرا
نمونہ جسکا اک باغ جنان ہی
غرض حسن مجسم ہے خداداد
کوئی بستی مین اوسکی تہا نہ محتاج
بہت خوش رنگ نیرک او دیانا
کہ طائر ایسے کم ہوہین بہ آفاق
رتن کا بس مصاحب وہ بنا تہا
کہ اوس بن خوش نہ تہا کہا نا پینا
کہی بس ایکشا پنجرے کے قید
بصد عیش و طرب تہے سرفراز
کہ جیسے کوئی دلہن پہول انبرکی
ہوئی میں حسن اپنا دیکہ پایان

قد اوسکا یاد کر وہ رشک شمشاد
کسے سیالی تلے ہو کی نکلتے
پہری تہی باغ مین بس جا بجا وہ
یہ گرمی اوسکی آہونسی تہی پیدا
گئے اوسدم جو وان ہی سوی صحرا
نہ رنگ غنچہ ہی گلشن ہی نہ لتنک
یہ آتش اوسکی آہونسی تہی پیدا
سوا سیل اشک چشم گریان
جو تہی وحش و طیور اوس دشت کی وان
نہایت دیکہ اوسکو مضطر حال
تجہے کسکا الم ہی ای غم اندوز
تو ای خانہ نشین ہی دشت پیما
ہی جیون فرہاد کسکے غم سے غمگین
کسے ظالم نے تجکو یا ہے لوٹا
کوئی پردیس کو تیر اگیا ہے
کلام طائر دلسوز سنکر
زبس ناگفتنی ہی حال میرا
یہ آتش کیونکہ میری لگی جاوے
یہ حالت اپنی جو مجھپر عیان ہی
یہ سیر ہی کہانی کر اسے غور
وہان کا ایک راجہ ہی رتن سین
کوئی ثانی نہین اوس ماہرو کا
کہ ناگہ ایکدن وان اک برہمن
وہ طوطا تہا قیامت کہ طرار
دیا اوس برہمن کو مال او زر
نہ اک دم دیکہتا اوسکو رتن سین
ہوئی اک واردات اک روز ناگاہ
قفس مین ان طائر شیرین نوا کا
سو اوسدن بیٹہی اپنی تہی سنوار
لباس فاخرہ کر زیب قامت
نظر جو حسن مین اک گوہر یکتا ہے

ہوئی سو اور بہی ان گرم فریاد
چنار آسا کف افسوس ملتے
لبان قمریان کو کہہ سر او وہ
کہے تو باغ سارا جل گیا تہا
نسیم سرو وان سکے رہتا نہ ترا
چلے صحرا کی جانب کرکے آہنگ
کہے تو باغ سارا جل گیا تہا
طپش سے اوسکی دریا خشک تہی وان
شرار آہ سی تہی اوسکے بریان
لگا یون کرنے استفسار احوال
کہ پیہم کہینچتی ہی آہ جان سوز
بتا یکسے کہ یہ حال تیرا
جو یون کہوتی ہی اپنی جان شیرین
جو تجسے ہی ترا گہر بار چہوٹا
طلب اوسکی تجہے اب جا بجا ہی
فدا کر آنسو نکلے اوسپہ گوہر
نہ مجھسے پوچھ کچھ احوال میرا
مگر امید ہی اوسکو بجہاوے
سو بعث اسکا یہی ہی زبان ہے
کہ اک ہی شہر اوس جا نام چتور
جہان کے دلکو جس ہی راحت و چین
زبس ہی حسن خوبی مین ہوئی کا
بظاہر دوست پر باطن مین دشمن
نہایت دلفریب اوسکی تہی گفتار
غرض شادان ہوا طوطیکو لیکے
تو ہوتا تہا نہایت سخت بے چین
محل مین چہوڑ اوس طوطی کو وہ ماہ
کہون کیا مین کہ اک جانب کہا تہا
زمین پر جیون پریکا ہوا اوتارا
سر صبح پوش سرتاپا قیامت
لگی طوطی سے کرنے جا یہ تکرار

کہاں ہی سرین لواؤ دشت پیما
برابر جسکے ہی کوئی وہاں پر
نہ جیت ہنا ہوا مجھکو گوارا
یہ سنکر شیش پٹ اوہ فتنہ انگیز
نہیں ہی کوئی جگ مین اوسکا ثانی
ندامت اکطرف یہ مجکو سوجھے
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
نکل جاوی جو جوگی ہو رتن سین
کہ اس کمبخت فتنہ گر کوئی الحال
مری آگی ہی لے دالی نی جاکر
رتن باہر سے جسدم گھر مین آیا
کہا اپنی دل ہی دل مین سوچ جیسا
سنے ہی کچھ کہی تہا نا سزاوار
کہ طوطی کو مری جلدی منگاؤ
سنے کلمات جب مین سخت اوس سے
منگاوتی ہون مین طوطا تمہارا
وہ بولی سن مرے تمکین کہانی
مری اس بات مین اب کیا ہی تقصیر
غرض وہ لا دیا طوطا و اسنے
کہا ہو ناگمتی جو کہ تجہ سے
پدم کی خوبیان ساری سنائین
غرض جب عشق اوسکے دل مین آیا
کیا سنگل کو وہ جوگی ہو جب سے
بہنگم بی سنا جیسا حال سارا
زبانی اوسکے لاؤن سب مین پیغام

کہین کیا ہی کوئی تمنی بھی مہسا
جو تونے دیکھا ہو مہسا بیانکر
کہا منے اوسے پھر یہ دو بارہ
ہوئی مین مثل آتش اور بھی تیز
سنے تجہے کیا اوس سے نسبت ای ہزار
کہے راجہ سے گر یہ بات اوسکی
بسا کین ذلت از گفتار خیزد
تو پہر معلوم ہی کیا حرکت چین
کسی گوشے مین جا پاؤنگی تل
حویلی مین کہا اوسکو چھپا کر
نظر کی سامنے طوطا نہ پایا
لگا کہنے کہ پہر اسنے ہوا کیا
سو ہان ہینجا وہی ڈالا یہاں
وگرنہ ہی یہان وان تم بھی جا کر
کہی تو اوڑ گئے تھی سر کے طوطے
ہوا معلوم ہمسے ہی پیارا
کہا تہا تمسے مین آگی ہی جانے
تہا اون کیا نہین ہین اسکی بدبو
بچا یا جان نسے مجکو خدا نے
بلا وسوا اس ظاہر کر تو مجہ سے
غرض گہر کو نیکی باتین سمجہائین
تو اوسنی آپ کو جوگی بنایا
نہین معلوم کیا احوال تب سے
زمین پر اپنے سر کو وہین مارا
کہ دل کو ہو تری صبر اور آرام

سنا کرتی تہی سنگلدیپ کو ہم
یہ سنکر وہ پرندہ خار بیہوش
جواب اس بات کا دی جلد مجکو
لگا تب کہنی جسکے پاس مین تہا
یہ سنکر آ گیا میرے تئین عرق
اوسی سنکر وہ اپنی جان کہوئی
در آید جلوہ حسن از رہ گوش
یہ جیمین سوچکر بیٹہے خفا ہو
اگر چہ دائی سمجہاتی مجہے تہے
کہا مجہسے کہ اوسکو مار ڈالا
اوڑا فی الفور اوسکا طائر ہوش
کہا منے کہ وہ کمبخت طوطا
یہ کہنا کیا تہا اسنے غضب وہ
جو پہر اسکو پاؤنگا نہ زنہار
کہا تب ہی راجہ سے کہ ای ماہ
گئے تب دائی کی گہر مین اور یش
کہ یہ طوطا ہی اس راجہ کو مرغوب
پہر آخر رحم کہا دائی نی مجہپر
رتن نے پہر تو اوس طوطی کو پوچہا
کہون کیا قصہ کوتہ مین دوبارا
پدم کے عشق کی آگین دکہائین
جہان اک ساتہ مین جوگی ہوتا ہے
وہ آوارہ ہی جیسے مثل مجنون
کیا اچہا کہ نامہ لکہ مین جاؤن

کہ وان کا حسن ہی آشوب عالم
ہوا جیون طائر تصویر خاموش
وگرنہ مارتی ہون اب مین تجکو
تری منہ سی ہی بہتر پاؤن اوسکا
کہ بس مجکو ندامت مین ہوئی غرق
تو بس پاؤن تو جا بہی اسکا ہووے
ز جان آرام بر باید ز دل ہوش
کہا ئی الحال بس اپنی ددا کو
دلی بہڑکی تہی اک آتش غضب کے
بلائی خانہ کو گہر سے نکالا
ہوا اور یا غم یکبار در جوش
سے آگی بدی تیری کری تہا
لگا کہنے بصد رنج و تعب وہ
نہین جیتا تجہے چہوڑونگا خبردار
مین کہتی تہی تمہارا لطف جا وہ
کہا سنتا تہا آیا جو در پیش
نہین غصے مین اوسکا مارنا خوب
کہا جیتا ہی طوطا خوف مت کر
کہا ای آرام جان کیا تجہ پہ گذرا
کہا راجہ سے اوسنی حال سارا
جو مین سوچی تہی باتین پیش آئین
طلب مین اوسکے جیسے وہ گیا ہی
مین اوسکے غم مین سوجہ کر ہوئی ہوں
جواب نامہ تیرا اوس سے لاؤن

ناگمت کا نامہ رتن سین کے واسطے لکھوانا

کسی جو لکہی نامہ اوسکو پہنچا دیتی ہی
جو کوئی ناگمت کے حال پر رحم کہا ہی

اور اپنا بروگ بارہ ماسہ مین سنانا

دلی ساقی مجہے وہ جام مینا
رفیق و دستگیر جان ناشاد
کہ ای تاراج تو ہوش و قرارم
برنگ لالہ ہون مین داغ بر دل
جہپا و آئی ہی تیرا سرو قامت

جسے بیکر لکہون خط ناگمت کا
رتن شادان سلامت ہو اکہ باد
پریشان کردہ تو روزگارم
ہی درد دل بہی ہم لینا ہی مشکل
تو مجہپر ہوتی ہی برپا قیامت

سن ای پس طائر بسی لسونکی تقریر
لبیل زغرض نماز و صد تمنا
گیا ہی جیسی تو ہاتہی سے تا جان
تری بن ای گل باغ جوانے
جدائی کا تری جیسے ہی آزار

کیا یہ نامہ جانسوز تحریر
برای دوست نامہ ہو پیدا
نہین آرام و تسکین مجکو اک آن
تری بن ہون مثل بلبل مین دکہیا
ہوئی جیسون نرگس مین بیمار

نظر آتا ہی تجھ بن جو مجھے باغ
نظر دون ہی ہم بدم اب سو داغ کے
گیا تو نکلے جیسے شکل جوگی
گئے جوگی ہزارون ساتھ جیسے
ہی تو ہمراہ اورون کی بگلزار
وہان تو غیر سی یار کے خندان
تو بزم غیر مین ادہر قدح نوش
انہین فرقت سپرا ہی الم یان
خدا جانی تجھے کسنے لبہایا
کہ اس روز و شبین پر لیسے ہین آتے
چمک بجلی کی تھی مجکو ڈراتے
کہ شاید اب بھی آجاوی تو آرے
نہین جو سکھیان ہمارے ساتھ وان
ہنڈولون پر چڑہین جو لین سکیان بات
گرہ جکے چبکہ تہا ودن سرہ آیا
گہٹا کالی اور اسمین قمر تنہا
کہو نکیا مین پپیہی کی صدا سن
اگرچہ آہ تہا و دن چہک سا
صدا کو کلہ آواز کو یل
نہ سہین تہین وہ لو بند لی را د
و نہنک تہی یا کمان تہی وہ کمانیا
صدا کی رعد تہی وہ تیر و بہالہ
یہی کہتی تہی بلبل کی مین نہ تیہ
دیا اوس لیس مین جید تیر لگا
پپیہے وان نہ بولین ہین طاوس
بہلا اک عذر یہ بہی درمیان تہا
کہ تجھ بن سیر دیا تہین اور او جا کے
ہوا حاصل نہ جب دیدار تیرا
دو والی خلق مین ہر جا نمایان
کٹی تہی گرچہ دن بہی مجکو مشکل
ہلو چلے کا جاڑا جب خیالات

ہزارون دل تیر تیہ ہین بی داغ
لبسان آنجو ہین اشک جاری
ہین جو گن جو نانتے ترے عملی برگے
مجھے بہی ساتھ لیجا یا تو ویسے
ہین خار رشک بہی مجروح رنگا
ہین یان تجھ بن سدا با چشم گریان
شراب غم سے تیری یان ہین بیہوش
جلبین یم تیرا کون ہی وان
کہ تو نی دل سے مجکو یون بہلایا
سفر سی آگ کی صورت ہین کہانی
تہی جان و دل مین اک آتش لگا تو
شرار درد و غم سر ابجہا وے
ہین کر سب لباس سرخ آئین
ولی تجھ بن ہین اوڈول بہات
کہون کیا مین کہ کیا کیا دکھ دکھایا
فقط ہین او شب تاریک ہجران
دل و جان ہین مری آتش لگا بیٹ
نجھے دل کی نہ بیری آگ اصلا
پکارین جو ین نقیب فوج دل
گہٹا تاری تہی مجہیں تیر دوکے
کرے جو غمزدون پر تیر باران
اید سیاران اشک اور آہ و نالہ
کہ ہوتا موسم برسات برسات
نہین برسات کا موسم ہوتا
نہ وان جگنو چمکتے ہین صد افسوس
کہ پانی زمین تا آسمان تہا
تہی ای مہرو تجھے سر رات کا
جہان تہا میری نظر و مین اندہیرا
سراپا داغ ہین سرو چراغان
ہوئی دشوار کٹنی رات تل تل
ہوئی تجھ بن ہین بانی اور بیان

نہین ہین کہتی الیسا وہ گلزار
لیے تجھ ہوئی ہین وہ چشم پرخون
کوئی کرتا بہی ہی کام اسطرحکا
خیال غیر سے تو وان ہم آغوش
کیا تو نی مجھے دل سی فراموش
طبیب غیر وان تو یان ہین بیمار
ہوا اغیار کا تو تاج سر وان
ہوا ہی جیسے تو لہو ہر کو رہی
کہون کیا جب اساڑہ آیا اسقدر
صدا رعد ہر سو ابر برسے
نہ آیا اوس مہینی مین بہی تو پاس
رہی ہین منتظر اوس مین نشست و
ہماری چشم نی رہتی جوا لیے
پہونچتی اور ملتے تیری پا ہم خیال
گئی وہ دل سے تہی جو آس باقی
نظر چارو طرف کرتی تہی ہر دم
صدا طاوس کی کہیے کہ کیا تہی
گنوایا آیا گہٹا عالم مین چہائی
صدا تہی رعد ہر دم یہ سناتا
چمک بجلی کی تہی ہر دم ڈراتی
سیلابی تہی ادہر کو برق خشان
رہی برسات مین مجہ مین لگائے
سو سیر آغم ترے دل مین نہ آیا
نہین ہوتی بہان برسات کی ہر دم
نہ آیا سو تو کا تو سا ہن تو یا چاہ
وہ ٹہنڈی با داور و چاہ ندی آت
جہان مین پہر پر اک تہوار آیا
اسی صورت غرض آگہن بہی آیا
ہوئی عالم کو سردی زیر افلاک
کہون کیا حیف ہی افسوس صد سیر

کہ ہو کے دل غم سی اس سی زار
ہر اک قطرہ ہی سبکار رشک جیحون
کیا ای بیمروت تو نی جیسا
یہان مین مرگ سی بیہوش ہون بیہوش
یہان مین یاد تیری ہم آغوش
حبیب غیر تو مین عاشق زار
سراپا مثل مجنون یان مین عریان
مین ہون جیسے گرد باد دشت آہو
پڑی و لیکن ہر سو برق خرابی
دلی تجھ بن کہون کیا جی جو ترسے
رہی تا نون مین تو بہی آنی کی آس
بر نگ برق سوزان دشت اندوز
سو اشک سرخ نی پوشش رنگا لی
اگر پاتی کسی صورت پر و بال
نہین ہی اب یہان ہونا ملاقی
ولی دیکہا نہ سینے آہ تجکو
تری فرقت مین اک وحشت ترا تہی
گویا فوج الم نے کی چڑہائی
کبہی تو طبل جنگ ہی بجاتا
کبہی تو بہی گہٹا رنجک اوڑاتی
مقابل تہی ادہر سے آہ سوزان
ولیکن تجکو میری سدہ نہ آئی
کہ ایسا وہ رہا پردیس چہایا
گہٹا آئی نہین ہی ابن مگر ہر دم
گسیکے پاس تو در بند قفس ہے
رہی مین رات دن تکتی تری راہ
تری بن بد ترا زرد و زخم تہی بہات
ولیکن تو نہ آسے دل اداس آیا
بڑہا کی رات جب سے دن گہٹایا
دلی تو بہی مین جل جل ہوگئی خاک
اگر آگہن تن گیا اور ساتہ یون تو بس

تری چہاتے سے ہین لگ کر نہ سوتے
نصیبون نی خنبی کوشش نمائی
بسنت آیا ہوا شاداں کل عالم
شگوفہ دیکہہ کر ہر جا شگفتہ
سبہون نی پہاگ مین تہی ہولی مچائے
عبیر اور قمقمے رنگ کی اوڑاتے
کشیدہ خط گل طغرا بہ طغرا
نہال نیبر بہر سو رآیا
یہ جلتی آتش غم سے تہی جاوید
ملتی میری کہین پونچی ہی اکنل
چلا یا جیتے نے تو خوب آکر
ہوا ہی گرم اور سورج کا یہ روپ
غرض جب لکہہ چکی سوز نہانی

سدا روتے ہی اپنی عمر کہوتے
مجہے غم نے تری آتش لگائی
ولی دونا ہوا تجہہ بن مجہی غم
سلگتے دل مین تہی آتش نہفتہ
مجہی تیرے ستم نے ہو جلائے
مجہے مطلق نہ تجہہ بن ہوش تہی اے
زحرم کوہ تا میدان صحرا
نہ کوئی گل سے پہر جیو ر آیا
کہ میری آگ سی جلتا تہا خورشید
سو اوس سے ہی تپ کی داغ تر اب
نہ آیا جیٹہ کا لیکن برا در
ہی تہنڈی چہانو تجہہ بن ہزار جو
سو اسکی کیا کہوں تجہہ بن زمانے

لگی جب پڑنی ماہ آریا
ہوئی جلجل ہی سی غم کی من اگہہ
لستی خلق نی کوشش لگائی
ہوا ہیا گن کا جب ایام بر پا
ہر اک جا رنگ عالم مین تہا اور رنگ
ہوئی جب چیت کی آمد نمایاں
ہوئی ٹیسو شگفتہ بن مین ساری
غرض ایسا کہ مین تہی تجکو ترسے
ستاری عرش پر چمکی نہ روشن
جلا آتش ہی میری کوہ و صحرا
لگین اوٹہنی جو میری گرم آہین
خدا جانی کہ اس جاہی سکن

سنو آگو اور بہی رونا جہلا یا
مری غم ہی تہا ماہ وہ پوس سا کہہ
پہ ہنی زرد سب صورت نمائی
جلا آتش سے میری تن سراپا
دل و دیدہ مین تہا خون ایسا کہ
پہلی پہول سبہی برگ و درختان
درختوں پر گویا ہو سے انکار
کہ تہی پہیر فلک سے آگ برسے
شرار آہ سی میرے ہائین بن
ہوی سب خشک جل او ردریا
مسافر کی ہوئین مسدود راہین
دلی مین تو تری پہر لی ہون بن

سفر کی بول دینا اوسکا جوسر کیطرف بی اندیشہ وو سوار قرا فشانامہ یا گمت کا پوچھنا رتن سین کی باتین او طیار ہو

رسی ہو جوی کہن مرگا ین تای عشق
چلو اب ملک مالوہ کی بہر عشرت لانا

ملا ساتھی الفت کا اک جام
بہنگم نے لی اوس نامی کو بی انجال
کر دن کہیا سن اوس صحرا کا تجسس
چلا آتا تہا منزل سے نیا کام
جو تہی اشخاص آے اوسکے ہمرا
رہی تہی اوس شجر پر طائر چند
کہان جاتے ہو اور آئی کہان سے
ہی شہر سمت ملک ہند مشہور
ہی مالک اوسکا اک راجہ رتن سین
غرض اید ہر کو وہ غم کا ستایا
نہین معلوم اوسکا سبب احوال
سو اوسکے سوز ہجران سے وہ بیتاب
نہ اوسکو رات دن ہی چین آرام
کہ اک دن ناگہاں مضطر بحال
آئین کیفیتی تہی وہ ششدر
نظر آتا سے میرا جہتین حال
غرض پوچہا مین اوسکا ماجرا سب

کہ آیا خانہ اصلی کا پیغام
تو لیس وا کو کہو لی پر بال
نہ رنگ صفحہ رنگین تصویر
لیا اکدم شجر پر بیٹہہ آرام
صدا ہون اوس سے وہ تکتا یا گا
ہوا ہے وان کی خرم اور خرسند
نشان دو ہمکو تم نام اور مکان
کہوں کیا مین کہ پایا ہے بہت دو
کہ وہ عشق بدم سے ہوگی بی چین
تجسس مین ہی یا دستے آیا
کہ وہ غمگین ہی اتنا یا ہی نجال
نہایت مضطرب ہی مثل سیماب
کر بس روئے سوا اوسکو نہ کام
بجان و دل غم الفت کی پامال
کبہی تو ہو گیا سب دشت آشفتہ
سنو سے جل گئی اوسدن نہال
سمجہہ تسوز اوسنے ہی کیا سب

گدائی کر سکے اور بادشاہی
لیس مدت وہ چلی کر کوہ و صحرا
نہی اوس صحرا مین چند اشجار بام
رتن بہی اتفاقا گشت صحرا
اوسی سایہ تلے آکر لیا دم
بہنگم سے وہ بولی نیک انجام
کہا اوسنی کہوں کیا تمسے احوال
ہی داں اک شہر رنگین نام چتور
او لٹ وہ کا کہ پر تخت اور تاج
خدا جانے وہ لیلی اوسنی پائے
وہاں جو پاگمت اوسکی ہی آ
غم دوری سے اوسکی وہ جگر خون
کہوں کیا اوسکا سوز جان مضطر
طپان آتش ہی غم کی برق آسا
درخت و سرگروہ یار و گاہ جنگل
جو دیکہا اوسکو شکل مرغ بسمل
جو اوسنی حال اپنا کہہ سنایا

پر اب بہتر یہی ہوتا کہ گزرا ہے
نواح شہر سنگلدیپ پونچا
لیا اک اوس مسافر نے وہان دم
پی تسخیر آہو وان ہنسا نکلا
کہ بیٹہا تہا جہان آکر بہنگم
کہا ای بہائی ہوئی تم کہوں ناکام
کہ میری کہس گئی اور اتی تجہہ بال
نہ بس سا سبز ہی فرد وسکی طور
بنا کی شکل جوگی چہوڑ کر راج
و یا جون قیس ناحق خاک اوڑائے
ہی اوسکی تلخ اوس بن زندگانی
ہوئی آوارہ بن کے مثل مجنون
ابہی پہرتے ہین تنہائی زبان پہ
وہان آئی کہ جس جنگل مین بیٹہا
وہ ہم کرم اوسکی ہی باکثر گئے حال
کہون کیا مین کہ سیر اصل کیا ا
کہون کیا مین کہ مجکو رحم آیا

کہا میں نے کہ اچھا سے میں جاؤں
جدا ناتا کہ وہ بیرحم و بیدرد
نہ کہانی سی وہ نگین اور نہ بیتی
کہا اوس طائر تنگ شکر سے
وہ نامہ دیکھ مجھے اے نیک فرجام
غرض یکر کے وہ نامہ رتن کو
اوسی سر سید راجہ نے بلایا
رتن آتا تھا یا تو شاد شادان
پریشان حال تھا اس تن سے
رہو تم بھیجے انکھوں میں مری پاس
رتن نے عرض کی اے شہ تاج
اگر ہر سو کس گرد در بار سے
غنا سر جب تلک سے ہم ہین
وہی ہی تیر آمین اب یہ بھوا
اونہوں نے وان کیا ہی فتنہ برپا
جہان آباد وان ہی متصل ہے
جو دیکھی رای محکم سب نے اوسکی
سوا اسکے جو کچھ حب الوطن ہے
کہا راجہ نی اچھا خیر بہتر
بلا کر اہل تقویم و برہمن
اونہوں نے دیکھ کر تقویم و العبو
رجال الغیب کا ہے گا یہ احوال
ارادہ سمت مغرب کی اگر ہو
سفر مشرق کی جانب کو جو آوے
اگر رت کیجیے عزم جنوب سے
جنوبی سمت شمال سے تو مانو بس
جنوب اور مغرب میں بھی جو کہا
شمال مغرب میں بھی جو نہ ہو
شمال اور مشرق کا جو سط نہ پایا
جنوب مشرق کی جانب میں اظہار
سوا اوسکے کہوں میں اور سے او

خبر اوسکی میں سنتا ہی تو لاؤن
ملی گا کس جگہ یہ تو نہیں جہان گیر
بیان کیا تجھے مری بیچ سے
رفیقان وطن کے نامہ سے
کہ مجھکو بھی نہیں ہے اوس آرام
اوٹھا یہ کہنکی پھر اپنی وطن کو
ولی وہ تیر سران پھر نہ آیا
پھر اوس دن جو گیا گھر تو پریشان
ہوا خرد و کلان ہر ایک بیچین
کہ یہ آئند ہے تم ہی تیر مگ پاس
رہی قائم تمہارا ملک و راج
نیا پیدا ہو تو گفتن داستا سے
تو پیشہ سے ہی راد و تیری قلم
کہ یان بھی چکو دن میں جو تو کو
سر کشو ر ہر اک کی مول میں آیا
سپاہ علم اوسکا خار دل ہے
تو راجہ کو اسباب نے مصلحت
کہ وان کا خاریبی اسکو میں ہے
کر و ہمراہ انکے فوج و لشکر
کہا دیکھو تو ساعت سعد و احسن
کہا کر نجم سعد و نحس و عنو
کہ دی گردش میں بھی ہے ماہ و سال
تو چوتھی بار ملوین سر گر نجاؤ
تو ہفتم اور چارم کو آن پہر
نہیں ہی تین گیارہ سب جو نے
تو آٹھ اور تیرہ میں ہیں سولہ سر
یہی تیرہ نام اوسکا آشکارا
نجاؤ اس طرف ای راجہ صاحب
کے ہی نکلو جسکا نام لیسان
یہی اگنی نام سن لو سکو سلیمان
اگر جاؤ تو بھی سیر اطراف

سو بار وہ لکہی اک نامہ لکہا
کہوں کیا اوسکی تم سے حالت زار
سنا جب رتن نی حال سارا
کہا ای طائر میں تیرا ہو وطن ہو
لہ مطلب آیا حسب دلخواہ
مجھے جب سے اوسکی ہی تپش اور غم
کہوں کیا میں کہ اک لمحہ لگایا ہو
بدن میں گل میں اور ریاکا جو
کہا یہ سے گنبد سے میں نی آہ
جدای تو سے تو یان نہو گا
کہو کیا میں ادا شکر تیرا
اگر ہر بال تن پر سو زبان ہو
رہو نگا وہ دریا نزدیک میں یاں
خبر لایا ہمارا آج قاصد
سوا اسکے علاؤالدین سلطان
جو فرماوے تو میں جلد جاؤں
خلاصی کچھ بھی نہیں اس میں بہتر
ابھی رخصت کر و جانے پہ لا
جو ہو اسباب انکا سب لگاو
ستاروں کی تباہی و نیک ساعت
سفر کیجیے گا ان روز میں یا سر
سفر سے کیجیے تین و بیش آتے
بہ بھی ہی دن نہ یہی تاریخ میں سنو تم
جو ہو بائیسویں او ستائیسویں بار
اٹھارہ اور انتیس سے خبر دار
سمجھیے کچھ یہی ہے نسبت حق لیکن
نجانا دو سرے کو تیسویں اور
بہ تیسیں اور سترھویں کو نہیں لیجیے
سمجھیے اکیسویں یا ستائیسویں تم
تو تیسرا اور پچیسویں یا ستائیسویں تم
نجا سنیچر و شنبہ شرق اماہ

مری بازو میں لکہو یہ نہ بانی
کوئی ہم کی سے مہمان اپنا
غم الفت کی پہر اک جوش مارا
وفا سے دور ہو راجہ رتن ہو
سو اب ہم تم چلینگے جلد ہمراہ
نہو جسکو نہیں کچھ گل و زاغ
قرار و تاب طاقت لی گیا وہ
ہوا خط پڑہ کی اوسکا ورطہ غم
ہوا مغموم کیوں ناب لہ تمہارا
ہمیں ہوگا جہان اندیشہ سارا
کہ یان مطلق نہیں تقدیر سے
یہ تیرا شکر مجھ سے کب بیان ہو
ولی تا زیست ہوں تیرا احسان
تجھے ہم اپنی پاس سے جو چاہے
کیا چاہی سب سے سکو بیرون الملک
جو ہو بیدار فتنہ تو سلامت
کہ بھیدی گھر کا ڈہا وتیا ہی لنکا
اگر ہے زندگی آونگا سو بار
کہ تا ہو وے نکچہ تکلیف انکو
رجال الغیب کا سمت کا بات
تو ہو تجھے رنج سر ہو جان کی خیر
مقابل اوسکے لازم ہی نجاوے
نجاؤ نو نوزدہ اور بیست ہفتم
یہی سمت شرق جانا سخت نشو
جنوبی سیر کو کہتے ہیں بد تر
نجانا تین درا اور بیسیں ہیں نہیے
شریک بیسویں بھی بیچ اس
اور جو البتہ ہم قاصد کے تیس بیج
اور دوسر جاؤ تو وہ کرتا ہی ظلم
اگر ہو وے نجانا اس طرف تم
نہ یکشنبہ جمعہ سے کہی راہ

شب شنبہ چار شنبہ ہین شمالی
یہ اونکا ہی حساب ای صبا بام
اگر ہو پشت پر جانا ہی تو خوب
جو انکی راست جیب قاصد کے ہو سر
محبت دل ہی مشکل کی اوٹھا کر
صلاح کار تو یون ہی ہمارے
نجانا اوسنی آخر کے طیارے
ہوئی رخصت پدم تب جو کہ سنے
کہ مین تم مین ہی دنیا تھہ میلی
ہمارا آخری ہی یہ ملاقات
کہ کچھ نامہ کا شکوی سے مذکور
غنیمت سمجھو یہ ملنا ہمارا
گلے لگ لگ کی سب نے زار نالان
برادر اور خویش اقربا سب
پدم رخصت ہوا برادر پدر سے
کہ ہر طرف تھی جو جووان با دیدہ تر
مصاحب ساتھ تن کی اندر و بیرون

نجانا تو ادھر اسی لا او بابے
ہی گردش ہی سے انکو روز و شب کام
کہ بن آتا ہی سب کا ہونہا اب
اگرچہ ایسی سمجھی ہی دلی جز
ہوئی رخصت سمجھ کسی گھر سے جاتی
اور آگی جو کہ ہو ہنی تمہارے
کہ اب پانی اونی قسمت ہماری
اندیشہ اور اون ہی ہون سے
ہوئی آکر مین تم سی کیلی
کہ ہی بیدار کر تو اسکو سرت
کہ ہی مشکل ہی بیکار پیش ور
کہ تم مین خیال خواہ تو گا
کیا انکھوں نے دریا ایک طوفان
بہم گریان و نالان آ کے لب
ہون کیا مین کہ گھر تک گیا سو
کیے شکوی سے وان کو رہنماو
حلو مین ماہ کی ہون چلے اختر

اگر سے تو وا کہی عزم حج سے
جدھر کو اب عزم ساہی سمجھے
اگر ہو سامنے انکا گذارا
غرض پانی نہ مجھ سے پیشکر
پدم نے ہی کہا جب دست جل
محبت ملک کی اپنی اوٹھانا
گیا پردیس مین انہی سے آرام
لگے مل مل کے سب اپنی ہونی
سوا قسمت مین ہو وان جانا ہی
دعا سے ہمکو اکثر یاد کیجو
کہا ئل و میان ہی دشت دریا
سنی جب اوسکی ہر ادنی یہ باتین
پدر یار جد آسے بدل جار
غرض کرتا تھا ہر اک آہ و زاری
سبھون سے ملکے اور آنسو بہاکے
پرستاران ہمدم وہ پری وش
نشان و نوبت و بنبل نقارے

بروز پنجشنبہ کیا سے ہو وے
رجال الغیب کا دن بائین پیچھے
تو بہتر ہے کہ ہی لشکر تمہارا
دن اور تاریخ اچھی کر مقرر
کہ ہی نیک ہی بہتر ملک منزل
جہان جاو کی ہمکو بچانا
اب آ پاخانہ رصلی کا پیغام
گیر آنسو کی پلکون پر پرو
ہین ممکن جہانسے پہر آنا
سنا یا کچھ کہا سو بخشند مجھ
ہنین لانسے کوئی ابد ہر کو آتا
کہ ایسے دم و دم اسے بلا آپ
پسان بند لب پ سوختہ زار
کہ آ جا صبح و در پر سو آیے
جو ہین جند دل مین تھو وہ
کہ جنکو دیکھ کر ہو وے ہر اک عشرت
کہی تو عید کی جلسے طیار

پدم کی مجلس مین سمندر کا دان مانگنے ہوئی آنا اور رتن کا اوسی خیال مین نہ لانا اور دریا مین صدمے اوٹھانا اور پدم کا بہتے ایک تختہ پر لب دریا پر آ جانا

ہو گر چہ ہین عشق جسکا آشنا الدین
رتن ہوتا ہی اب دریا کا راہی

تو اوس پر ہو ہین غم سے انسین لیا اوسکی
بیان اوسکی کرو ہن بیا ری

بلا سے تجھ چھ جام آگ سی تانی
وہ لی اسباب بسنیا پر چلے

کہ آتی نہی کوئی دن کی خرابی
چلا القصہ رخصت ہو کے



پس از قطع منازل چند و چند
نکلنے پاوس سے ای مہاراج

لب دریا شور آکے وہ جرمند
دی انہی حال سے مجکو نکالت آج

سمندر شکل با ہمن کی بناکے
کہ ہوتی ہی زکات مال بہتر

رتن کے سامنے فی الفور آکے
غرض ہی مال دار دن پر مقرر

سدا ہو ہی یہ ہیبت اس سے افزون
نیا آیا ہی تو دوالی کہان سے
ادہر سے لشکر و سنگاہ سارے
غرور اپنا تہا کی خضر ہار
گئی جب ضعف دریا کر کی طی راہ
یکا یک راہ میں کر دو رہین کو
کہون کیا میں کہ تہا ایسا ہی ظاہر
جہازون میں جو تہا اسباب شاہی
ہوا سے ٹہوکرین لاکہون ہی کہکر
سر اوسکے بل پیچ اودہر ہین پیچ ریز
بیان کیا قدر کرون اوسکا تماشا
بہہ سکین نا سیر تہا باسی قیام
چلا آنکی جلا انکو ہوی کیسن ہم
یہانتک تنکل سے لگے یا باو
رتن کی دبرو آکر وہ پکارا
جدہر جاتے ہو پہر تم نہین جو
سے دی ہی یہی خدمت لاؤ
کہو نکیا میں شفقت اوسکی پایا
رتن بولا کہ اچہا خیر آے
سلامت گر ہوئے دریا سی ہم پار
فدا تمپر ہی جان اور دل
رفیق ایسا جو ایسا دریا میں پا
لیے کشتی کو وہ دیو آدمی خوار
غرض گرداب میں کشتی جو آئی
دعا ایسے ہی کرتا ہی کہ لی پار
مری قسمت سے یہ کشتی ہی آئی
کہڑا اس کی ہنسی اور ہو شادمان
اگر وہ دیو ہی کو دیکہہ پاتا
بہہ سکین گر اسے ہی یا جہوٹ
جو کی جنگل میں لیکر اوسے مروا
بڑی کشتی جیسے آکر رہا ہے

گئے سر گرز تل ہو سے جدہر رون
کہ رو دون لا کہون جی کی تجکو بہائے
اونہون کی کی جہازون مین سوار
چلے جسوقت تہیہ جوش شادی
ہوئی باد مخالف پہر تو جا کہا
کرداب یا درب العالمین کو
جہازونکو کیا جسنے زیر زیر
مع راجہ ہوے سب پر تباہی
جہاز اونکا گیا اک سمت بہک
کسی یا کسی کو کہا تہا نا کس
زمین سی کوہ ایسا آسمان تک
نگہبانی لنکا اوسکا تہا کام
کہ پائی آج مدت میں غذا نرم
یہی کہتا ہوا جی میں کہ کہا جاو
نیاز و بندگی کر خوب اظہار
کہ اس جا گہہ میں لاکہون گئی ڈوب
لگا دین یعنی بہوتونکو ٹہکانی
سبہو کی جان میں کچھ جان آئی
جہانتک ہے سکے بیاں نے وہانکے
سلامتین گئے ہم جیسا ترا بار
کبھی دیتا ہون اب آسمان پہ مشکل
زہی قسمت کہ ہمنے خضر پایا
جدہر دریا میں تہا گرداب و ار
بزنگ چرخ گردش خوب کہائی
ہوا آشنا بیگانہ کردار
کہ تم سے ہی غذا کے نرم پائی
بہم کہتا تہا اپنی ہو کہ رقصان
کسی کیا سوا اسکی ہو کہ پہر کہا یا
کبھی جیون گہر سے ناگہہ فلک ٹوٹا
کہو ترسی تین لیجائے جون جاز
ہوئی کشتی پہر اکجانب کو رانی

کہا راجہ نی چل لی وان کیسا
یہ سنکر گفتگو جی کو تہ اندیش
خبر ہی کشتی مین کہ وہ تولی خبر دل
نہ سمجہی کچھ تفسیر دریا اپنا و دل
اوٹہا اک سمت سے طوفان جو سیٹ
وہ طوفان تہا پتا تہا اک جو سیر پا
سر طوفان سے اک موج دریا
ہوا اسباب لشکر لیکے غرقاب
اودہر کو رو کہ پیا اک لوہا
سلامت نہی تہا وہ آتش اوگلتا
وہ ہو سیر نشان سر لب ہے
نظر آیا جہاز اکا او جہنی ان
نکالی ذات یا ہر سبہی سارے
قریب اون باہر ولونکی وہ آیا
لگا کہنے بس شیرین زبان سی
یہان ہین رات سے ہون آگاہ
تمہین مین جند یا پار کر دون
مثل کہتے ہین کیا اعلی و ادنی
گذر یا ہو لی پا لینے تو آسان
کہا اونہی اچہی یہ بات کہو تم
چلی ہمراہ اوسکے شاد و خرم
نہ سمجہی یہ غرور اپنا و دنیا
اودہر کو لیگیا رستہ بہلا کر
رتن بولا کہ اتنی بیوفائے
وہ بولا تب یہی ہی کام میرا
تمہین اسواسطی لایا ہون کیسر
قضارا ایک طائر آگیا وان
کہین میں آج سنگی اوس کو اکثر
کہو نکیا تہی جو کشتی مین تہی سو
گہی کشتی سے ہوا اوسکی بس ٹوٹ
کہو کی ڈوبا تہا کوئی بہ گیا تہا

لٹا دون گہر نہین غنا حفظ لیسا
گیا وہ خیر خواہ و عاقبت کیش
جہازونکی ہی سب بادبان کہول
کہ ہی حرف تکبر عین طوفان
گئی اوڑ ناخدا کی دیکہ کر ہوش
کہ دریا میں تہا سو شور و طوفان
کہ جیسے کشتیان تہین زیر دریا
بنا یا کچہہ نشان جون ذرہ پایا
کیا کرتا تہا اک صید پاسے
کہ اپنی آگ مین تہا آپ جلتا
کبھی تو کوہ سر پا ہم سے تہے
تو انکو دیکہہ پہر وہ ہو رقصان
دیکہاتا تہا ہتین زیر و جون اتکا
کہ جیسے ابر کا نخچیر سما یا
کہان جاتے ہو اور آیے کہان سے
دکہاتا ہون سلامت تم کو مین راہ
ولی محنت ہی مین اپنی ہی تو کن
کہ ہی حاصل غرض ممنون ہوتا
کہ ہین ہم جان سے لیکن اسان
بلا وسواس آگی کو چلو تم
کہ اب ہم پار اوتر نگی بیکدم
چلی با تون پہ اوسکے شاد و شادمان
کہ تا کہا جاوی اونکو وان پچاکر
خدا سی ڈر نہ کر بیٹا خدا لی
یہی مکر و فسون تہی دام میرا
کہ ہو نگا آج مدت میں شکم سیر
بچاتی اوسکو جیسے کوہ پران
نہایت تیز پر اور کوہ پیکر
گیا اک یک تنکا اسے دیکہہ جی دو
گئے تختی کی باہم وصل سب چہوٹ
کہو کی تختے سے لپٹا رہ گیا تہا

تباہی کی جب اوس کشتی پر آئے
لگی اوسنی نہ اوس سے پھر کچھ بن آئے
تلاطم سے گیا اک طرف کو
وہاں لگا تا جو رہا تھا خود سمندر
بدم کا اسمین تختہ آگیا وان

رتن کا اور بدم سے ہوئی جدائی
خبر باہم نہ دونوں کو رہی کچھ
کہ تھا نزدیک جس سے ایک ٹاپو
سو وہ سیدھا اتفاقاً اوسکی خبر
ہوئین وہ لہر کہاں دیکھہ خبر

جدے دو تختوں پہ دونوں دو طرف کو
بدم کا اسمین تختہ بہتی بہتے
جزیرہ وہ عجیب فرحت فزا تھا
لب دریا پر آئی سیر ناگاہ
کنارے سے کہ تھوڑی وہ جب دور

ہوئی غفلت باہم آپس میں دو دو
عجب موج دریا سے بہتے
نمونہ کہیں جنت کا بنا تھا
گئی تھی لڑکیوں کی ساتھ ناگاہ
کھولی لڑکی نے بدم کو پڑی دور

بدم کا حال بیٹی کی زبانی کوش زر پادشاہ سمندر کے ہو جانا اور سمندر کا پھر لباس جوگی پہنکر نکلنا
اطمینان بدم سے کے لیے تلاش کر لانا

کہو کیا نا جدا عشق کے باتیں تیرا عالم
بہا کر کشتی عاشق کو ساحل پر لگانا

پلا کر جام اپنی ساقی سرشار
سہولت دیکھ یہ حسن خدا داد

کہ بحر غم میں ہوئین تیرے کے پار
تو کیا دیکھی کہ ہے اک آدمی زاد

سحر کے ناو ساحل پر لگاون
دل بیتر لیسی حسن انسان

رتن کو اور بدم کو پھر ملاون
لگی تحتی یہ جو ن تصویر حیران



کہوں کیا زنگ اوس شک پر یکا
بقید زندگی ہی پایی بیجان
غرض وہ چہدبان دختر شاہ
کمال درد سے آہ بھر کے
وہ بیچاری تک تھی غرق زیور
غرض اوسکی حفاظت جو کسی کے
کمال درد سے آہ بھر کے
کہ یہ مشتاق ہی دریا کی راہ سے
وہ سو وہ اگر تھا یا راجہ تھا و شاہ
کہا اوس عاشق بی خانماں سے
ترا کیا نام اور کیسا وطن ہے
نہ تھا ایسکہ تجہ میں ہوش و دم
غرض سوچی جیسے بدم وہ جگر خون

نپٹ سے غم کی بس بلو تری تھا
لگی کا امراسکا ہوگا اعیان
گئیں اوس وشت کی اچھی نگاہ
لگی ہیں جیسے دریامین ہی گوہر
مگر کیچی تو کم ٹھہری جی وسیر
کہ وہ خود رفتہ تھی اپنی میں آئے
لگی کہنی رتن پانی پلا دے
پڑی ہی اسکی کشتی پر تباہی
کہیں جاتا ہو اسکو لیکے ہمراہ
ستانا نام رتن جسکی زبان سے
کہاں تو ہی کہاں پھر رتن
تری ہمت کر رکھی تن
ترسے دکھی ساتین جدائی

کہا اون لڑکیوں نے نجسٹ کو
کہا اونی کہیں بہی جاتی ہو ن
لیا اوس کھینچ تختہ تھا جو بہتا
گئی اوٹہ دیکھتی ہی اسکی بہوش
کھولی بولی کہ ہی یہ خستہ شاہی
پڑی تھی پاتو بجو دلی سرپا
سنا جو پاس اور وں نے رتن کا
رتن جانو ندا اسکا ہو طرحدار
ہی پائی مصیبت انیہ آلکی
کا ہی خورشید رور لشک ستارہ
تجھے خوب مینے دریا سے نکالا
کہین کیا ہم دیکھا ہم جدا
خدا جانے وہاں کیا اوسپہ گذرا

کہو تو لین نکال اس شک کو
ابھی جلدی سے آ کر تو دیکھون
کہ وہ تختہ بہ از تخت پری تھا
کہ جسپے ناتک ہی بادلہ پوش
کہ آئی اسکی کشتی پر تباہے
کہ اسمین ایک کرشمہ کو دا
ہو معلوم حال اوس گل بدن کا
کہ تھی جسپہ دل ہی عاشق زار
ہوئی دو نوں میں سو باہم جدائی
ذرا آنکھیں بان دل ہی یارا
کہ تو بہتی تھی اک تختہ پہ تنہا
شفا جاہی تجھے تیرے خدا سے
کہیں کو بہ گیا ہی یا کہ ڈوبا

الم آلی درد و غم سے بہرکے پہر آہ
دلی یہ عرض حق کی اُس نے کہ تجکو
کوئی ممکن ہی ہین تمہار تن سے
ہوئی حالت یہ اوسکی زار گریان
دلی بیغم تہا پر اک گلبدن کو
غرض اس غم سی غمگین خسر شاہ
کہ بیٹہا ساحل پہ بہر سیر دریا
قریب آئی جو کشتی پر وہ بیٹہے
دوا کی اوسکی ہی جب نے بید بہر
غرض اسکی یہی قسمت کی خوبی
رتن سی یا کوئی مجکو ملا دو
تمہاری لوگ بہتر ہی کہ جاوین
یہان بعضے کہین ہین ملک اکثر
غرور اوسنی جو دولت کا کیا تہا
بحکم خالق محنت ر دا ور
غرض یہ قصہ بیٹی سے وہ سنکی
لب دریا یہ دیکہا جاکے اک سو
دلی اوسکو تہا معلوم پہلا
یا مین صورت ہوا دریا کا ایسی
سب آفت و سطلی جسکی اوٹہا کے
بغیر از دوست ہی زیست تن من
سوا اپنی کی اور ہی فکر تجہ سے
یہ جی مین ٹہان کر وہ غیرت پائے
یہ چاہی تہا کہ اک دم مین سنبہالی
کہ ہمین رہ برس پاس اکثر
عبث نا حق ہی اپنی جان کہویا
تجہے ایسا یہان کسکا الم ہے
تو یان آیا ہی دل کر یا کہ یہ کرا
کوئی دلبر ترا یان سے گیا ہے
تو مین اوسکو یہان ہو تو لا دون
رفیق ایسا رتن نی جسکو پایا

ہوئی بیخود یہ کہکر اوسنے وہ ماہ
آسی دریا مین جیتا پہر یہا دو
جدا ہو کر جیون رنج و محن سے
گیا رو رو کے پہر یا اک طوفان
کہا ڈہونڈا ہین کہان اسکی تنکو
پرستار انکو لیکر اپنی ہمراہ
کئی ہمدم سی ستی پہر تماشا
نہیب صدمہ امواج سہتے
بہوش آ کر ہوئی وہ مثل تصویر
کہ کشتی اونکی بہی دریا مین ڈوبے
نہین دریا مین پہر تجکو بہا دو
ہوا جیتا کہین یا دین تو لاوین
نہ تہا یہ بادشہ تہا خود سمندر
جو اس تلخ تر اوسکو دیا تہا
کہ اوسکو کر دیا ہی شہر سر
بر ہمن مشفع پہر ہو کر سمندر
کہ وہ آوارۂ غم مثل گیسو
پر آیا مین کہ یا مطلب بر آیا
اوٹہی قسمت سے میری یار و دلگیر
ہوئی اوس سے یہی آخر یون جدائی
یہ سر بس ہے کا تن پر بار گردن
بن اوسکے حسن طرح سی جان تجہے
دل پر داغ ہی اک کہینچکر آہ
کرے یا سینہ بس اپنا شکم چاک
سراسیمہ یعنی خود سمندر
لہوا اپنی سی کیون ہی ہاتہ ہوتا
جدا ہے ہم ہون یون تجہ سے تم ہی
اور آیا ہی تو پہر کیون ہی مگدر یا
جو اسے یان تو تنہا رہگیا ہے
ہو زندہ یا کہ مردہ پہر ملا دین
تو پہر اوس خستہ دل مین ہوش آیا

نکالا تمنے اوسکی سر فراز سے
نہین ہے زندگی کچہہ مجکو مطلوب
سنی اوس شیفتہ کی جو زبان سے
اوٹہا کر دل سے پہر اوس خستہ جان کو
جدا جانے کہین ڈوبا وہ چلکے
پدر کے پاس جاکے اوسنی احوال
کہ انہین ایک صورت غیرت ماہ
اوسی دریا سے ہوگا مثل گوہر
ہوا دریافت وہ رنج و محن سے
سو جب سے ہیٹہا ہین اپنی ہی آئے
ہین اس غم سے نکالی ہون جانسے
سنا بیٹی سی قصہ اوسنی ہمدم
یہی ہے مین کی صورت آپ اپنی
اسی کہونا تہا اونکی تو جان کا
غرور انکا انہین کو سب کہا یا
تجسس کو گیا اوس خستہ جان کی
نہیب موج سے ساحل پر آیا
یہ جی مین فکر کر وہ رشک مجنون
فلک نی مجکو دریا مین بہایا
پدم ہاتہون سے میری تیغ کی تو
جہان ڈوبی جہاز یا دلکیا
نہین بن یار اوسکے اب مجکو گوارا
کمر سے کہینچکر اک خنجر تیز
کری یہ خون سر اپنی سنبہ خنجر
لگا کہنے کہ سن ہے آفریدا
بہتر احسن اور یہ تو جوان سے
مکان اپنی ہی مجکو دکہایا
بیان کر اپنی کچہہ قسمت کی ذکر
مین ہون یان بحر و بر بے خبر اللہ
عبث ضایع مگر تو اپنی جان کو
بیان کے سب حقیقت اپنی غم سے

کیا احسان اور بہبود تو ان سے
ڈبو دیتا ہی تہیرا ہے زلیخا سا
کہ تہی غم کی سر اک کہانے
لی آئین شاد و شاد اپنی مکان کو
کہین یا لی کہین لیرین بہا کے
کیا اوسکا مفصل عرض احوال
نظر دریا مین آئی وہ ناگاہ
نکلوا کر مین لائی ہون مکان کو
کہ شوہر اوسکا اک راجہ رتن ہے
تو یہ کہکی کشتی مین ڈوب جاوے
کہ لاؤن ڈہونڈہ کر اوسکو کہان سے
ہو تر دل یہ خوشا ہو گیا غم
گیا تہا وان لینے کو رتن سے
جلہانا تہا مرا لیکن زبان کا
پڑا جول انکا آگے انکے آیا
کہ دیکہی جسنی یہ دولت زبان کی
گویا ہی جو در ہی منزل پر آیا
کہا ریساہین نہایت سخت جان ہون
نہ ڈوبا نہ کسی مچہلی نے کہایا
نہ آئی مجکو آئی موت کو موت
ہزار افسوس یان مین ہی نہ ڈوبا
گذر جانی سے سر کے ہے گذارا
برنگ برگ بید سبز خونریز
دکہا دی چاشنی سکی اپنی جوہر
نہین کہتی ہی اپنا کچہہ ملال جان
غنیمت جان اپنی زندگانی
نہ آتا ہی تمکو یان ہی آیا
کہین ہم سے ہی ڈوبی ہی کشتی
کہی معلوم مجکو رسم اور راہ
ہلانے اوٹہے کی چل پر مکان کو
رفاقت اپنی اور فرقت پدم سے

اگرچہ اوسکو تھا معلوم سب حال
کہا ای نوجوان آج ایک گلفام
پڑہا وہ خود رفتہ عشق میں تھی
کہا شک اسکی عقلکی تھی تشریح
ہوا ہجو دسنا نام پدم کو
لگا کہنے وہ پھر با چشم گریان
رتن ہو جن وتی کا عاشق زار
اوسی کا تو وہ ہی ہو غشی و غش تھا
کہا تب لڑکیون نے کہا کہ سنو
یہی مطلب ہی خاطر خواہ پایا
فدا تپر سدا ایں جان
رتن سے جب تم نے وصل پایا
ہو پیدا اونسے سمندر کی بہائی

ضرور اسطرح جب سنا تھا احوال
نہال گلشن خوبی پدم نام
ہوش آکر کہے تو پھر کہی ہے
رتن کی نام کی لی اسکو تسبیح
دل و جان سے بہلا یا درد و غم کو
کہا ای شفق میں تیرے تھی کہ قربان
مری محبوب ہے وہ رشک گلزار
ہوا یا سنتی ہی فورًا افاقہ
کہ تو ای شک ہے ہو تیو خرسند
یہ فرما کر اوسکی بہن کیا
جیونگی جب تلک یا تو نگی احسان
سنا احوال باہم او سنایا
اسی صورت وہ سب لا کر ملائی

غرض اپنی مکان میں سکو لایا
یہی جانتی تھی اکسی تختی کر اوپر
خداوندا رتن ہے یا ملا دے
سنا نام پدم جو میں رتن نے
گرا اون پہ پھر او بیہوش وہ کو
مین جسکی واسطے آفت سہی ہے
سنا احوال یہ لیکو ہر پدم نے
ولیکن میں کہتی تھی لیصد اس میں
ہوئی صبح وطن تیری ای ابر
لگے کہنے کہ تو یاری رتن تمہارے
ہوئیں وہ لڑکیاں بہی شاد و خرم
رہی جبتک اسی صورت وہاں پر

نہایت عزو حرمت سے بٹھایا
اوسی دریا سے ہم آکی سو لیکر
کہ فقیر از زندگی سے تنگ ہیں او
خوبی وصل جان [illegible] کہ تھی
نہایت مضطرب بیتاب [illegible]
[illegible] ہوش و حواس [illegible]
دل اپنا [illegible] رد و غم
[illegible] جب آوی [illegible]
رتن آیا گئی شام غربت
فدا ہے جان اسپر سے ہمارے
ہوئی سب [illegible] کلفت غم
[illegible] فتنہ رفتہ جمع لشکر

رتن کا پدم کو لیکر پاتال سے کوہ چیتور وطن آنا اور اہل شہر کا شاد و خرم ہو جانا

یہ خوشخبری جسا چیتور کو لیجا شتابی
زن اپنے شہر کی [illegible] تاتی



الا ای ساقی فرخندہ فرجام
سمندر سے وہ رخصت لیچکا ہی
پہر اک بالا دیا روشن جو اختر
دیا فیل سفید اور ایک بیشت
جو ہووے زمین پر گرم رفتار
جو ہو اک کی دل مین فکر ہمیشہ
غرض یکہ سے آسمان مانند
غرض شادان ہیں از قطع منازل

کہ بر آیا دل ناکام کا کام
وطن کی سمت کو اپنی چلا ہی
ہر اک ہو لی خراج ہفت کشور
بلندی جسکی آگے کوہ کی پست
دیکھ سی ہو سیونٹی ہی خبر آ
تو وہ مرکب ہو گرم جستا و خیز
کیا سمت وطن اوسکو روانہ
کہے سب کام خاطر خواہ حاصل

شتابی مے کشی کی کر طیار
سمندر نے کیا رخصت رتن کو
ہزاروں درج پر از لعل بدخشان
نہایت ہی نکالی سکا جلادہ
دیا اک ہم چاپانی مبارک و
ہزاروں تحفجات اوسکی ہمراہ
گئی ہمراہ اپنی شان شاہ سے
ہوئی وارد وہ اپنی ملک جس جب

کہ ہوتی تھی رتن کی سب سواری
کہ تا راہی ہو وہ اپنی وطن کو
فدا جنپر سدا جان بدخشان
سبکی جیسون خیال ہم دانا
بروں نقرسی جسکی تکڑے دو
کئی اقسام کی اچھی سے طور
ہوئی تیار [illegible] سے سب پیر [illegible]
کیا منزل پہ پھر ایک [illegible]

ہوئی عشق کو فاحش دیوانہ
انکا بہر شہر سے سب خاص اور دانہ
گئیے لینے اودھر ادنی اور اعلی
ہوئی گرم تماشا مرد اور زنا
کہ آگئی سب تہی اسکی گرفتو
نشان النفیت مراتب و رتبے
نہا نکلو اپنا سب عالم دکہائی
ہوئی آئین سواری کہی نخوا
پکاری ہیں کہ پالکین سے آکر
وہ نقارہ پہ لگا چوبکا نوبت
کہو نکلیا ایک پہ بین ایسا تھا لیز
ہزاروں حشم کو تل پس تیشم
وزیر و عہدگان شہر باہم
اوسرا او دہر نفیس زرنکو پہ لیر
بدر کے سمین پس آگی سواری
پری باندہی پرا پیش و پس
انہونکی درمیان چندول اسکا
جلو میں سیکڑون دولی طلائی
غرض اک انبوہ عالم حسن ہمراہ
بیان کیا کیجیے اوسکی شان و شوکت
بائیں آداب جب آئی سواری
غرض بدر منیر لی ہر کا آرہی
قدم پہ سر جھکا کر چوت دیا
بدر منیر ہنستے مجرے کو آئے
بدر منیر کو ساس نندون نے جو دیکھا
گیا راجہ رتن بہر ملاقات پاس
رتن نے جب قدم اوسکی دکہائی
کیا ضبط النفس کو اونسی تا دیر
تجہے بیان تم حسن ہو لیاقت کیا کر
[illegible]
[illegible]

کہ آتا ہی رتن راجہ زنانہ
گئی آگئے سب استقبال خاص
ہوئی یان شہر کی خوبی بالا
خزان دیدہ ہوا باز گلشن
کبھی تو فلک ہم ستی کیا ہی سوچ
جلو میں جا صراحی اسکی شان ستایی
سواری نجم ہی آگئی تہی آئے
کہ جسکی سیر تا سیر گلزار
تفاوت اور ایسی ہان نہی جاکر
کہ کوچے تھا صدہا جسکے گردون
وہ اوست میں ہر ہوش جو کہیان بہتر
مرصع اور طلائی جنکے سب ساز
مرصع پوش ہمرہ تھا وہ خرم
بجای نجم دیتا لعل و گوہر
چلی تھی جسطرح باد بہاری
ہر اک صورت میں ماہ چار دروسی
متفرق لعل و گوہر میں سر دیا
جنہوں پر آنکھ سورج نے لگائی
اور اونکی درمیان الماس کی لحوا
کہ تہی ربی جس میں ہر ایک جنت
ہوئی پوچھا کی رخصت نوج سیار
ہنسا داخل محل میں کس جو تھی سے
غبار اوسکی جو دلبر تھا سو چھپا
لیا گہر بار سیلے منہ دکہائی
کہ ہوا کہ حسن کی شعلہ سرایا
کہ تہی بلنے کی اسکی المین اک اثر
تو اسکی آنکہ میں آنسو بہر آگی
ہجوم شکرہ نی لیکن لیا گہیر
رہا یوں غیر سے جادل لگا کر
سنو گل ال مین سیر غیر کے پیا
[illegible]

ہوئی حرم و گلان جہد نوشاد
تو سیل میں جو اوسکی قریا تہی
ز صد قلعہ ہو مرد می جر سند
سواد شہر میں اوسکی جو آئے
ہر ایک گہوڑ سوار کی راہب
نکلا ہو کی دہ دستی چند چند
ابھی ہو رہتے جو دستہ ہی آیا
الفت سے جو یاران جشن آرا
صدا نوبت کے وہ بہتی سہانی
بچا اشتر کی دہ پس اک بانہ
مرصع سیکڑوں میں پالکی بہتر
جلو کی فوج اکثر بادلہ پوش
اور ان کی درمیان ایک رتبہ رین
بنایا ہی پہ باہر میں کو تکیا
جہیز پشتا میں جلو میں دیر آیا
کہیتی جاتی تہی وہ ہر کسے کو
بہت نہانے تہے کچھ اوس پہ قربان
اونہیں میں اوسکی ہم ناو دہلا
عمارت تہی جو نکین اور اعلی
جو دیوارت کی وہان آئی سواری
مبارک اور سلامت کی ہی شادی
گیا خدمت میں پہلی الدہ کے
بصارت سے گہر بہ نے آتی کی راہ
بہو بیٹی کو جہاتی سے لگایا
کہا آئی ہی اونکے شک حسن کے
جلن تہی اوسکو نام بدر منیر کی
تو اضع کی بجالائی وہ دستور
نکل گئے جو لپسے ہو خاطر
نجم کی ہونٹ سے سنگہ لایا
گیا تو غیر سے اوس میں نکل کر
غرض شکر کو جو [illegible]

کہ اب حق نی کیا چھوٹ آباد
کوئی شادان کہی اور کوئی نالاں
کیا سب شہر کو اپس میں دیپ
کہو نکیا ہیں کہ تھی شان خدا کے
سر اسب کی غرق زیور
ہر اک دست میں چہو جوڑا کہ جند
تماشا کی کہیں آئین ہی رہا جا
جدا اونکا سوار میں اک انداز
عجب ہی ہمین ہی کا تو رنگ
کہ و گالی تہے شعلہ میں شہانہ
جلو اونکی میں لاکہون نانگ
پری باندہی برابر دونو رنگ
چراغ و پیل سفید او پر رتن ہی
سوار داخل وہ اپنی قلعہ میں رہا
کہ جسکی شکل رنگ اک کہر آ
سواری سی اتر ہو آگے پری جو
خدا بخشے تہے اوس پہ انسل و جان
سراپا یا انیس حسن خداداد
ابہی حسن خوبی میں بہا لا
ابہی نکلین محل میں ہاواوتارے
نکل سے ہوا چہوٹ آباد
کہ وہ مشتاق دید اوسکے تہے
ہوئی دید سے ہی جسکے پر نور
دل دیدہ کو ہر اک چین آیا
یہ صورت تھی بجانب ہر رتن کی
یہ تہی مشتاق راجہ کی قدم کے
نہ بولی کسی سی لیکن ہوئی مغرور
نہ آیا تجہکو مطلق کچھ سہارا
کہ لیکن سب حق خدمت بجالایا
ہوئی میں جاک تیری غم میں جل کر
کہوں کیا میں تن کو جو کہ ستا

رتن بولا کہ شاکی ہے بجا تو
تو پہلے سب سے میری ماں ہی تہا ہے
جو ہووے جاہ کا حق تو لی جا ہا
اوٹھائی تو نے جی سی رنج اور غم
مٹائی جبکہ دہ و پٹی تنتا نے
گدایانہ ہوے تم پالنے رہے
جہاں نے ایسی کیا اعلی پدم
نہ ہووے دہ جیسی لایا ہی تو بیاہ
ہی سیرت کے ہو ہر سیسی اندر آتے
رہی تا صبح اونکین وہ حکایت
جدائی ایک تو تہی ہی رتن کے
سحر گاہ ان رتن ان کے عجب آیا
سحر آسا رتن کو دیکھہ خندان
نہیں خوش میں چلو آئی نہ آنا
جبہی خود آپ آنا ای خود دو
بدل گو خوش میں نہان سنگل
لگی کہنے گیا تو جسکے گھر شب
تکلف ہی وہ میں جہت شتاب الونر
پدم موں نہیں جو جا دس مرسند

ولی ہرگز نہوتی خفا تو
کینہیا ہوگئین اور تو راہ کا
محبت او عشق اپنا نبا ہا
کیا کر جیسے سوتین باہم
کہا پہر وس سے اوس رشک چمن نے
ملا پہر کیونکہ ہمکو تاج سا ہے
کہ مجہ میں کوئی خوبی اوس سے کم ہے
رہے گی ناکہی ایسے کوئی جاد
جو ہی پل میں تجہے بس ہو فا ئے
کہ معنی جسکے فیمو نکا بیت
قیامت پر بلین ہے سوتین کے
پدم کو بسکہ غمگین جد سی پایا
لگے کہنے اوسی ہی کی گریبا
رہی تہی رات جسجا دان جا
کہی بات تیری ...
یہ بہتر کہ تو ہی ... جل
وہ آ ہے گہری ... بہ ...
کہاں ... ن ورد ہ بکد
دقا ... ناگمت پہر کہتی تا جند

ہوئی ہی جان سے قدر رس
تر احکام فرماہیں بدل ... تو
رہی تورات دن بس رنج رو تو ا
رتن نے کہلے تب لفظ شفقت
کہ تم جو جاگی یون اس جہاں
وہ بیداوت جسے لائی ہو جاکر
پڑا بس تجکو ہونہر تکا سا اسکا
سننے گا ذکر خوبی پہر کسو کا
ملی تہی بسکہ مدت میں رتن سے
نہیں اسطرح گذری آت سمار
کہ اوسنی رات کر اختر شمار
بہری آنکہوں میں آنسو تہا دہ کام
کہ رو دہنے سے کہہ حرف حکایات
کہا اوسنی پدم نے مسکے ای گل
رتن نے میں پاس سگی کا تم ناکام
سلیقہ ہو نکر ہی بد تر از موت
تعجب ہے کہ تو ہی اوس سے نالوں
گل و بلبل میں پہر عاشق ہوا
از بس بل ہو نسیبی اوسکے ...

کہو کیا میں کہ جانی تہی دل
حق خاریت سی ہیں مشغول
مری وہ لیسے مضطر ...
کدورت اوسکی دل سے ...
کہو تو بار کیا کیا چمن ...
نہایت رنج اور محنت اٹہاکر
کیا مجہ سے سلو ... بہی کیرگا
تو پہر ایسا ہی ... سکا حال ہوگا
کبھی تو بلبل غمگین چمن سے
پدم کیا کہیں ... بیقرار سے
سحر تک تہی عجب غم سے گذار کے
گل نرگس میں جون قطرات شبنم
تمہارے تجکو کچھ بیانی نہیں بات
بدل عاشق ہوں ... اسکا دل
دلی ... میں تو ہووے گی بدنام
کہیں ملتے ہیں ہی ... سوت
بجا نا ہیر کرہی ... سخت ...
اور اوسکی تنگل سے دیدہ از خا
کہ وہ گہر لگی ہے اب ... ت

دونوں سوتوں میں لڑائی ہونا اور رتن سین کا واسطے صفائی کے آنا

دلا تو جل ... گلشن ... سیر ... تا
پدم اور ناگمت کی یاں ہوں جہاں
کہ اک دن ایک غم ... صبح آ کے
پہان ... ناگمت کا تحفہ اک باغ
رتن سے جا کی سیر باغ کیجے
سنی یہ بات اوسنے جو پدم نے
نہان ... گدا نا و جا ہر آیا
سلیقہ ہا ... گل ... بلبل
حسد ... ناگمت کی ... سوسا
کہ ... گدا ... سکرپدم نے
اگرچہ باغ ہے اچھا ... یا

کہ رشک ... غاشے ... لالی
کہ رشک صحبت ... لیکن
بیان کرنی لگی گہر ... پدم
کہ جسکے رشک سی ... تاج
برنگ لالہ تجکو داغ دیجے
تو بس گہر اوسی رشک الم نے
کئے صید کبوتر پر دہ جون ... بز
دلوں میں ... سکے بیجان ... بلبل
سحر ... پر غم ... نیم کا ہوا
اسیر ... رشک اور الم نے
ولی ... سحر ... کا یا

پلا آکر جام اے ساقی سیاک
حقیقت ... پدم کی لڑائی
کہ ای گل ... باغ جو نے
وہاں ... جا کی اوسی ہی نہائی
ترے تکہہ ملکی ای آنی ... چار
بدل ... نرگس ... شمع فانوس
نسیم ... وہ ہو ی گلزار
اور ... رشک کی آتش ... جال
اگرچہ ... تہا دونوں کی ... چشم
کیا اوس ... قید دام حسد سے
یہ کیا موقع جہاں ... ملیان

کہ ہی گل کی ... سیر باغ ... ک
کہ رہتی ناگمت تہی وہ ... کی
سنا یوں ہی ... رہا
رتن سے کیجے حظ زندگانی
ہی ... سیر گشت گلزار
چلے وہ ناگمت ... شل طاوس
دلیکن ... لاکہوں ... کا
برنگ گل تہی ... سیر ... لال
ولی ... سیر باغ ... ہم
تماشا ... ہم ... کیجے
اونہیں کے پاس کہتی ... آن

جہان خوش ہو القصہ انکو نہ دو نشان
شہان اپنے بیجا ہو وہ خوش رنگ
نہ دیکھی سیر جسکی بالک باغ
زبس مطلوب از حد ہی جو کیلا
اسی صورت سی جب تلکی بہار ہے
ہین آ ہو چشم تو ہی گاو دیدہ
کہا اوسنی ہی سیر اسکی حسن نمکین
تو تیری رنگ کی مانند لی تو لا
ہو دیکھی ناگہت سی تمہید رو شے
شگفتہ ہو سکے تو بس ملی تو دیکھے
چڑہا کر آستین ا وبار وہ وہ مین
پدم کی جسنی نکہت تہا ہست
پدم سے تہی وہ بہتی لٹ کہا کی
کہون کیا اوسکا لڑنا انکی وہ چہرہ
نکہر جانا وہ بالونکا تہا ہست
غرض یون سانولی گوری بچاین
رہنے یہ خبر جسوقت پائے
یہ لڑی یقین کر وہ اپنی سمین آیا
شگفتہ جینڈول ہے وہ نوکو جہلکا
سو ویسین ناگہت کو جا اوتارا
تری حیثیت ہی ہین کہ تجہ سین زلالت
صفائی گفتگو دیکھی ہیں تب سے
اوتارا وہ آن آ کہ لا کی باعزاز
جدا ایجان سین تجہ بدل ہون
کر وینین اگہنشان ہی آرام
غرض کر جا ملو سے اور رہ شاد
اسی صورت بر آئی ایک مدت

دستورہ تلمیح وہ ان کا ہی کہو نہیں
وہان جا مین کی رہی کا ہی کیا دہ
حقیقت مین ہی وہ گل بہتر از غم
یہی ہو جب کہ رہتا ہی اکیلا
ہوئی باتون مین ظاہر لڑائی
مین گل ہون نارسیدہ تو رسیدہ
بہار خوبی لیلے او شیرین
رہا کرتی ہین آنکہین سکی پہر
ہی سر گرم حساب بانکی کے
کہ دشمن ہو تو اوسکی جان چہے
لڑین جون بلبلین صحن گلشن
اور اوسکا سانولا پن ہو اجنت
کہ جیون صندلی لپٹی اگ سے
کہسل پڑنا وہ چوٹونکا وہ دو شہر
ہجوم دود شعلے کی علامت
کہ نور روز و شب ستگر بیان
کہا ہی تو نمن باہم اک لڑے
عنصر کا شعلہ دو نو سے بچایا
جین کے گہر مین لایا کرکے سہو
کہا اوسی کہ یہ گہر سے تمہارا
جو تو اس شمسی سودی کی شنک زلف
کہ دیت سنگی رشک چمن کے
کہا اوس نے کہ ای سرمایۂ ناز
دلی اوس سے نظاہر منفعل ہو
تو مین تو ہو مین دونون سیاہ بد نام
ہوا دیوا نیجانے مین سرانجام
کہ رہتی تہی اونہین عیش و عشرت

جہان لیچہ سر ہو بلبل باغ
کہا اوسنی کہ ہان کہتی ہو تم خوب
وہ جا مین صاف اونکین نہی پیدا بیش
رہی تا دیر باہم یون شکایت
پدم بولی کہ سمن غیرت باغ
سراپا ناز مین جا وس گلشن
یہ سیر رنگ کی ہی قدر شنبل
نکہ چہرہ شیرین بات مین تجہ ملاحت
پدم پہلے اوٹہی اپنی مکان سے
اوٹہی آید بہ غرض یہ سیر جنگ
زبان تو اطرف صرف درشتی
لگے ہو نے جو باہم دونو جنگ
غضب سے پاتہ یون کر دین ہم
وہ کینا پاک پرا اونکی غضب سے
بلا کر تیلی حسن کا جہٹکا
زبس تہین گرم دونون سر علم
سحر جاش مین آ ہو رسیدہ
اوہر اسکو اودہر اوسکو بٹہا کی
مرتب تہا جو اک کاخ طلائی
رہو مین سدا با عیش و آرام
حق خدمت ہی دونونکا برابر
پدم کا کاخ سیمین تہا جو طیار
نجنی ہی کا ہم محبہ سی ای خود آرا
زمانہ ساز بیان کرتا ہون سن
مجہے گوشاق ہی اک آن تجہ بن
معین کرکے بہر تجہ شغل اوقات
ہوئی راجہ کی بہر دو نو سی جو لا

یہ کیا لازم مقابل اسکی زاغ
دلی وہ گل جو ہو تمکین کا مرغوب
بجا ہتر انہیں جس مین کہ ہو رنگینیاں
کہ تہی رمز و کنایت مین شکایت
بجا ہی سیر و تمکین غم سے ہر داغ
تو کیا ای ناگہت کالی ہی ناگن
کہ انکہو نہیں سنوا اوسکا اگر تل
کرے تیر تا جیا کان تک ہون
کہ لڑنے تا لبی تیغ زبان سے
او وہ رشک غنچہ با دل تنگ
لگے ہولی کہم دونون گشتی
بیان کیا کیجئے تہا کچہہ عجب رنگ
کہ شیاطین لپٹ جاتی ہین باہم
وہ دونا گالیان پیچ تعب سے
قیامت تھی آنکہ کا منکلا
بہ روز عید تہی اور وہ شب قدر
مہ خورشید وہ دو نور دیدہ
ستارہ قصہ القصہ نہا کے
سنبہے گویا جنت سی بنائے
کسی ہی محبہ سو اکہ کیا ان تجہے کام
نہ تو کم سے نہ وہ تجہ سے ہی بہتر
منقش جس طرح ہو صحن گلزار
نہ رکہہ مطلب کسی سی تو خدارا
نظاہر بار بیان کرتا ہون وہ سن
سراک شب یہاں رہون تو وان کبھی ا
بخوبی کاٹتا تہا اپنی وہ رات
زمانہ اونکی شادی سے ہوا شاد

دستان الکہ بریمن مصاحت تن سین کی کہ راجہ کی خفا ہو کر شہر بدر فرمایا اور اوس نے بازیب پدم کی سلطان علاؤالدین کو لو پہنچا کر اشتیاق پدم کا دلوا دیا

کہان جاتے ہو کوئی تا لوح نہ کلی با اسکو ہوشیار
ستارا کی اک شقہ ماہ نو سا

الہٰی ہی خیر رنگ کیا کیا زمانے نے عالم کو کہا یا
سیاہ چرخ آفتین کرتا ہے برپا

بلا دی ہی نہ تیا تو جلیہ اک جام
کہ نمکین ہی تا رد وار شکستگین

الہٰی کہ بردش بلا جام چرخ پا
کبہی ہی یہ حدیث شعر آئین

کہ تھا راجہ رتن کا محرم راز
جیسا تھا جیسے راجہ کا بنا تھا
برہمن اور بہی راجہ کی جو تھے
اہی دربار میں انے ند تھے
کیا کرتے تھے باہم سب یہ تدبیر
کہ اکدن یا ہمنو لینے آئی تقدیر
مجھے درپیش ہی یہ عقدہ لاحل
حریف اوسکی ہو یا نہیں ہے اوس
تری فکر او طبیعت میں خلل ہے
کہ اتنا جہوٹ کہنا کیا سبب ہے
اگرچہ بات اسکی ہے غلط سے
اگر سچ ہو تو ذلت انکو سچ
جب آخر دن ہوا یا تنگ دو
نہیں تھے وہ ہمن سے کچھ خلل ہے
کہا اون سب جو تھے مقصود حرمند
ہمیں جو باہ تو ہنسی کہا یا
مہینہ یا ورس یا کہ لوگ جا دیں
مگر اسکی ہی ساتی کو سکیں حد
شتابی لوگ جا دیں پھر بکہ آویں
کہا نزدیک اور نجی جہاں تک
حضوری میں جو ان سب نے کہا تھا
کہا سب نے رتن سے ای مہاراج
نہوا ایسا کسی ن یہ پد آسر
یہ سن سنکر سخن وہ منفعل تھا
رتن کو سب کے کہنے سی ڈرایا
کہو اوس سے یہ میری شہر میں آکے
کلف ہوں تا ہم اپنی ملکے
بلا کر زیر منظر اپنے فی الحال
بہت سے بیٹھے راجہ سی شکایت
غرض کر کو سہیر دل لگی مدہانی
جہاں سے تیں کہو کی زر سے کھو

برہمن نام راگھو جیسی وہ دانا
دکھاتا تھا صد سحر و تماشا
بدل بغض و حسد رکہتی تہی اوس سے
جو منصب سکا ہی گا آپ لیجی
موافق ہو گئی اک ور تقدیر
رتن نی کی سہ بار تکرار
بتا یو آج ہوگا چاند یا کل
او نہوں نے ازرہ تصمیم کر غور
کہا پنڈتوں نے ناداں اج نکل ہے
مگر ای یا وہ گو تو بی ادب ہے
سخن کی آنی لنیں پرور سخن کو
نہیں تو مجکو ہرجا ہو سو سچ ہو
نیا کر سحر سی راگھو نہ تجھ
اونہیں تو لو بچھے کل انکی نکل
کہ ای راجہ سچ علم نظر بند
ہوا پر سحر سے ہی یہ بنایا
بہلا اوس کوں ملک سی نکال دیں
تو بہتر ہے واقعی یہ بات پہ بد
جو ہووے واقعہ جلدی سے ہنایں
سبہوں نے جا کی کہا تھا ناسک
وہیں اک ماہ نو کا پرتو اتہا
کہوائے وج کل ہی جانا ہوی اج
بلائی تازہ لا و تیری سرپر
نکون پر سے کہنے سی خجل تہا
نہایت دل سی ملتمس کہا
کہ جانے کو یہ یا لیسی نکل جائی
چلا بخجلت زدہ گھر سی نکل کے
لگے کہنے اوسی آپنا احوال
دلی تا نجر اوسی کچھ حمایت
لگے کہنے با اشفاق نہانی
یہ نیت اوسکو سچ جو سر رکھو

اگرچہ بید جی نی خوب تہی بات
رتن تہا اوسکی جانب لیکن التفات
سدا اس فکر میں رہتی تہی ہر آن
ذلیل اسکو کریں کس شکل لیکن
بظاہر تہی وہ تقدیر موافق
کہ ای آگاہ علم بید خوانی
کہا کیوں اوس سے ای مہاراج
کہا راگھو سی تیں قول باطل
سنے یہ گفتگو راجہ نی جس دم
کہی تہی بن باطل اوسنی یہ بات
کہا تقریر ان سب کی ہی یہ سب
غرض سب کی اوسنی خیال اوقات
لگا راجہ سے کہنے بندہ پرور
مرے لت کی ناحق میں یہ تحریر
اگر پیدا ہو تو تا آسمان پہ
ہوا آنہا ن سے یہ کی ذرہ
کہ اوسکی روشنی پران تماشا
سنیں دم جو یہ راجہ کو خبر
چلے ہر سو پیادہ اور سوار
سنا یا سب نے راجہ کو جو آکر
جو لیکو تک میں سب بات سار
سیاہ تر ہے قیامت اک علم
کہا اوسکا سخن ہر گز نہ تہا ٹہیک
نہ میں آئی تہی ان او سکو کوئی بات
کہا القصہ جو راجہ نی برہم
ہوا تہا سبکہ عالم میں محجوب
جو معلوم جس دم یہ پدم سو
تری تقدیر نے تجکو نکالا
حقیقت حال میں پیر اسپار
یہ جو یار پیاری پی بہا ہی
لصد الطاف پی زیب لاکھی

یہ علم ساحری میں تہا وہ استاد
بدل اوسکے تماشے میں تہا زیرت
کہ ایسی بات آج آدی کچھ کی بات
غرض ہم آپسی آخر کو ایسی
ولی باطن میں صد آفات کا حق
عیاں بی ناز ندیم راز نہانی
مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ای آج
حضور کے اگرچہ کہتا ہی حاصل
کہا راگھو سی تو راہو کی تب ہم
سو لاکی سیر اوسکی تازہ آفتا
بدل پیگمان ہیں بی سیر ما سد
کہ آئی بنج اپنی اہل زنار
نظر تو سبکے بام فلک سیر
وہ ہی نصف ہوں اسکی آج کیا ہے
تو ہو تی روشنی ساری جہان پر
ولی پر تھی اسکا سات ہی کو نز
تو جانو سب انکو کا کہا ہے
کہا اچھا کریں اسمیں نہ تاخیر
کہ تا ظاہر ہوا اسکا صدق قیاس
کہ دیکہا ہمنے دو دس شکل کیہ
ہوئی راگھو کو دل میں ساس
عبث تہمت نے کیا ہے سبکو سار
اہی ہم آپ میں کا ساتھ جانو
کہ وہ سہلا یا اوسپر تہی رشت
یہی صحبت اسکی مجکو ہوا ای ہم
سنے یہ کہیں پیلیں سی نہا ہمن بیا
کہا اس سے کا سی نکلا آج رگھو
کہ لائی سیر تیری نور کا لا
لکہیں ہیں جو تی راجہ جی نا جا
جہا ہر سہمیں لا کہو کا لگا ہی
کہیں تو سچ لیتا اسکو چلکی

تو غرض رخصت ہوا پا زیب لیکے
جو وان درج خلافت کا گہر تھا
نہایت دل اوسپر مہربان تھا
فلک و خیلش ز جوزا کمر بند
تھا وان آباد ہین وہ خاطر آباد
کیا خوش ہو بادشاہ تاجور کو
رکھا اوسکو بصد اعزاز و اکرام
ہوا مشتاق اوسکو دیکھکر شاہ
تھے جو کسی اور لایا کہانسے
نشان اوسکا بھی دے وہ جہان ہے
کہ ہی چیتور کا راجہ رتن سین
او ٹھاکر سکی دل رنج و الم ہے
سراپا رشک گل سرو روان ہی
نہیں صحبت ہے اوسکی ہی شادان
ہے جو عجب شاہ بحر و بر کو
درآید جلوۂ حسن از رہ گوش
لیی ہمراہ اپنی اسقدر فوج
سپاہ ہند لاکھون تا بلی تھی
ہزارون لے ہاتھی اونٹ نالے
تہیہ جب اوس شہر کی جب جاکی پہنچا
کہا اوسکو رسمی سے خیر دوسر
ہماری ہند سے گر ہو انکار

دعائے خیر بادشاہ کو دیکے
علاؤ الدین خلجی تاجور تھا
خدا کا فضل عالم پر عیان تھا
ظفر با تیغ بخشش سخت پیوند
اسی صورت رہی تھا با دل شاد
دکھا کر خوب سا فضل و ہنر کو
کہا آیا کری ہان صبح و شام
لگا کہنے اوسی ای سرو آگاہ
یہ تحفہ طرفہ تر اسے علے جہان سے
اور اوسکی دوسری بھی دلربا ہے
زمانی کی بہی تجہ سا راحت و چین ہی
اسی سنگلدیپ سے لایا پدم کو
قیامت نازک او غنچہ دہان ہے
کہی راجہ رتن کا سرو بستان
ہوا وہ شیفتہ جیسی ہی سفر کو
زمان آرام بر بادید دل ہوش
لگی تو بچری بابان کی تہی موج
ہزارون اذبکی او کابلی ہے
عدد سے جسکے ہو عالم میں ہیجان
کیا اک سمت و لشکر تھا برپا
رتن کو نامہ شاہی قسم سر
تو ہم آتے ہی یہ باری ہان خبر دار

پس از قطع منازل بی سر و پا
مقرر او سپہ تھی عالم پناہی
کرون کیا شان و شوکت اسکی تقریر
ہمہ اسباب شاہی حاصل او
کہ اکدن وہ سرور اکہونی جاکی
جو دیکھا شاہ نی وہ ہے مردانا
صحبت شاہ ہی اوسکی بر ہے
یہ ہی پازیب سکی کیونکہ پائی
پر ہی جو ہی وہ پاکہ انسان
جو دیکھا بادشہ کو او بھی مشتاق
یہانسے چوڑکر اسباب شاہی
کہون کیا اوسکا عالم قصہ کوتاہ
اگر صاحب ہے اوسکو دیکھ پایا
او بھی کیا قدر اور نازک بدن ہے
نہ تھا عشق از دیار خیر و
سلح کر کی لشکر اپنی بحال
ہزارون فوج چینی اور زنگی
غرض تھی حرص نے خیل در خیل
یا ہین سپاہ ان شاہ عشق دل
ہوا اک دشت میں لشکر کا ڈیرا
کہ آمادہ ہے سیستہ رو سرے

جہان آیا دین جاکر وہ لوہے
گری تھا ہند کے وہ بادشاہ
بجا ہی مولوی جامی کے تحریر
تماشا آرزوی درد دل او
تماشائی طلسمے کچھ دکھاسکے
حضور سکے موافق اوسکو جانا
تو وہ پازیب پھر اوسکو دکھائی
کہا انسے ہیچ تہا تو ہاتھ آئے
تہا ہی کون وہ رشک گلستان
کہا یہ بات ہے مشہور آفاق
گذارا یہ ہو بے مثل کوراسے ہے
کہ ہی روی زمین پر غیرت ملہ
یقین تو ہی بہت سا خط اوٹھایا
سلے ہی باغ کہ صحبت چمن کے
لیا کیون دولت از گفتار خیر و
چلا ہی بادشاہ نیک اقبال
فراسیسی و رومی اور فرنگی
جدا ہر ایک کی ہر سمت کو خیل
کیا چیتور تک منزل بہ منزل
کئی منزل تلک جنگل تھا گھیرا
جو جولو شاد عالی دہ بجا لے

نامہ عتاب آمیز بھیجا سلطان علاؤ الدین کا رتن سین کی پاس اور آمادہ جنگ ہوکر جواب لکھنا اوسکا بادشاہ کو بے خوف و ہراس

خداوندا تمہاری میں نہ حاضر ہوں
وہ دولت زرجو ہی کی شست شاہا
لکھن اب یہانسے دیر شور انگیز
پس از توحید نعت سرور پاک
ہوئی ہان مابدولت جوق افزا
اسی ہین خبر ہی اب آشنا ہی
وہ مشکل ہی ہی لایا جبکہ گیر کے
اگرچہ اوسکی رہتی ہین ہی ناخبر

تو فرمان جہانبانی جو نکلے ناہی
نکال اب جملہ بینا سی آیا
رقم کرتا ہی نامہ یک خونریز
بیان سنئی مضمون ہو لاک
تو پھر ہستان ہو بھی نہ آیا
تصور بیدکی ہین ہی خراب ہے
راتی سپتی ہین دانا جہد ہر کے
تو بھی جب کی پھر جلد تدبیر

الا ای جانی ہیبت جو د کام
اگر دیگا تو مین ممنون ہونگا
ہوا مرشد سے جو دستور پا مو
کہان اکو تو ال شہر چیتور
وہ دولت تو شاید پھر ہے
حضور سے میں تو آیا خویش فرزند
حضور خود بدولت الا ہو دو
گیا جب یہ رتن کو نامہ شاہ

مین پایا ہون ہر اس نہ در بھی نام
نہیں تو آخرش مجھسے لڑونگا
کیا نامہ رقم اور نے بدستور
نہیں ہیتا فلک کا ایک سادر
ہوا حاضر نہ موجب سکا کیا ہی
اگر شاہی تجکو جنگ ہین ہی پسند
کہ تیری ایسی ہین ہیں بہبود
ہوا وہ پڑھ کی بس مضمون سے آگاہ

بیا کھولا جون آئینہ حیران
بیان فتح و ہیبت کے تو کب ہے
ہی مشکل ہی آئی ماہ پارہ
نہین کچھ جو بنایسی لغو حرکات
جواب اس پہ لکھکر یادل تنگ
کیا تب ہے ولیکن ایسا ہی لکھوا
رہی چاروں طرف آتش کے وہ پاس
غرض فرزند خندق کر کی پرا
جوانا مرد بس باپ شاہ کی الحال
جو انا مرد قدس الہی جنگ
شتابی جن کا فرونکی جالی ارینا
جو ہوکر مستعد وہ بر سر جنگ
نہ تھی ہونکی صدا مین وحشت انگیز
لگا چھٹنے ہر اک سو توپخانہ
نکلنا توپ سے گولہ کا رخشان
یہ گولہ سرخ نکلے تھا شتابی
کردن کیا دشمنان کی تقریر
دلاور وہ ہوئی لشکر و تلنگ
رہی ہاتی سو ہوکر سخت میدان
ہوا ایسا کہ غالب لشکر شاہ
تو پایا فتح نے کر جب ستانی
سو تمہی یہ حصار شہر گھیرا
شتابی شاہی لشکر سوار
اونے فکر وہ غارتگر تنگ
اور ہے کہ لیان ایسے ہر گولی
کیا گو آتش دان انکا صد ورد
سحر سی شام تک کر وسد جنگ
ہر اس شب نہ کل آب و دانہ
اہی صورت غرض گذری ہی سال
کیا شاہ نی کہ بی مقصود جانا
پھر صورت اگر یہ ہاتھ آئے

عجب سے ہے پریشان بیدل زن
تمہارا پر ہمین پاس ادب ہے
طلب مین اسکی تھا جو کچھ کہ پنہان
تامل کر سکے بہتر ہو یہ بات
ہو اطلاع شہ ہی بر سر جنگ
نہ باوجی جسمین بشکر غیر کار
کہ جانا جسکے منہ پر سخت شکوہ
مہیا جنگ کا کر سارا اسباب
سلطان قہر کی آتش سی جو لال
مگر ہو زندگی سی ہاتھ لینا
سر اک کا بار سر تن ہی ہیئت
چلے آئی سپاہ برق ہیبت
زرہ کر تی کے ڈھال نیزوں او خنجر
اس سپاہ جسکی آتش سی زبانہ
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
شب یلدا مین جیون تیر شہاب
کہ بیلو الٹی تھی قندیل ترتیب
لگی چلنی بہم دونون مین تلوار
ہوئی جا کی حصار اپنی بین اہل
کر تھی فتح کر جسکے خواہ
کہ جیتی زندہ یون کی جا لٹرائی
جو فرماؤ کر پا وسماجہ پھیرا
لگی چلنی کی اودہ سر کوشیانے
اودہر فوج ملنہ آمادہ جنگ
ہر تھی لگی جسطرح ابسے
وہی ان بالکل تھی تو پھر وہ خوشنود
سنا کر تک سحر تا شام جنگ
وہین موجود شاہی زمانہ
کہ وہ شب میں الٹی تھی پامال
غرض ہو با ہی سوا زمانہ
کیا بر کچھ ندامت سی جانا

جواب اوسکا لکھا انہی دشمن
نہین کچھ ایسا نہین ہر و محتاج
کبھی کون ایسا ہی وہ نا شاد
اگرچہ جنگ کی ہلین ہی تدبیر
جو کچھ تب باب جنگی جو کر کار
لگا ہمت تو مین اور بند توپ
سر برج قلعہ پر لاکھون سپاہی
مسلح ہو کے چھٹنے تھی باہم
لگا کہنے کہ ہی یہ طفل مکتب
کھوا دین غلامان جفا جو
کہون کیا مین کہ جو اب شاہ
اسی ہی نکل تب صف آرا
دو جانب کی صفین جن ابر پیکر
وہ کہ مین اسطرح اور جا کہ جنگ
وہ مرد وتونکی چلنا طرف گرد
کہون کیا مین ہوا جو یار ان
با بین صولت عرض و جنگ
ہوئی کفار کچھ گو وشمن النار
شرار فوج شاہی کی بر بیتاب
لگی جو فوج شاہی مین تن زار
ہر ایک سر لیسے یا جو کہ منصور
لو بد فتح سنکر یہ خداداد
حسب پا شہ لفوج چند چند
اور تھا کر قاتل کو تیغ سنان سے
گیرا گرد اور وہ گڈہ بین بنیاد
کہ تھا سامان ان سو کا تھا
حصار شہر تھا سنگ زر ذات
نہ ٹوٹی جبکہ وہ سد سکندر
تنگ آئی نہ دہ وہ ہو یہ جو غایب
فریب اوسکو کسی ہو لیتی و بجز
وزیر لینے بلا کر کے یہ تدبیر

کرائی تھی جہان شاہ عالم
کر جسکو آپ کر لیتی ہی تاج
کہ بی ناموس تنگا تھا جو پیدا
تو لیجہ اللہ کہے پہر تا جیسا
لو سب بات کہتے بین جو طلب
بنا یا قلعہ کو آتش کا صندوق
جو لا بین قسم مین عالم ہر تماشا
کہی لشکر کو آیا شاہ عالم
تھے شوکت شاہی کی ہر سیان
اسی ہم تا کر لادین اوسکو
جلے آگ جی جسطرح باد
حد جانب سے ہوا اسکا پر یا
خرو شان جد سیان آتش جہاں
کہ جیون باران ہی بار ربی جنگ
کہ شمشیر اجل بین آتی تھی بارہ
جو انون کی تھا ایسا جب سپاہان
بہم زخمی ہو گرتے اور سے
ہوئی کچھ آب تو شی تیغ جو خونخوار
اور لی اپنی جگہہ سی شل سما
بلا تکرار جسکو سد پار
حصار شہر مین اب نہ وہ محصور
ہوئی جلے راد کی خرم و شاد
ہوئی وہ غازیان جنگ آخر
لگی لڑنی بہم تیر و کمان سے
شکست اوسکو نہ انکو فتح یا
علاوہ اوسکو طلق تھا نہ وکیل
نہ پہنچی جسمیں کچھ صدمہ آفات
آہ الٹی اس سے غاز بکہ لشکر
ہوئی وہ جنگ آخر باعث جنگ
جو پہلے تھا آدمی تو اسکو تدبیر
باہین صورت کرون کہ سران تحریر

ہوا ہمکو یوجہ خوب اٹھانا
بدل تھا اوسکا لینا ہمکو ضرور
نجات اب ہمی کی تیری پانا
تو آتے ہی بگی مین جلد خوشحال
روانہ کر کی راجہ کو یہ فرمایا
کھلا اوسپر جو وہ نامی کا مضمون
کہ شاہ بحر و بر تھا ہی آتا
کہ اسمین شاہ بہی جنید اپنے نام
سجایا تھا جو وہ ہی تھانہ
ہزاروں تحائف ہفت کشور
کئی ہاتھی ہیل نشان کے سکر
غرض یہ لی چکا جب پاس سلطان
نہی نقشے اگرچہ ہمکو نظر آتین

کہ پیادت کا ہی تو عاشق تھا
ولی عاشق کشی ہوتی ہمیشہ
خفتگی مین بلا وسواس آب
کہ خلعت ملک کا دین مجکو اوسی
سے چلے بلی کو اوسکے اپنے سلطان
کہ تہی جسکے عبارت عجب مضمون
اسے سمجھا یہ کہ ہی اقبال جانا
کہ صفر باہوا از راہ اخلاص
بٹھایا لا کے آداب شاہانہ
کہ لائق نشاہ اگستر
کہ تک پہر نثین کی ہو سرنو
رتن ہی پہر کیا ارشاد اور ان
تو پہر ایسی ہی ہوی جا کی نوازش

نہ تہا کچھ کام گرچہ اوسکا لینا
تری ان مضمون پر انتظار
ارادہ خود بخود لشکر کا ہی باجم
تجہے دستور آئی سے آیا
گیا جب پاس اوسکی بادشاہ
ملی بہاری غرض کسی کہ دوست
سمجھ کر وہ روز سے اپنی آفت
رتن نے کی تکلف دیکہا جب شاہ
جو بیٹھا وان وہ شاہ بحر اوسے
ہزاروں ترکی تازی بہم تہی
ہزاروں ہاتھی وہ تنگ زین تنگ
عمارت اور مکان منزل اونکا

دل میں کہین کو تیرے داغ دینا
طرف اپنی وہ رشک چمن تو
کہ بیچے اپنی کشور کی طرف جب
تو ہو وہین مایہ دولت ولی افزا
کہ وہ فرمان تہا آنت تہ کاہ
پہ جا با اب ہوئی بچی کی صورت
ہوا خوشحال مشغول ضیافت
قدم ہی کو آیا سر راہ
نثار اوسپر کیے لعل اور گوہر
نسیم صبح سے خوش رنگ تارا
ہوی جب نوبت جیخ ہی نکلا
دکہا یا کہ کیوں جاتا ہے ول

بادشاہ کی بیٹی مین پھر قید ہوکر رتن سین کا وغم سے حال غیر ہو جانا

پدمن کا عکس رتنا آئینے مین اور وہ لولہ عشق پیدا ہو جانا
نلکے بلکن آنا اور پدمن کا چتور مین آنا

کہنا کیا عشق نے باتین یہ پدم شوتا

فریب دیکر کیا معشوق کو اچہاتا



اوٹہا ای ساقی فرخندہ جام
ہوئی فکر سخن مین طبع پہر گند
نگر یا کہو جو تہا ہمراہ آیا
کہوان مین جس جگہ وہ بیٹھا جانا
تماشا کچھ نیا ہوتا ہی جیسا
کئی ہمراہ ہونگی ماہ پارہ
سوار کہو سی پکر سے تسوب شاہ

کہ ماہ چار وہ سے پر لب بام
پیا وہ کہ ہو وہ تیز اور تند
ہر فتنہ تہا یہ جسنی اور ہنسا یا
اور اپنی آگے آئینہ رکہا تہا
ہین آئین عورتین پہر تماشا
ولی اسپر مین کہ دونگا شاہ
کہ تہی یہ مصلحت لب مست جام

پلا وہ می کہ جسکا نشہ ای یار
ہو اوسکو جو شوق سخن اور پیام
سکہا ئی شاہ کو تہی اوسنی بات
اوسی جا بیٹھ سکے محبت آرام
یقین ہی دیکھنے کو آیگی اب
غرض اس شکل اوسکو دیکھ کچھ
رتن کا لی کی اپنی نام تھی تہ

بحکم اور کہا دروی دلدار
حقیقت مین تہا کچھ سیر کا نام
کہ ہان جب بیٹھے سیر مکانات
کہ تا وہ مہر وش آوی لب بام
لب بام آئی وہ مہر درخشان
پہر آگئی جو کہ بن آوی سو کچھ
چلا سیر عمارت کی تئین ساتہ

مکان سب تھے کچھ جیوں گلزار رنگین
غرض دیکھتا پھر اک روز جام
نکہا اسکو وہ شاہ خرد و
زمین سے کر کے فرمایا کچھ بہانہ
وہ آئینہ کہ جام جم سے بہتر
تہ چالیس کچھ وہ خاک پر سر
کہاں اچھو عقل لے تک پہنچ
نہ تک آئینہ با چشم حیران
کہ ای تصویر شہ کچھ بن ترنگ
فدا اس بات کو تو دل مین کر غور
کہاں ملی کا سلطان یا شہ کا
ہمین وہ جائی کا ملین پر کہا
پیدا ہی ہسنکی ابلی اسی کیا جو
دیبچی سے جو این طلب مٹھائی
اور دیر تو دیکھے شہ کو وہ پری
رنج پہنچ اسکا وہ آنا بیکل
کہا بیٹی کہ تو ای فرخندہ قبا
غرض اک بر مین آیا جو مجھ
ٹھہر کر یک ساعتا وہ منگا
نکلے ہی پہنچی جلد یکبار
کیا کچھ اور ہی تحفہ عنایت
کہا شہ نے کہ لایا اسکو یا تیسے
دیا اپنا دو شالہ کی یہ تقریر
تھی وان دستی غلاموں کی جہاں
رتن تو سادہ دل اتنا دہان تھا
نہ سمجھا تھا غرض تھا جب فوج
وہان جان غرض سادہ پن تھا
کہا ہے بانوئن وہ بندی الحال
غرض لائی رتن کو قید کر کے
پہنچی یہ خبر جس وقت بادشاہ
ہوا اسکے دل اوپر تیس غم

کہ گوری تھا ہو تیغ موقع شکستان
پھر تھا سیر کرتا کام ناکام
ہوا گر شتی بن بس پر منتظر
منگا کر جلد آئینہ و شانہ
اگر دیکھی تو حیران ہو گیا شہ
کہ اس آئینی مین کیا کیا ہے
سمجھا تھا شہ کی ہے وہ آئینہ سچ
ادہر پہ منتظر بیٹھا تھا سلطان
نگہ کرتے تو رنگ چرخ نیرنگ
کہان شکل کہان ہی وہ تصویر
عجب ہے کہ پھر رہتا وہ کھاد
کہا یا شاہ پر آنکھوں سے کہا
مجھے ہی دیکھا اسکا ہی غرض
سراپا صورت آئینی مین پاکر
سچ ہم کہی اپنے سکا تکو
پہلے سے جانکر جانا نہ کہا
ہوا کیا قبلۂ عالم کا احوال
کیا رو تا فدا ہے عشق کی جو
ہوئے تشریف فرما وہ جہان سے
دیا بس اسکو مروارید کا ہار
اسی صورت غرض کرتی رہا شب
محبت ہے اب جا دی بادشاہ نے
کہ بخشا ملک تحکم تا یہ تسخیر
نکلنے ہی تن کی گرد سے
فریب شاہ کیا عیار تھا
کہ نی پرن قید تو کر [illegible]
دلا ہاتہ اتا کت تن تھا
کہ فوج شہ نے ادہر آئی یہ جنجال
کہ جیوں صیاد لاوے صید کر کے
ہوں کیا اک حالت [illegible]
کہ سب فوج ہو گیا یکبار برہم

کسی نقشی کو تھا خوب ہی یہ
کہ ہمین اک محل کے متصل آ
بہت سا یہ کہہ اوس جا [illegible]
رکہ اپنی روبرو آئینہ یکجا
رکہا فولاد کی پہر راحت تھا
غرض وہ ستارگی [illegible] پہنچا
غرض وہ سادگی سے فارغ البال
کہ ہمین [illegible] خرم
زبانی پری کیا [illegible]
تو کس شکل [illegible]
کرا اپنا [illegible]
وہ زیر فرش داب بیٹھا ہی آکر
غرض ہی سادگی تھی [illegible]
وہ صورت تھی کہ تھا [illegible]
نظر پڑتی ہی [illegible]
جو حالت [illegible]
کہا دی کہ تھا جو بان کہا
چلا دیو انجانی کو پھر حال
پیادہ پا رتن پہر سعادت
بجا لاتا ہوا آداب وہ [illegible]
کہ اک محل دلیہ ملک او مال
کسی صورت [illegible]
مقام وان [illegible]
کیا شہ نے اشارہ [illegible]
پہنچ ہی [illegible]
وگرنہ یان ملک وہ پیادہ
ہوا القصہ وہ جس وقت قیدی
صیاد فوج شاہی [illegible]
ادہر [illegible]
گریبان پہاڑ [illegible]
ہو نکلیا [illegible]

نہائے والو بھی عجب ہی یہ
کہا زلفون کی [illegible]
اگر دیکھی جیسے [illegible]
کیا شانہ پہر اپنی [illegible]
کہ [illegible]
تھا ناشہ کی [illegible]
نگہ پر [illegible]
لگین [illegible]
نہ [illegible] عالم کو دیکھا
کہ اسکو جانتی ہی سب خدائی
کوئی [illegible]
چلو تو دیکھی [illegible]
ابھی ہم [illegible]
کہ بس [illegible]
لگی [illegible]
لگا [illegible]
[illegible]
چلا [illegible] قدم از راہ خلوت
قدم [illegible]
[illegible]
حصار [illegible] قدم [illegible]
کہاں [illegible]
لگی گا آخر [illegible]
نہ تھا [illegible] ارادہ
ادہر [illegible]
تو باقی [illegible]
ہوا وان قلعہ مین [illegible]
شرار [illegible] شمع [illegible]
کہ تھا [illegible] حیران [illegible]

ادہر سنہ مین آئی کوئی بات
کیا ہاتھ نے راجہ دا پیہاتا
ادہر بہیجی بادشہ راجہ رتن کو
چلا ہو شادمان اپنے وطن کو

یہ ہیبت شاہ کی جو ل یہ چالاکی
کہ فکر الیتے کچہہ مطلق نہ آئے
کہون کیا ساتہ لشکر مع لطف ازل
ہوا شادان عرض تا پہنچا محل

رتن کو دو مکان چند در چند
اسیر کی طرح رکہا نظر بند
رہا وہ بہی بحرص نا امید
نصل ند وہ حسرت ہوگی چند

ہوا ملنا صنم سے اپنی مایوس
ملے تبارات ... افسوس

بہیجنا بادشاہ کا ایک عورت طرار کو چتور کے طرف جوگن کے بہیس مین اور سبب یاتہ آنی پدم کی پہیر انا اوسکا اپنے دیس مین

کہولیا سے مین اک جہ گرفتار کر
یا یوجہا ل ہار کر پہر سناہی
جو گذرا قید مین راجہ کو یکسال
کہا اک وزیر نے ہو کی بحال



رتن کی قید سے مطلب نہ پایا
تب اپنی وزیر سے او ٹھایا
کہ اک عورت بلا کی خوب ہشیار
نہایت زیرک و دانا و طرار

بس چارہ اوسکا مشکل ہے جز زر
سراپا سے جھلکتا جوبن اور نور
کہا اوس سے کہ دونگا ملک اور مال
ترا آئی مین ہے جس سے تو خوشحال

ولی کچھ مکر کر تو بالسے جادو
فقیر ہو تنی پدم کو لا دے
دل و دیدہ کو ہوتی ہین مسرت
جدا ہو جیکی با دل ہی کلفت

وہ جوگی سے شعبدہ فن فعال
رہی قائم یہ تیرا جاہ و اقبال
مجھے ہے یاد ایسا مکر و تلبیس
کہی شاگرد میرا جس مین ابلیس

غرض جس فن مین اچھی جو چندہ
کرون جس سے ہی فلک ہے قید بند
اگر کہیئے کہ لا جا کر کوئی حور
تصور او نہیں ہو مجہسے مقدور

ز لبس فن بازو جادوگری سحر
مری بربات تسخیر ہو سے
پدم کا جا کے لانا کام کیا ہے
نہ لا دون مین تو میرا نام کیا ہے

فلک سے جو تو مین لاتی ہو ان کو
پدم کیا چیز وہ تو ہی زمین پر
شنا کر شاہ کو سب مکر اوپنی
نہی القصہ مکارہ جوگن

پہن کر سب لباس کہربائی
سراپا شکل جوگن کی بنائی
وہ منتر کان مین جا کر ہو گوش
دل عالم ہو جسکا حلقہ در گوش

وہ حلقہ سیر جلسے ہے بالا
اور اک گانا بہی پہ کی گر کہا یا
بہبوت اپنے وہ تہا منہ پر لگایا
کہ آئینے کا جسنے ہوش اڑایا

ادہر وہ بیر سکے بال چوٹی
غرض بنا و دولنی منہ کو چتور کے
باسبب سوت وہ دانائی زنانہ
ہوئی چتور کی جانب روانہ

لپیٹا قطع شاخ ل چند در چند
وہ بس چتور مین آئی وہ خرسند
ملا سب شہر مین اوسکا شہرہ
کہ اک جوگن ہی آئی رشک زہرہ

نہین دیکھی کسی ایسی جوگن
سراپا درد اور غم سے بہروگن
پدم نے دہر مین ستالائی بنائی
کہ تا راجہ کی ہو مشکل کشائی

کہ جو تازہ مسافر یان پہ آوے
مسافر خانہ مین آرام پاوے
غرض جو وارد و صادر تہا آتا
پدم کو سرگذشت اپنی سناتا

کوئی ایسا خبر وہ ... آوے
کہ وہ تدبیر ملنے کی بتاوے
مسافر خانی مین آکر وہ رتن
جب سبیٹے جو گیانہ باس تن

وہان آئی وہ جوگن ... شاد
بظاہر یاد دنیا کی آزاد
خبر تو بہی پدم کو گہر مین جس دم
کہ اک جوگن ہے سراپا درد و غم

بنا کر سب کپہ چہالا ایک جگہ
دہیان اور گیا نین ...
لسبن ہار زرہ رشک سر براد
سوا ہجر کے اوسکو کچھ نہیں یاد

دھیان اور گیان میں وہ یار بسا
جو اوٹھتی بیٹھتی وہ مدعا ہے
غرض جو چاہیے عشاق کی آن
سنا رانی نی اوسکا حال تمام
اگر وہ دردِ دل سی آشنا ہے
سخن کوئی بھی ایسا بتا دے
بٹھا کر اوسکو با اعزاز و اکرام
یہ صورت اور تمہاری کو جو آنے
کہا اسنے آئی او جاتی کہاں ہو
تمہیں جسکی طلب جا بجا ہے
بڑا قصہ ہے میرا اور بڑی بات
مجھے جو دیکھتی ہو سینہ پر خون
تھی مجھ میں اور میری شوہر میں الفت
ہوئے میں عشق سے اوسکو جنون تھا
لٹا گھر بار بن کی شکل جوگن
گئے اوسکی طلب میں جا بجا بن
اسی صورت سی اک دن سیر کرتے
ہزاروں راج سے بیتی ہوئی
جہاں تک تھی وہاں پر بند گم
ہوئی دریافت اوسکی جب نہ تسکیں
جو اسکی غم میں یاں لیتی ہو سسکے
سو میرا دیکھنا تھا بس مجھے کام
کہا اوسنے سنا یہ تم نے ای سرو گلشن
مجھے پہل جہاں ہو وہ درشن
نہ چلنی سے نکلی کی جو تدبیر
فریفتہ سمجھ جوگن کی باتیں
اگر ہو بھیک لینا تمکو درکار
چلو تشریف پالنے سے سدا ہو
کہا اسنے کہ جوگن تھی یہ جوگن
علاؤ الدین کی بیٹی بھی آئی
یہ آیا گیا تمہاری تکیہ میں آج

کوئی دم یاد سے غافل نہیں ہے
سہارے کو عصا یاد خدا ہے
لگاتی تھی اوسی پر دھیان آٹھوں
تو بولی اوس سے وہ مجموعہ غم
تو میری درد کی مشکل کشا ہے
کہ جو یہ پردہ دوئی کا اٹھا دے
یہ پوچھا اوس نے پھر ای نیک طالع
عبث کھوتی ہو اپنی زندگانی
تم ایسے سلیقے کی خاندان ہو
وہ کیا شی ہے جو تمہاری لگا ہے
بتاؤں کیا تجھے میں ختم الفت
سو میں اک خاندان عمدہ سے ہوں
بہم رہتے تھی نت سرگرم صحبت
پھر آخر کر جدا وہ جنگ سے جنگ
جلاتے سکی بن نکلی جو جوگن
گئے جا لکھ نہ کیا تی سنا میں
غم شوہر میں رو رو لی اور تی
وہ زندان خانہ تھا اک جا آتی
کیا احوال اسکا بے سعنوہم
تو اسکے غم میں سر حل گیا دل
بھلا اوسکا تو دیکھوں حال کیا ہے
چلے میں پالنے کیجے آئے ہم
چلو نگی میں بھی بنکر شکل جوگن
کہ اوس بن ہوں نہیں آرام دم بھر
مری سحر و فسون لی ہی تاشی
سمجھ کر اوسکی سحر آمیز گفتگو
سدا ہار دیکھی اور لاکھ تکرار
اسی میں خیر ہے بس ہم تمہارے
یقیں ہی یہ زن مکار ہے یاں
جو اوسنے لی یہ صورت منافق
کہ اپنا چھوڑ کر سب ملک اور راج

نہیں جو بتا وہ اپنی فقر کرے
وہ اپنی کی ہی سارنگی بناؤ
سنے کوئی تو ایسا بولتی ہے
کہ یاں رہی کوئی جلد جاؤ
جو پوچھوں اوس سے میں کچھ راز اسکی
پدر کی سامنے جوگن جو آئے
تمہاری عمر چھوٹی اور بڑا دکھ
لیا کسواسطے یہ جوگ تمنے
اٹھا جسلئے رنج و صعوبات
کہا جوگن نی رو کر بس کے
مگر ناچار اتنا بولتے ہوں
رہی تھی میں گھر میں خرم و شاد
سو عرصہ اک برس کا ہو چکا ہی
نہ کھانا مجکو بھاتا ہی نہ پینا
بھنا فلک ہیں سارے تا و مقامات
وزیر و ادنا سوادنی سب تمام
جدھر کو تھا وہ زندانخانہ شاہ
پھنسی انہوں کی ہے صورت
ولی اوس میں جو اک احمد حرز ہے
یہ ٹھانی یاں تیرے پاس بیٹھے
کہ جسکا عاشق الفت ہوں
اور اسکی تھی لوں کر کے گفتگو
گرودون میں خدا پیری سے بچے
رہی جو ہیں پدر دیدار رشتن
پدر کے پتھر اوان مجھ
کہا احمق سے کہ بس آنے کو
تمہارے مکر سے سمجھا ہے میں
ملکہ کر غرض جو گن نے الغرض
نہیں یہ تھا الٹ نکی را
تیز عقل سے تو بہرہ ور ہے
قریب مکر میں نکی چلنا

ہی سامنے دل کو یاد حق کی
اوسی اک تار کہ ہر دم بجاتی
سخن میں لاکھوں قصہ سی کہو تھی
کہاں ہی اوسکو تھا کہو یا لاکھ
کبھی جیسے وہ منزل و مقامات
اور اونی اپنی وہ صورت کیا لی
کہو تھی وہ لیا کیا بڑا دکھ
اوٹھا یا ہے کیوں یہ دکھ تمنے
حصول مدعا کی کہی کچھ بات
کہوں کیا تجھ سے میں اپنی کہانی
کہ وہ احوال غم کی کھولتی ہوں
سوائی عیش و عشرت کچھ بتایا
کہ مجھسے میرا شوہر گم گیا ہے
ابھی اوس بن لبس ہی دشت و صحرا
جنہیں کہتے ہیں مرتبہ سہر
رہی اوسکی تلاش اوس دن میں عالم
گئی میں سیر کرنے واں ناگاہ
ہر اک کی کی ہیبت تعظیم و حرمت
عجب ہی دیکھ کچھ رنج و محن ہے
اوسی جوگن میں جل کے ہی بیٹھے
رہی مشتاق اوسکا ہونکہ سنا
سے ہم تھا ابد سے اک نالہ زار
سنو تھی جو گن اور مل کر رہو
تو دل میں خوش سے مکارہ جوگن
اونہوں نے دیکھ کر حالت غم
زبان مکر و فسون براتی کھولو
یہ لا حاصل ہے کب ہم پاتی نہیں
سے ہم یوں کہا تک تجھے عنوز
کیا چاہیے جوگن اور دکھوا
تو اسکو دیکھ سر تا پا ضرر کر
بظاہر بس جوگن کا بدلنا

سمجھکر یار دیکھ ہاتھ بیٹھ ہم   نکل چلنا کسی مکار کی ساتھ ہم
کرو ظاہر نہ تم بیٹھی اسیری   ولی موقوف ہی دلبر تقریرے
فقیری چاہیے ہو آتے گل پن   دہیان اپنا رکہو تم دل ہی یکسن
کدورت سی جو دل ہوف صفا یاہ   نظر آجاوے گی دل ہی میں دلخواہ
کرے گر نفس کا تم نہ پیشوا تے   تو منزل تلک سبہر رسائے
چلو گورا و بادل پاس سرا لے   کہو اون سے یہ سب غم کی کہانی
سنا سکیں پیچ عورتیں ہم   کہا پھر اوس نے لطف و تکریم

فقیری کی کشش کا نہیں نام   لباس تو بھی کچھ حاصل نہیں کام
یہ ظاہر نفس کا فریب ہے پھراتا   نہیں پھر فی بھی کچھ مطلب آتا
نہ سمجھو آشنا بیگانہ کی بات   نہ دلپر آنے دو باطل خیالات
یہ عورت جو لشکل آگئی ہیں ہم   فریب نفس امارہ عیاں ہے
مگر رہبر کوئی ایسا ہی ہاتھ آئے   تو ہاں البتہ وس سے راہ تو پائے
جو ایسی ہی تم اونکی پاس جاؤ   یقین تو ہی کہ مطلب دل کا پاؤ
کہ اچھا سمجھے تو اسے تقریر   کہ لادے جا کی راجہ کو یہ تدبیر

گورا و بادل ہمشیرہ زادہ رتن سین کا دہلی میں جانا اور بزور تدبیر اوسکو چھڑا کر چتور میں پہنچانا

تماشا تیر چلی نرگسیان نے کہو عاشقکو   جیسا کر ساریسی قید یا کر پھر جیتا ہارا
پلایا ساقی شراب پرتگالے   کہ جس سی رنگ و بو ہو جاتے



پلا کر جام ہی بس تا کہ سر دے   کہیوں مجوس غم آتا و کر دے
کہ وان ورد رتن سنی کی بیتا   پدم لیکے ترک کی تی ہنسنے و خواب
نہ تہا اوس غمزدہ کو چین آرام   تڑپنا اور رونا اوسکا تہا کام
اونہوں کا نام تہا گورا و بادل   سنا یا منصف او عادل
کہ اونکی ہمت و جراءت تن سین   رتن جب سنکو نکر آتا تہی چین
حرارت مردمی کی تم میں گر ہو   تو اے فرزند جا اسکی خبر لو
بچو ہیں اوڑہنی ہی سیر ڈالو   نہ نکلو گہر سے اور چہرہ سنبہالو
یہ بدبات سنکر سخت گفتار   ہوی خجلت زدہ دونون وہ سردار
لیے گر پدم سے حصہ کو ناہ   چلے اک فوج لیکر جانب شاہ
پدم کا ساتہ لیکر خاص ڈولا   کہ قیمت جسکی ہفت اقلیم کا مول
پدم کی رہ کی اسمیں خاص سیما   فریبانہ کری حسبت جالاک
یہ شہرت دی شہر و لشکر میں   پدم سنے آئی تی شہ کی گہر میں
یا ہمن شہرت جو سیند و ستانفر لیے   اور اوسکا خاص ڈولا ساتہ لاکر

رتن قید سے پاچہ یاں چہند   ابہی آزاد کر دو اون او رجن سند
وہاں جان تہی اوسکو زندگانی   کرتی اسیر ملاتی نا گمانی
رتن کی تہی جو دو ہمشیر زادے   سپاہ اور بڑی عالی ارادے
کہا اونسی یہ جاپوں ہی پدم   اسیر تجہ دردو الم سے
کہ جسکی تھی ہون دو شیر یا زدے   کرین تم سن اسیر دام اوسکو
نہیں گر یہاں طاقت تم میں تنہا   تو میرے بیر رکہو اپنی گستاخ
علاؤالدین سے جاکر لیٹ ون کی   رتن کو گونگے پاس جان وونگی
لگی کہنی کہ اچھا ہم یہ جائے   بہر صورت ہی راجہ جی کو لاے
سنا سے سیکڑوں جنگی بلاکر   ہزاروں بیاتنے مین دو دو بہاکر
بٹہاکر اوس میں آہنگر کو تنہا   دئی اک سنسی ہتہوڑا او رسہوڈن
چلی دہلی کی جانب یاد ل تنگ   بظاہر صلح لیکن در میں جنگ
رتن سے ہاتہ اوٹہا کر باد ل جان   ہوا جاری ہی شہ کی گہر مسلمان
رکہی تو شاہ ساتی اوسی جنطر   بہنور تو بیان مہی جب آکر

پھر اوسی کہ ڈوڈولی وسکی باہم
سلطانکہ جلد ہی جا سناتے
ہین کفر اور کافر لینی ہوں بران
تجھے کہتا ہی جو کچھ کہہ سناؤن
یقین ایسا ہی ہے تو سنکے آیا
مری جانب سی ہی کیجیو لیصید شوق
ہو لی جو خود بخود دلنی کی تدبیر
رہون گا مین ترے محکوم فرما
یہ سن کے کا پیام از راہ اخلاص
کہ وہ ڈولی ہزار رتن عیان ہین
رتن چنڈول مین جسوقت آوی
ہم اونسی پھر لڑینگے یا مرینگے
گیا چنڈول مین جسوقت رجا
دلی اوسدم ہوا اوسپر ہویدا
نشتہ سکے فلانان ہوا خواہ
اونپر تحبہر بابا اصرتن سے کے
خو نکلی اوسکی باد لینی وہ زنجیر
کہ ظاہر تہا جطرت اسپ قدم باز
وہ گہوڑا اتہا کہ باد صبح گاہی
رقیبو نکو ہوئی ڈسنو ی حجیب
ہی حکم شاہ اب یہہ نہ تاخیر
کہ سر اک زندہ اور قوت میں سم
خبر سلطان کو پہونچی یارے
کوئی دم مین خبر سنکے سلطان
چلو جبتک کہ وہ لشکر مین ہے
علاؤ الدین اوپر حجسب تہا
کہا لوگوں نے اوسکو جاکی آل
سو وہ جاتا نہین لیتا ہی تو لیجو
یہ فرمایا کہ ہوشیار لشکر
یہ کہا وسیا تہہ لیکر اپنی اک فوج
وہ جاتی تہے مظفر او منصور

کہ مین آئینہ سپتا ان کا ہم
کہ یہ بادت حضور مین ہی آئے
کرو یقین طریقت و مین یہانہ
پھر آگی جند گمین شہ کی آدن
نہ لیہہ مین وہ بہولا سمایا
کہ سجد تیری ملنی کا ہی بس ذوق
تو میری عشق نی شاید کی تاثیر
وہ آخر تلک سمون احسان
رتن کو لیکے وان چنڈول چھاچھ
جنہون مین تھی وہ دبیٹھی پہلوان
تو پردہ پردہ ٹہنپکی دور جاوی
غرض جو کچھ بنی گا سو کرینگے
پدم کی جا پہ آہستہ کو پایا
کہ یہی تیری رہائی اب سے پیدا
رتن کو لیکے آگی تھی جو ہمراہ
اسیر دام یعنی بیوطن ہے
تو یون راجہ نی کی چلنی کی تدبیر
برون لشکر سے جسکے تک و تاز
ہوا بیم گمان بیاد السی راہ سے
لگی کہنی رتن ہوتا نہین سیر
حضور مین کرو چلنی کی تدبیر
لگے لڑنے وہ فوجی ہو کی باہم
کہ یان آخر ہوئی انکی لڑائی
غضب سی آپ تھل اہیجان
ہمارا وہ یک لشکر بھاگی
پدم کی شوق مین شفقت نہا
کرائی مخبر جہان ونیک اقبال
ستائے اونکی مشن جانی بہ جگر
کیان جاوینگی وہ مکار اسپر
بچا ہی جسکو کہیے بجر کے موج
ظفر پائی سے اپنی سخت مغرور

بانہ صورت غرض وہ فوج نکلا
وہ عشق مقدس بس بہرتے
رتن کو دیجے رخصت تا کہ وہم
علا بان فاجو ساتہ آدینا
کہا لیجاؤ جلد لیے رتن کو
ہدایت کی خدائی تمکو جانان
تری خاطر رتن کو ہم نی بہیجا
منور از قدم کن خانہ مین
سوان گورا و بادل نے یہ تزویر
پدم کا تہا جو ان چنڈول بر
پہر آگی چڑہ کی گہوڑی پہ اونہم
بہم سب شورت کر کر مقرر
اگرچہ تہا رتن کو بہی معلوم
فریب تازہ گورانی کیا ہے
رہی جنمہ کی ڈسنو کی لڑکی
شتاب اینکر وہ ینہ لیکر وان
کہ وہ دو ڈولی جو کہی تھی برابر
چڑہ اوسکے جو اونسی تخت منیر
کہ اسمین وہ تنک پہونچا رتن از
کسو کو بی یہ راجہ ہی کو جاکی
یہ کہتی تہی کہ بس خیمہ سی نکیا
سپاہ شاہ تہی اور وہ لشکر
جو گورا اور بادل نے یہ دیکہا
یقین ہی آئی ہی بر سر جنگ
یہ چل نکلے غرض سب مشورت کر
جسے سمجہا تہا گل ہو خار نکلا
بانہ صورت رتن کو لیکے وہ
یہ سنتی ہی خبر وہ شاہ عالم
ہوئی وہ نگا اوسکے تن جلے
چلا بس قہر سلطانی سی جی تن بہ
کہ یہ ہی آئی پہنچی کیا سکندر

فرود آئی لب دریا جو نہا
لیا آرا ب ہی یہ غرض کرکے
کچھ اوس سے ہمکو کہنا نہین ہم
اوسی ہو لادین الہی جا دینا
دکہا دو جاکی اوس شہ کو تمہی
جو تو ہو نکو آئی ہی مسلمان
جو کہنا ہے سو کہلے پھر چلی آ
یہ سنکے شک جمین کا نشانہ مین
یہ کر رکہی تہی آگی ہی تدبیر
برابر اوسکی سے کہیے سو بلا کر
جو جو کیدار ہین آتی تہا ...
مسلح ہو رہے لڑنی یکسر
کہ آئی میری ملنی کو وہ مغموم
علاؤ الدین کو یہہ وہ کہا دیا
غرض سب جب مدارا تہا انکے
قدم سے اوسکے جلدی ہی رکی
گیا اک وہ تنک او مین نکلکر
ہوا وہ سب گرم جب او خنجر
سوار بادپا صد حشمت و شین
چلو ہی سو ہی کیا گہر میں اسکے
گئے سوا وی ہی سکلے ہو تیار
ہے آخر گریزان سب لشکر
کہ یہ ہو رہے تہے سو انکو تو مارا
تو مسر ہو گی اپنی زندگی تنگ
برنگ صید ناالف روز تفا یہ
بچانی گنج دولت پا نکلا
شکست فاش ہمکو دیکہی وہ
ہوا قہر غضب سے سخت برہم
یہ ممکن ہے کہ جاوین بانسے پیج
کہ جیسے شیر بکری پر حرزدستان
گلستان صد و یر مثل صرصر

دکہاتی اپنی ہتہیلی ن حشم کو ۔ ادہمائی وہ جو جاتے تہے قدم کو
سلیح وہ تو تہی لڑتی یکسر ۔ تقہ مطلق ادہ نہین مرنی سی کچہ ڈر
چلو تم لیکے راجہ کو شتابی ۔ کر سینی مین ہی اسکی اب خبرا
سدا بار دو تم تو بی راجہ رتن کچہ ۔ سلی تا ہوا ونس شکست مین کچہ
اگرچہ تہا رتن کو تنگ آیا ۔ تو یون گورا و بادل کو سنایا
یہ کی گورانی سنکر غرض الحال ۔ سنا چاہیے جب شاہ کا اقبال
غرض کی تسکر شاہ جیسہ تخواہ ۔ ادہر بادل کو گورا راجہ کی ہمراہ
مقابل ہوگیا اسکی یہ بہر کر ۔ کہ اب لڑتے ہی اسسے خوب گہر کر
ادہر اسکے سمر چہر پڑنے لگے گہنگ ۔ سبہی ہو یکدہ قتال فلک تک
حمد استے کیا گہمسے کہ یکسر ۔ ہوا اک زلزلہ روی زمین پہ
زمین سے آسمان تک کیا کہون بار ۔ دہوئیں سی ہوگیا عالم دہوان تار
وہ بند و قوتسی گولی کا نکلنا ۔ وہان مار ہمن کا او گلنا
ادہر اور ادہر ہاتہ مجروح مردم ۔ ہوا ستی سی لعضو نکا نشان گم
غرض یون لڑتی لڑتی شام آئی ۔ سحر ہر دو سے ٹہری لڑائی

کہ سد راہ اونکی یہ ہوا ہے ۔ نہین تہی لطرف
کہا گورانی بادل سی کہ بہائی ۔ تو پہر راجہ بہلنے چتور جا کے
سپاہ و فوج شاہی تنتح یاد ۔ چلا آدہر گا ہٹتا اور لڑتا
یہان مین شاہ سی اس طرح لڑتا ۔ قدم لڑنے سے جو ملیچ ہٹا کر
مری غیرت نہین کرتی گوارا ۔ کہ ہو لڑتے تہیے انکی کبہین عدم
چلو تم گہر کو ہم ہی تو نہین کم ۔ زبس جو شان غریستان محکم گیا
تہی فوج شہ جو آئی بر سر جنگ ۔ ہوا اس قدر نیکے ادہر
مقابل کرکے اپنا سینہ سپر ۔ دہو جا سکا گہٹنے کو نہ کمال
ہزارون ریکلی توپ و سنال ۔ ادہر کی سمر جنگ کا رن سے
ہوئی ایسا چہائی کیا گہٹا گہنگور ۔ کہتا مین جسطرح بجلی کا عالم
کڑکا کڑکا کر کے بالا کا ہوا ہمدم ۔ دل عاشق پہ جیون مژگان دلدار
برسنا سیکڑون تیرونکا بار ۔ ہزارون مردہ پلی کو کیٹن سحر
ہزارون ہی غرض مجروح ...

حال لوہان کا سنکر نہایت غمگین ہونا

یا سنا ہے آگے جالم سپر بند ۔ سمند خامہ کو تا لیکے ہمیز
نحوی ہوکے شہر اپنی مین داخل ۔ ہوا گرم مین میدان جالکے جلد
بجا گہر گہر خوشی کی شادیانہ ۔ کہ آیا جیسے راجہ زمانہ
ہوا عالم کو حاصل امن و چین ۔ نئی ہر سے ہوا پیدا رتن سا
خیال و خواب ہی آنا رتن کا ۔ سبب ظاہر ہی یہ رنج و محن کا
نہین دیکہی ہی شادی مرگ ایسی ۔ فلک نے دی کیا رتن کو موت جیسی
اوٹہاتے تہے جو رنج دوری کے بار ۔ یہ ہم کہ سنائی سب بیان اس
نہ کہانا مجکو بہاتا تہا نہ پینا ۔ کہ تو ہے تری ہوتا تہا جینا
نہی امید ملنے کی تو مجکو ۔ کہی تہا مین کیونکر دیکہون تجکو
ملی کچہ تو کہ تو ہے زبانی ۔ الٹی کس طرح تیری زندگانی
تجہے ہی لکہا نامہ خوب روشن ۔ کہ جان تجہ بن وہان تہی دین
صدائین تیری بس ہر صبح و شام ۔ سی نالہ وزاری نہ تہا کام
سنا ہے آتشار آسا تہی نالان ۔ برنگ گل تہا تنگ کری گریبان
غم دوری ہی تیرے مین جگر خون ۔ ہوی لاغر سبان بید مجنون
مری حالت پہ دونون رحم کہا کر ۔ نہین لائی پہر صورت یہ جاکر
کہ ہم تقدیر ... اور سردانہ ۔ ہوا تاریک پہیر اک زمانہ

رتن سین کا دہلی سی چتوڑ مین آنا اور پدمنی سے ...

فلک شعبدہ بازی یہی برپا ہے ۔ تو بیا پیتین جو ن ...
سناؤن اب رتن کا تازہ احوال ۔ کہ وہ چتور سے مجکا یا یا
نئی سری غرض ہو خرم و شاد ۔ کہا سب نے ہوا چتور آباد
سبہی چہوٹے و کلان نی شاد ہوکر ۔ لگی اوپر تصدق لعل گوہر
نہین ہی لیکن تک وہ ناکام ۔ کہ ملتا ہو بانی کرنے کا انعام
یہ شادی ہی جو مثل ماہ ہی نے ۔ تو کہانی کی ... سر صدقے
کہ جسدم وہ مدم پاس آیا ۔ نہ پیرہن مین بہر پہولا سمایا
کہ یون مرتا رہا ہے المدین ۔ ادہائی رنج دانت تیری غم سے
خدا کی تیری صورت پہر دکہائی ۔ تن بیجان مین گویا جان آئی
اگرچہ حال تیرا ہی اے مغموم ۔ مری لب سے روشن اور معلوم
کہا او سنی مین اپنی حالت زار ۔ کرون کیا تیرے آگی اظہار
نہ کہانا تہا نہ پینا اور نہ سونا ۔ غرض تہا تیری غم مین جانکنی تہا
تصور مین ترے مین کیا کہون بس ۔ کہلین بیتین انکہین جیون گلستان تہا
کہلا تہا غم مین تہ سداغ حسرت ۔ نسان لالہ تہی با داغ حسرت
قسم گورا کی بادل کی مین چہونا ۔ کہ بس مجنون اونکی ہلال سی جو
سنو تم اور طرفہ ماجرا یہ ۔ فلک کی دیکہ زرد و زیر اک جہا
رہی مین جاکے پہر اور نالان ۔ نسان سنبل گلشن پریشان

اوسی نے ... ہمین کہ ہمین یا کام
سلطان ...کے مجہہ سکہا یک
گیا دن وہ اور آیا دوسرا روز
بصد شوق اور بلا دیسو اہن بہیجے
نہین آنیکا جبتیا اب رتن سین
ترا ہے حسن اور حیات صورت
ملاقات رتن پیر تو نزکہہ دل
جوان ہون خوبصورت صاحب فوج
کوئی جیتا نہین الٹ ہے بہرا ہے
مستور سا زر خود خانہ مین
غرض جو یپال کا پیغام و فن
لیے دس ہزار دن درود استعداد
کہ بموارت سمجہکر مجکو نا کام
گیا گورا و بادل سے یہ جا کر
نہین کرتے ہو تم مجہپر احسان
پہر آئی جو ہوا تمکو ہے معلوم
پر اب کہو سنا ہی خیریت سی اد

لڑی سہی الغا قار بٹ ہم
رہا یکسا چند حیرت سے مجہی تک
نسب عم سے زیادہ تر غم اندوز
یا بین پیغام میرے پاس بہیجے
تو نا حق روز رو نشست مجہی سے
غضب سے لستہ ہو غم کی کدورت
بدل ہنتی ہون تیرا مجہسے آ مل
رتن سے بہی زیادہ تر مجہی اوج
وہ زر ندانہ کہ گہر ک ٹوکا ہی
نہ تہی شک کمین کا نشانہ تن
لگے کہنے جو یاتقریر روشن
بہلکے تہی گئی وانکو دیا پوس
کیا دیوپال نے یہ آج پیغام
کہا اپنا حال اور غیرت دیکہا کر
ہوئی جاتی ہون تو اب مین مسلمان
کہ مین تم سی ملی اسطرح معدوم
خدا آفت سی اوسکو بہی بچاد

کوئی راجہ اور سے نام لول
یہ دیکہ اوس تیرہ لگی سمجہانی
تو اوسنی ایک عورت عیش بین پر
کہا ای گلدستہ باغ جوانی
بدل سب چیزکا ہی تنگ مین ہوتا
سمجہ جسکا الہی وہ کہان ہے
ہین زبان جہان میری اسلامی
جو ہوتا علاؤ الدین کا قید سے
اوٹہا دل سے تو اب فکر رتن کر
غلام اپنا سمجہ اسی عشرت جو ہر
یہ سنکر اوسکو نے خوب مارا
ہین بس آتش سی جلتی اور ذہبہور
مبادا کل کو آوے یہ بسر جنگ
کرنا تو تم رتن کو لا ویا شک
غرض تب تو یہ دلین مجلس ہی کر
تہم آئی خبر سے بادل ہی آیا

چلا جاتا تہا با حسرت و جبال
اوتر آئی محل سی بین سنار
بدا نعال اور جوان دل نہ تہا شعر سر
عبث کوئی سے اپنی زندگانی
نہین ہوتا بدل لیٹ زندگی کا
عبث غمگین ہے جی ہی تو جہان کے
رتن کو فخر ہے یا ان کی علاج
اوسی لیے ہو ہی جاننے نا امید
زبان پر سے نہ لاؤ کر رتن کے
مقصود اسہین نکرنا تا مقدور
کہی ایسے نہ باتین پہر دوبارا
سراپا سوز ہے جیسون شمع گلگیر
خدا نا خواستہ ہو جا گیا ٹیکا
نہین تو مجکو لیجا یہ وہان تک
لگی آگ مکر تازہ یان جا کر
ابین جی کی تہی ہوا مجکو ہنسایا

کشتہ ہونا دیوپال کا رتن سین کی ہاتہہ جنگ و جدال مین اور خود زخمی ہو کر پہر آنا رتن سین کا اپنے مشکو سے اقبال مین

کہو نکیا جنج ہا ہنجار تشنو عاشقین
خدائی ڈالکر آتش مین انکو جلا ہے
پلا ساقی شراب تند اور تیز
کہ جبتک دن نا لینے قصد اور خونریز



رتن نی سنکی دیوپال کا حال
نہار دن اوسکو بین جبتک کہ نا کام
بیدم اوسکو سمجہایا بہت سا
ہوئی صبح قیامت حسب دار

لیا تہرکی آتش سی ہو لال
تری بستر یہ یکدم لوٹن آرام
ولی وہ غیرت مطلق سمجہا
ہوا تیار بہر جنگ وہ بیکار

بیدم یوں کہا ای نازپرور
سحر دم مین چلا اون روٹہا لم وارد
اٹہی آتش سے ساری رات جلتا
لیے ہمراہ اپنے لشکر و ہجوم

قسم تیرے ہی سر کی مجکو دلبر
کرون میدان کو اوسکی خون سے گلگون
رہا لبریز غضب سے یہ لیا
کہی تو قلزم رستے کی تہی موج

گھمسان سے ہر خونریزی و جنگ
ادھر گرد وہ بھی فوراً از تخت
چلیں تیار سردان نمک خوار
ادھر یہ اور ادھر وہ صاحب جنگ
دو جانب سے نقیبان سرافراز
ستر ہو گی لڑ تو تیغ و سنان سے
تمہارا جگ میں ہو نام سکوں کا
تو اپنی اپنی سرداروں کی منہ پر
کہ آئیں فوج کو دیپال کی تمام
ہمارا اور تمہارا ہے یہی جنگ
اگر کچھ طنطنہ ہے مردمی کا
مار کا قوت کی اس دل کو غم ہو
نکل آیا غرض کہکر یہ پرجوش
غرض چھیڑا اپنی رخش تازہ کر
وہ گھوڑی تا دیا کو یا جلاد
لگانا آگی حربہ کا بقصد کر
نہ آیا کام کچھ تیغ و تیر تک
سنان و لیپر رہی وسکی کہ یکسر
گیا دیپال کی سینے پار کر کر

چلایا لینے وہ رتن سے جنگ
یہ بولا خیر جی سنگ آ صحبت
کرین دامان صحرا کو لالہ گلزار
ہوئی دونو مقابل سر بسر جنگ
پکارا بولے ای مردان جانباز
کہ پاؤ آفرین ساری جہان سے
کرو میدان میں اپنی سرخ رو
نظارہ کرنے لگے دونوں وہ
کیا راجہ رتن نے پہلے پیغام
کہ خون یکدگر سے ہو زمین لال
تو تنہا سامنے میدان میں آ جا
جو زور ور مرد ہے میں آپ تم ہو
سلاح جنگ سب تیغ و تبر
بہم کرنے لگی وہ نیزہ بازی
وہ کرتا نیزہ بازی تیکی کا
وہ کرتا دستہ گر جد میں کو رد
نہ صدمہ یکدگر کا کچھ سپر تک
کہ جیسے چار رہتا تھی چھپ کر
کہ نیزہ اسکی چھاتی بیچ آیا

کسی نے جا کی اوسکو بھی سنایا
ارادہ جنگ پر تو تہانہ اپنا
غرض سامان جنگ آراستہ کر
صفیں دونوں ہوئیں آراستہ
دم تیغ آج یان طعمہ جنگ ہی
کرو اس تیغ خون آشام زر
وہ کر لڑکے ڈہرتی خون بہا دو
اشارہ ہم جو یک سرد کا پاؤ
بڑے فوج کے ہو دست قرار
خدا نے فتح جسکو سو تو پاوے
کہا سنکر رتن نے اس کیا خوب
لڑوں تنہا جو رستم سا جوان ہو
صف سرداری وہ گھوڑا اڑا کر
نکلی نیزہ وہ دست خونخوار
الی کا نیزہ کی آتا تھا کر
نظر مرہم کی اونکی تن پہ
کہ زخم نیزہ پا این شمار کر
دلی اونکی بہی نا طلیں کہا کر
وہ حربہ کیا تھا پیغام اجل تھا

کہ لو تم سے رتن لڑنیکو آیا
اگر مرضی رتن کی ہے تو چھاپا
مسلح ہو کے نکلا یہ
کرشن نکلے سو اپنی بہنیں اب
نکلکر کہا تو شرط یک ہی
کہ ہوس ہی تمہارا نام روشن
جوانوں کی ہونی جوش کہاں لی
تو پھر اک دم میں قتل عام کر دن
ہم اور تم کر لیں دونوں جنگ یکبار
ہوس سا ہیں دیکھیں رہ جانے
بدلے بات ہمکو ہی ہنر ہو
سو تم کیا ایک لال ناتوان ہو
ہوا قائم مقابل اوسکی آکر
سنان کا جانان سے ہو
نکلتا وہ گھوڑے کو دبا کر
کبھی تو تھی تیغ نیزہ بازان
لگا راجہ رتن کی پیر کار
کمال زور سے نیزہ اوٹھا کر
سنان کی ساتھ ہی نکلا دم اسکا

رتن سین کا بہانہ عمر لبریز ہونا اور ناگمت و پدم کا سنتے انکر جان کھونا

اکیلا وہ تیا ہی جوں تن وانہ گر تیر	سر آیا ستمدیدہ معشوقکو بھی چلایا	بلا سے کچھ مجھے اب آخری کام	کہ تا کام آن عمر کا ہو چکا کام



نہ ان کے جنون کی دوا کچھ ہو
کہ جب جلگاہ سے آیا رتن سین
ہوا چتوڑ میں ماتم دوبارہ
خصوصاً ناگمتی کا اور پدم کا
وہ رخسارے طمانچوں سے کیے لال
اور اوپر وہ زخم ناخن سے
الٰہی ایسے جلے جگر سے
جہان تک اوسکے خویش و اقربا تھے
رو کے دیکھ اپنی حالت زار
کوئی دم کا مسافر ہیں یہاں وہ
پدم اور ناگمتی کو تین بلا کر
جو کچھ سننے کہا ہو یہ سنا ہو
کہا دونوں کی سیر مار کر ہاتھ
اگر جیتے رہیں گی دونوں ناکام
نہیں کوئی کسی کے کام آتا
چلا پایا اوسکو پامال غم اندوہ
یہ باتیں اور اسکی جان گئی تھی
زلیخا سے شتاق تہا ...
کیا چون گل گریبان چاک پایا
ہر رنگ گل تھا اوسکا سرخ جو تن
اور سر تلک ٹکڑے گریبان
غرض آہ و فغان ہر سمت کو تھے
زمین پر لوٹتا پھرتا کوئی سر آ
ہوا چتوڑ میں ماتم کا یہ جوش
رہا اک دیر تک یہ شور ماتم
ہنگامہ کر چوب صندل کا اک انبار
پدم اور ناگمتی نے کھینچا آہ
اسی مہتاب تم آتش لگائی
جو جوشش واقرب اختیار تھی چند
کوئی حل ایسی باتوں سے ہی رہنا
عبث ہوتا ہے ان باتوں سے دلگیر

دوبارہ جو کہ آتش کیچی ہو
بدن کا تھی سنا سے شیخ کھین
کیے جیب گریبان سب نے پارہ
بلکھوں کہا تا جرا اونکی الم کا
بنایا ماتمی سب نے احوال
پریشان حال تھی پیرہن کے
ہلیں داغ الم اسکا نہ کچھ
سہے درد و الم میں مبتلا تھی
کہا اونسے کہ ای یاران غمگسار
عدم کی سمت پھر آئی روانہ ہو
بہت سا رو رو اور چھاتی لگا کر
سہے ای ہم ہو سب بخت بد کچھ
کہ ہم بھی ہیں کنیزیں آپکے ساتھ
تو پھر پیش ہیں کہیں کے خاطر وعا
کہیں ہیں ہیچ ہی جیتے جی کا نام
چلے کوئی نہ اوسکے ساتھ انہوں نے
وہ مرتا تھا اور ونپر آ ہی ہے
نکلتا ہی ہے آنکہ لوٹی ہی بکا
نسیم آسا وہ لالی سر خاک
ہوا پیلا کہ جیسے رنگ سوسن
ہوئی تھی ناگمتی جیون پریشان
خبر مطلق کسیکو نہ تہی اسکے
کوئی حیران کٹرا تھا القصیر تو اسکے
کہ سب اعلی و ادنی تھی یہ تقدیر
کہ وہ ... ہو گیا ہے وہ ابر ہم
جو ہو آسا لے رم کرکے تہا
کہا ہم بھی چلیں گے اسکی ہمراہ
رہیں ہی ساتھ ہی اسکی جلا کر
نہایت زیرکی و دانا خردمند
سو ہی کا ساتھ جیسا کسی نے کر دیا
کہ جاونکی ایسی سب ...

پدم اور ناگمتی کا سوز خانی
کیا گھر جو حریف اپنی کو مردہ
ہوئی آخر انکی شادی جو گھر کے
کہ دیکھا جسکو ہی زخمی رتن کو
وہ گھر تہا یا کہ ایک ماتم سرا تھا
کوئی چراغ گل جلدی بلا کر
کلیجا پکڑی اودھر اوسکی مادر
بڑا واویلا اور دعائیں گرم تدبیر
عبث تدبیر میں جو ہوا وہ ان کو
غرض کیکی تھی جسکو چاہا
کہا ای دوستان محرم راز
چلا دنیا سے میں غمگین ناشاد
تمہارے ساتھ ہی ہم بھی چلیں گے
کہ تم زن نہایت ہو خاطر ہی
خوشی سے ساتھ جسکی غم کہے
غرض یوں بیٹھ کر رو ناگہن
کہ تھیں کنول نکتین کھینچ کے آہ
کہو کیا جو ہیں سم نکلا رتن کا
وہ توڑیں جو ڑیان منہ لو ایا
پریشان شکل سنبل ہو گئی سب
انہیں فرزند اوسکے خاک پر سر
کوئی سر پیٹتا پھرتا تھا روتا
اوڑائی رو رو آخر ان خاک
غرض خانہ بخانہ شیون و شین
ہوئی اوسکی جلانے کی جو تدبیر
جلانے کو اوسے جب لے چلے سب
ہمارا ہاتھ میں رہ کے تہا تک
پدم اور ناگمتی نے جب یہ سنا تھا
انہوں نے اونکو سمجھایا بہت سا
جہان ...
یہ تھی تقدیر ...

کروں تقریر یا انشا زمانہ
ولیکن آپ ہی جون گل فسردہ
سو عالم پر وہ شادی مرگ ہے
کیا حسد جا کے اپنی سیکر ...
کہ ہر سو آہ و نالہ ہو رہا تھا
دعا میں مانگتا تھا سب کے لگا کر
اور اوسکو دست بدل ایک خواہ
سبھی تدبیر گر بر عکس تقدیر
میں جینے کا نہیں یارو کہاں ہو
جو کچھ کہنا تھا سب کو کہہ سنایا
ہوئی تو زیست مشکل سخت یارو
خدا انکو سدا رکھے بہ آباد
چلی گی تو پہلے ہر ...
نہ انکو غم کسی کا نہ حیا سے
ستانا ہے سیج پر پھول تلی سے
جسمیں ماتم بن سو یہ ہو ناحق
سو تلک عدم حسرت کے ...
ہو کیا حال اوسکی جسکے جی کا
ورود گواہ سے سر د ...
کھلیں حسرت میں آنکھیں ...
بھی گرد ... تھی اسکے منہ پر
بچاتا میں کہا کوئی ...
تکدر ہو گئے جس ...
کسی تھی رو ...
کہ تھی تقدیر یون ...
تعلق ورد ل ...
نہیں ممکن کہ جوڑ ...
نہیں منظور ...
کہ طلنا ...
[illegible]
رہو ... اوسکے غم ...

غرض عالم یہ تھا کسکو گوارا
ولی تقدیر سے کسکو ہی چارا

بچا اسکے جو تھے اوسکی فرزند
تمہاری قرۃ العین جگر بند

رتن کی ماں یہ کر کے انکو آباد
رہو تم دیکھہ کر انکو سدا شاد

کہان فرزند کیسا چین گھر آ
رتن بن ہمکو جینا ہی ہے دشوا

غرض اونکی نصیحت جبکہ مانی
مقرر دل پہ جلنے کی ہی ٹھانی

سنگار اپنا کیا دونوں نے باہم
نئی سر سے بنی دولہن وہ پرغم

لسا کر عطر سے اپنی بدن کو
دو چندان شکل سے اونکی حسن کو

لگے کہنے کہ راجہ جسنے تنخواہ
پہن جسطرح سے لایا تہا یاں بیاہ

دیا تہا عطر جیسی چلتی جی ہاتہ
اسی صورت سے ہی پہنینگی ہمساتھ

دلی خوا جسی پہرے بیاہ کی دن
سو پہیرے آج ہم پوینگی گن گن

منگا کی پہنے وہ سب ہین جلالی
کہ عاشق جن پہ ہو سار جدائی

کہوں کیا حال پدمن کا سیہ آیا
دردو دیوار سے تہا نالہ فریاد

جنازہ بھی کاندہوں رتن کا
کہ جسسے خلق کو ہیج و محن تہا

اور آگی نوبت فیل و عماری
دولہن دولہ کی سب جلسے سوار

پدم اور ناگمت پروانہ کر آ
کیے پہیرے انہوں نے دان کے بار

چڑہیں سر پر رتن کو لیکے جسدم
سر اور تن رکہہ کے زانو پہ باہم

گھڑی تہی جو جگر دیش گریان
شرار عشق سے یا صد جان بریان

کہوں کیا بالی سپہر حیرت
ہوئی بالائی سپہر حسن جشن

رتن تہا کسکہ مثل شمع عاشق
چلیں اسپر وہ جو جانبر ہو کر

جو تہا حق چاہ کا ایسا ہی چاہا
محبت اور عشق اپنا نبا ہا

پدم کا تہا جو اک بیٹا کنور سین
رتن کا نور عین سرسمت چین

رکہا سر پر مکٹ اوسکو دیا راج
کہا تمکو مبارک تخت اور تاج

جو تہا نگسین بیٹا ناگمت کا
کنول کا اوسکی تہین نام تہا یا

ہوئی یکدل جو باہم دو تو بیاہا
پہرے کشور میں ... کی دہائی

وہ وارث اور تمہارا تاج تہا
اوسکے رسم کی رتن سین کہا تہا

ہوئی ہی خیر سے انکو جوانی
ہوئی مٹی کے ہیں سو پیشانی

غرض سن اس نصیحت کو وہ غمناک
لگین کہنے کہ اس سن سب چین خاک

رتن کے ساتہ ہی گھر سی چلیں گے
چلے گا وہ تو پہلے ہم چلیں گے

ستی کا جو کہ ہو اسباب درکار
کیا آخر انہوں نے آگ تیار

سراپا اپنا زیور سب پہنکر
لباس نو عروسی زیب تن کر

مسے مل پان کہا سہرا اینہ ہاتہ
فلک کو دیکھہ لوگوں کو سنا کے

سو ہم ہی بالباس نو عروسان
اوسی عالم سے ہونگے ساتہ شوہران

ازل ہی سے تہی ہماری گانٹہہ جوڑ
سو کیونکر ہم سے اب جا دیگی ٹوٹ

جو کہنا تہا غرض سبکو سنا کے
محبت دلسے دنیا کی اوٹہا کے

لی اپنی ہاتہوں میں وہ دلبر
چلیں بازی کہاں تابوت کی بیٹھ

وہ بیٹی اونکی ہاتہوں میں لی چلتے
یہ دیکھہ ادنی و اعلی ہاتہ ملتے

سبہی خرد و کلان تہی پیرہن چاک
پریشان حال سر پر ڈالتی خاک

گئے القصہ با صد حالت زار
جہان وہ چوب صندل کا تہا انبار

بجالاکے وہ سب ستو ہمول
چڑہا کی سب کے اوپر پان و پہول

لگین کہنے کہ جنسے ہم بچے کے
کہ پہیری سب کے فاضل جان بہی دو

انہوں نے باتی سر آتش لگائی
کہ جیسے سو کہیں ہمولی جلائی

ہوا شعلہ محیط سر سرا پا
کہ تہا وہ برق خرمن کا تماشا

رتن کے ساتہ ہی پروانہ کردار
چلیں القصہ دونوں آخر کار

جلا کی اونکو خویش اقربا سب
گھروں کو اپنی آئے آہ بر لب

سبہوں نے دیکھہ نیرنگ خدا یا
کیا مل کر دیتی کا کار فرما

دکہائی ندی میں سب خرد و کلان
دعا خیر دی پیر و جوان نے

پدم سے جو موافق ناگمت تہی
اونہوں نے بہی بہم الفت ہی سے کہے

ستی ہونے لگا اور کنول سے کام جانے
رہی باقی رتن کی یادگار سے

گورا سے فتح پا کے علاؤالدین کا چیتوڑ میں آنا اور پدمن و ناگمت کی حال پہ بہت افسوس کرنا اور آنسو بہانا

کہو کیا عشق کی نیرنگ ہی پدم کا حال
جلا کر شمع پروانہ کو کیا خاک اوڑایا

تجارت سے گورا ہی لوٹا ہوا تو
میں دنیا سے الفت چھوڑتا ہوں

سنا تو نے رتن کا سب احوال
گیا دنیا سے کیا حسرت کا پالا

علاؤالدین کا سن اب تو ارادہ
کہ وہ شور ہوس در سر فتادہ

کہ وہ لڑتا ہوا منزل بمنزل
چلا آتا تہا خار عشق در دل

پہرا اسکا سلامت اپنے جانا
ہی ہے مشکل وہ اپنے ہاتہ آنا

نکریا خیال ... ای مست ساقی
صبوحی کی ہی ہو وہی جو باقی

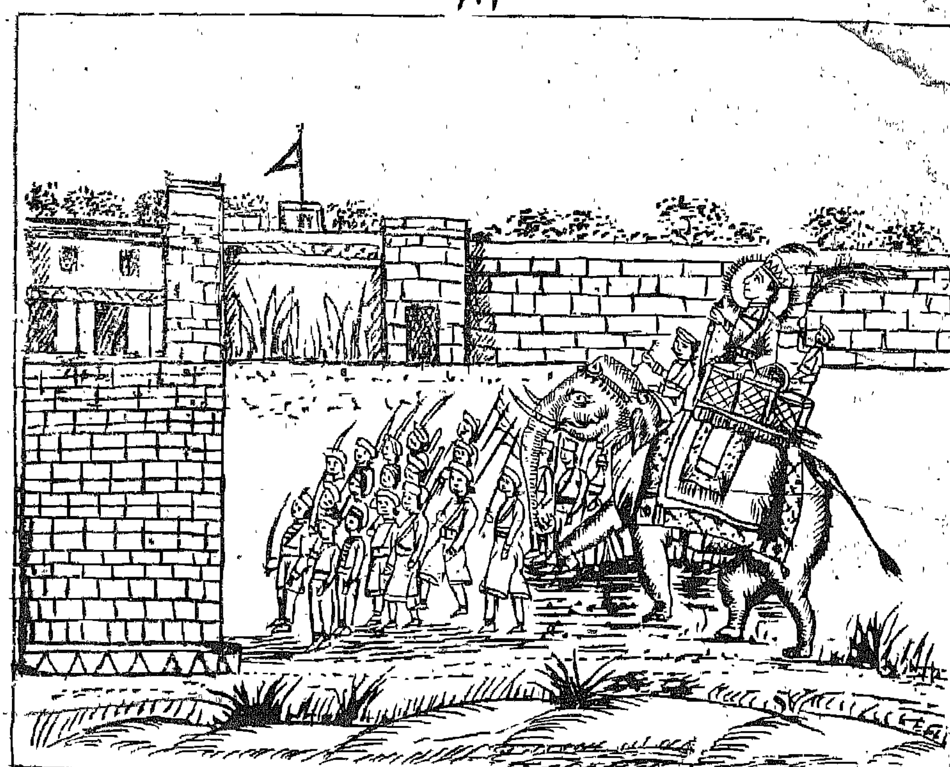
پیا جسنی پیالہ مے کا اک جام
رہا وہ سرگران پایا نہ کام

نہ خاطر خواہ اوسی چین پایا
کہ آخر عشق نی اوسکو جلایا

ادہر گورا سے تہا جو سرگرم جنگ
کہوں کیا تجہسے اوسکی عشق کا ...

جب آیا وہ قریب ملک چیتوڑ
کیا تب آگئی اپنی دلمین یہ غور

سلیمان لشکر کو بلایا
بہت غیرت ... سنایا



کہا تو شام ہی ہووے سحر جب
خبر ہنسنے یہہ ہی تحقیق پائے
علاءالدین سی سنکر بات سگرو
جو سب گورا کا ہم جا کرنہ لاوی
غرض وہ رات گذری صبح ہوئے
نفیریوں کی صدا اپنی سنائے
بڑھے ہو آگے لڑو تیغ بسنا لیو
جدا کرکے کمان او پہنا کر تیر
جو کچھ ہو آج ہی ہو وے سنا لے
لگے چلنے وہاں شمشیر کی وار
گیا گورا اپنی مارا ساتھ سب آج
ہزاروں بندگان بادشاہی
نواح شہر میں اہل خوب
جلایا آج اسکو واہی بہات
سو جب آس سے دلکو وہ پایوس
ہزاران آہ کرتا بادل جاکے

لڑو اس طرح اس سے ٹوٹکر سب
رتن سی ہی وہاں ہو لے لڑائی
کہا سب نے جو لی اچھا بہت خوب
تو دشمن ہاتھ سی کہانا نکلنے پاوے
ٹھٹے گورا سی اور شہ سی لڑائی
جوانونکے تئیں چپٹیک لگاؤ
جو پاؤ آفریں ساری جہاں سی
چلے دونوں طرف سے کھینچ شمشیر
اوٹھا وے کون ہون کی جرأت
بہی دریا کی خونکی طرح جھنکار
ہوی دریا خونی سیر سنج
شہید ہوکر ہوی جنت کو راہ
ستا نکلیار گی وہ پہرے سب
بدم اور ناگمت ہی جل گیکن ستا
فلک کو دیکھ کہ بولا عجب افسوس
گیا حسد مر زمان جانکی تھی وہ

کوئی جیتا نجاوی انمیں نکھا
انہیں ہم مار کے وہاں سی جاویں
سحر کو ہم یہاں رووی دشمن تنگ
یہیں یا تیں ہماں لشکر کہیں
ہر اک جانب سی طبل جنگ باجا
کہ یہاں آکے تو جوانوں کا رفیلا
وہاں میں بن نفیریوں کی سب آواز
کہ بس عاری آپ لی لڑتو لڑتو
غرض ہر یاہی اپنا کر مقرر
رہی کٹ تیر ک ساجن ہی لڑائی
کوئی جیتا نہ اونمیں شہ کو ہار وا
غرض یہہ فتح پا کر جب گھر آوا
کہ یعنی لشکر کے یاں اٹھین سب
کہوں کیا میں شہ یا جرأت
بہت افسوس کر با شہر لشکر
غرض اک دشت خاکستر اوٹھا کے

کہ ہیں وہ دو دیہی سخت خونخوار
تو ایسے میں مدم کو مفت یا دیں
بھلا دیکھو تو کیسے کرتی ہیں جنگ
ملک بہی کہتی تہی سن لشکی آئین
مسلح ہو کے نکلے شاہ دورا جا
بجالاؤ حق اپنی سروری کا
تفنگ ہاتھ کر غرض سب دوار جا کا
ہر اک جا گہ سی چھٹنے اور لشکر
دہر اور ڈہ ہو دونوں لشکر
سپاہ شہ نے آخر فتح پائی
جو ہوتا اونکی سر و دیکہو شکوہ لا
علاؤالدین نے لی چتوڑ کی راہ
گیا حسرت زدہ دنیا میں بیٹھ
زبس تقدیر آسا رکہا سخن
گیا خاک قدم سر الٹی چل کے
امید پر اپنی اوڑا کے

بہہ چلا آہ پھر یا جان غمناک | کہ آخر ہی یہ دنیا ہی فنا خاک
ہوا یاں کب کسی کا کام پورا | کہ ہی یہ کار دنیا نا ادھورا
پتہ اسکا نہیں نہ اسکا انجام | کہ ہی اسکی سحر ہی نہ اسکی شام
سنا اسمیں جو یا دیکھا تماشا | خیال و خواب سا ہی سب کو پایا
علاء الدین ہو کر سخت غمگین | چلا حسرت زدہ ہو کر وہاں سے
تم گھر آیا تو وہ منزل بمنزل | ولی کا رنج پایا سخت مشکل
چراغ الفت دنیا بجھا کے | عوض بیٹھا وہ حق سے لو لگا کے
سنی تھی غرض یہ کہا ان نے | کہ ہی اللہ باقی کل فانی

کوئی گیا اسکے اور دل لگا کے | دو روزہ زندگی پہ ہی بلا وہ
حباب آسا ہی دنیا امر موہوم | ثبات زندگی بہتر ہی معلوم
بشر کی حق میں سب ہی ماہ کی | سراز خار ہوس ہی راہ اسکی
عوض جا کر قدم سیر دو یکتا کو | بصد افسوس غم آنسو بہا کے
اوسی خلعت دی او پیر عذر خواہ | ہو دلی کی جانب کو وہ سدھا
کیا اپنی ہی لبس سر در گریبان | چلا دلی کی جانب زار و گریان
رہا او پیر غم اوسکی نہ ہی ہیچ | جو سمجھا غیر حق ہی او سے ہیچ

خامۂ ندرت نگار کا خاتمۂ کتاب پر آنا اور تاریخ تکمیل تحریر فرمانا

ادھر ہی ساقی فرخندہ فرجام | پلا اک آخری ہی تو ذرا جام
بخوبی کر چکا تحریر سارا | کہ تا ہو سکی ادا یہ اسکا یارا
ولی خاطر تھی مجکو مولوی کے | سو یہ تھی اونکی ای یار خوشی کی
بزرگ نیک خصلت پارسا ہیں | شریعت او طریقت فہما ہیں
اونہونکو شعر کی فن سے بس ذوق | نہایت اہل دق صاحب شوق
او نہون نے لیکے بخشا مجکو کام | کہ اسمیں کو عشرت کر تو اتمام
لکھو یہ داستان عشق سارے | کہ ہی دنیا میں اس سی یادگار

بس اب کیا للّٰہی قصہ آخر ہو عشرت | لکھیں تاریخ اس حکایت کی [illegible]
کہ قصہ میں بتی تھی کا اور بدم کا | بیان سن ماہ کی [illegible]
لکھی یہ مثنوی میں نے جو ای یار | زمیں کمیا تھا اسکا سخت دشوار
جنہونکا نام ہیگا قدرت اللہ | نہایت اہل دل [illegible] آگاہ
کیونکیا اوسکی بن سب کمال | مثل ہی کہ ہوتا نہ [illegible]
مجھی دینی ہی بس اک اسطہ فاصل | کہ سفر ما ہیں [illegible]
[illegible] تو مجکو شوق رہبر | تو کلک زر فشاں نے [illegible]
یہ کہکر دل میں پھر بیٹھی عجب کی غور | کوئی تاریخ اسکی کہی خوش طور

کہا دل نے یہی لکھی جو شاعر
بلا تشبیہ ثانی تصنیف شاعر
۱۲۳۱

خاتمۃ الطبع

سبحان اللہ خاتمہ داستان طراز کیونکر محو سجدۂ شکر کارساز نہو جاے اور گرد کدورت طبائع مصفا کس طرح سر دست نہ دہو جاے کہ بیچ اس ایام عشرت فرجام کی کتاب پدماوت اردو مع تصویرات کے مصنفات میر ضیاء الدین عبرت و غلام علی عشرت سے حسب فرمائش تاجر حاجی شیخ رحیم علی صاحب بیچ مطبع منشی درگا پرشاد کے بتاریخ سیوم شہر رمضان المبارک ۱۲۸۴ ہجری کے قالب طبع میں آکر پسند شائقین زمانہ ہوا
